الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

کتاب مستطاب المسمیٰ

خاتمہ

تالیف بسال ۸۰۷ ہجری

از تصانیف حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات

صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

(بہ تصحیح)

۱۳۵۷ھ

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ام۔ اے۔ سی۔ ای

ناظم تعمیرات وظیفہ یاب سرکار آصفیہ

کتاب کے ملنے کا پتہ:۔ بتوسط مولوی سید عطا حسین صاحب محلہ لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۱- الحمد للہ الودود الکریم العزیز الحکیم التواب الرحیم الذی خلق الانسان لعبادتہ وانعم علی اولیائہ بمحبتہ ومعرفتہ وقربہ ومشاہدتہ والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین خاتم النبین سیدنا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الاکرمین المھدین

۲- یہ کتاب جو خاتمہ کے نام سے موسوم ومشہور ہے حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہٗ العزیز کی تصانیف میں ممتاز درجہ کی تصنیف ہے۔ حضرت مخدوم امام زید شہید بن امام ہمام سیدنا زین العابدین علیہما السلام کی اولاد میں ہیں۔ ان کا سلسلہ نسب اور سلسلہ طریقت دونوں بائیسویں واسطہ سے حضرت سرور کائنات مفخر موجودات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے۔ ان کا نام محمد کنیت ابوالفتح اور لقب صدر الدین ولی الاکبر الصادق ہے۔ دکن میں وہ عام طور پر خواجہ بندہ نواز کے لقب سے مشہور ہیں۔ اُس زمانہ تک سادات سر کے بال بڑھایا کرتے تھے۔ چونکہ حضرت مخدوم کی کاکلیں نہایت

طویل تھیں اس لئے اونھیں گیسو دراز بھی کہتے آئے ہیں اور یہ لفظ اُن کے نام کا جزو ہو گیا ہے۔ اس طرح القاب اور کنیت کے ساتھ حضرت مخدوم کا پورا نام سیّد صدر الدین ولی الاکبر الصادق ابوالفتح محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز ہے۔ اون کے والد ماجد کا نام سیّد یوسف حسینی عرف سیّد راجا تھا اور اُن کا تخلص بھی راجا تھا حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ بھی سیدہ تھیں اور بی بی رانی نام تھا۔ حضرت سید یوسف حسینی قدس سرہ حضرت سلطان المشائخ محبوب الٰہی نظام الدین محمد اولیا بداونی کے مرید تھے اور اون کے خلیفہ خاص خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلی کے بھی فیض یافتہ تھے

۳۔ حضرت مخدوم ۴ رجب ۷۲۱ھ کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ حضرت سلطان المشائخ اُس وقت مسند ارشاد پر متمکن تھے (اُن کی رحلت ۱۷ ربیع الثانی ۷۲۵ھ کو ہوی اور مادہ تاریخ رحلت "شہنشاہ دین" ہے)۔ ۷۲۶ھ میں سلطان محمد تغلق نے تمام باشندگان دہلی کو دولت آباد (دکن) جانے کا حکم دیا۔ حضرت سید یوسف حسینی چشتی قدس سرہ اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لیکر ۲۰ رمضان المبارک ۷۲۸ھ کو دہلی سے روانہ ہوے اور چار مہینے کے سفر کے بعد ۱۷ محرم ۷۲۹ھ کو دولت آباد پہنچے اور قلعہ دولت آباد کے شمالی جانب بالائے کوہ اُس مقام پر جو اب روضہ خلد آباد کے نام سے مشہور ہے سکونت پذیر ہوے اور حضرت سلطان المشائخ کے سب مریدوں اور خلفا نے بھی جو اُس

زمانہ میں سلطان محمد تغلق کے جبر سے دولت آباد آئے (مثلاً حضرت برہان الدین غریب اور خواجہ امیر حسن علاء السجزی دہلوی شاعر) اسی مقام کو پسند کیا اور یہیں سکونت اختیار کی۔ حضرت سید یوسف حسینی نے ۵؍شوال المکرم ۷۳۱ھ کو یہاں انتقال کیا اور اپنے مکان کی دہلیز کے بیرونی صحن میں دفن ہوے۔ اون کا مزار اب بھی مرجع خلایق ہے۔ والد کے انتقال کے وقت حضرت مخدوم کی عمر دس سال تین مہینے اور ایک روز کی تھی۔

۴۔ روضہ خلد آباد میں قیام کے زمانہ تک حضرت مخدوم اپنے والد ماجد کے اور اون کے بعد اپنے نانا کے (وہ بھی حضرت سلطان المشایخ سے مرید تھے) اور بعض دوسرے اوستادوں کے زیر تعلیم و تربیت رہے۔ قرآن شریف حفظ کیا اور اس وقت کے نصاب کے مطابق صرف و نحو اور فقہ اور اصول فقہ کی کتابیں پڑھیں۔ والد اور نانا سے حضرت سلطان المشایخ اور خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے فضایل اور کمالات ظاہری و باطنی کی باتیں سُنا کرتے تھے۔ سنتے سنتے اونھیں حضرت چراغ دہلی کی ذات پاک کیساتھ غائبانہ عشق پیدا ہو گیا تھا بہت چاہتے تھے کہ اُون کی خدمت میں حاضر ہوں لیکن کم عمری اور دہلی کا بعد مسافت مانع تھا۔ اتفاقاً حضرت مخدوم کی والدہ ماجدہ کو اپنے بھائی ملک الامرا سید ابراہیم مستوفی سے جو بادشاہ کی جانب سے صوبہ دولت آباد کے صوبہ دار (گورنر) تھے

رنجش ہوگئی۔ وہ اس قدر برخاستہ خاطر ہوئیں کہ اپنے دونوں بیٹوں (یعنی حضرت مخدوم اور اُن کے بڑے بھائی حضرت سید حسین عرف سید چندن حسینی) کو ہمراہ لیکر دہلی روانہ ہوگئیں اور یہ مختصر قافلہ ۴ / رجب ۷۳۶ھ کو دہلی پہنچا۔ حضرت مخدومؒ کی عمر اُس روز پورے پندرہ سال کی ہوئی تھی۔ اونکا دل حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی کی محبت سے لبریز تھا اور ان کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بے چین تھے۔ جمعہ کا دن آیا۔ سلطان قطب الدین کی جامع مسجد میں نماز جمعہ کے لئے گئے۔ حضرت چراغ دہلی بھی وہاں تشریف لائے۔ حضرت مخدوم اونھیں دیکھتے ہی وارفتہ ہوگئے اور اپنے بھائی سید چندن حسینی کو ہمراہ لیکر ۱۶ / رجب ۷۳۶ھ کو حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر ہوے اور بھائی کیساتھ مرید ہوگئے۔ اُس وقت سلطان محمدؐ تغلق تخت سلطنت پر متمکن تھا اس کی رحلت ۲۱ / محرم ۷۵۲ھ کو ہوئی۔

۵۔ مرید ہوتے ہی حضرت مخدوم ریاضت اور مجاہدہ میں مشغول ہوے لیکن سلسلہ درس کو بھی جاری رکھا۔ مولانا شرف الدین کیتلی اور مولانا تاج الدین بہادر اور قاضی عبد المقتدر بن قاضی رکن الدین الشتریحی الکندی (قاضی عبد المقتدر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے مرید اور خلیفہ تھے) اور بعض دوسرے اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ اثنائے تعلیم میں دو ایک بار غلبہ حال سے مجبور ہوکر پیر کی خدمت میں حاضر ہوے اور عرض کیا کہ بقدر ضرورت میں نے پڑھ لیا ہے اب اگر

حکم ہو تو سلسلہ درس کو چھوڑ کر تمامتر اشغال باطنی میں مشغول ہو جاوں لیکن انھوں نے اس کی اجازت نہیں دی اور فرمایا کہ سلسلہ درس کو تمام کرو کہ "مارا با تو کارہا است"۔

۶۔ انیس[19] سال کی عمر میں حضرت مخدوم تمام علوم کی تحصیل سے فارغ ہوے اور اب تمامتر ریاضت و مجاہدہ اور اشغال باطنیہ میں مصروف ہو گئے جس قدر مجاہدہ اور ریاضت شاقہ انھوں نے کی اور کونین کو پس پشت ڈالکر جس طرح وہ ہمہ تن متوجہ الی اللہ ہوے اوس کے بیان کرنے کا نہ یہ موقع ہے اور نہ اس مختصر مقالہ میں اس کی گنجایش ہے۔ جب تک خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمہ دنیا میں رہے حضرت مخدوم اون کی خدمت میں حاضر رہے اور اُن کے فیض تربیت سے مستفید ہوتے رہے۔ ۱۸ رمضان المبارک ۷۵۷ھ کو حضرت خواجہ چراغ دہلی رہگراے عالم جاودانی ہوے حضرت مخدوم نے اُن کی نعش مبارک کو غسل دیا اور کفن پہنایا اور دفن کیا۔ رحلت سے چند روز پیشتر پیر نے حضرت مخدوم کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا اُنکی رحلت کے چند روز بعد وہ سجادۂ ارشاد پر متمکن ہوے حضرت مخدوم کی عمر اُس وقت چھتیس سال سے کچھ زیادہ تھی جب وہ چالیس کے ہوے والدہ ماجدہ کے اصرار پر سید احمد بن حضرت مولانا سید جمال الدین مغربی رحمتہ اللہ علیہما کی صاحبزادی سے نکاح کیا مولانا جمال الدین مغربی نہایت بلند پایہ محدث اور فقیہ تھے اور حضرت مخدوم کے داداخسر تھے۔

باوجود اس کے وہ حضرت مخدوم سے مرید ہوئے۔ حضرت مخدوم نے اپنی بعض تصانیف میں احیاناً انکا ذکر کیا ہے اور چونکہ وہ ان کے مرید تھے اونھیں لفظ "برادرم" سے یاد فرمایا ہے۔ بیجاپور کے نہایت مشہور اور صاحب سلسلہ بزرگ حضرت میرانجی شمس العشاق قدس سرہٗ کے پیر حضرت کمال الدین واحد الاسرار بیابانی حضرت سید جمال الدین مغربی کے مرید اور خلیفہ تھے۔

۷۔ ۸۰۰ھ تک حضرت مخدوم دہلی میں سجادہ ارشاد پر متمکن رہکر خلق خدا کی ہدایت میں مصروف رہے۔ اُس سال امیر تیمور نے ہندستان کا رخ کیا اور محرم ۸۰۱ھ میں اٹک پہنچکر دہلی کی جانب بڑھا۔ اس شہر کی تباہی اور بربادی اور باشندوں کے قتل عام کا منظر حضرت مخدوم کے چشم بصرت کے سامنے پھر گیا۔ اونھوں نے دہلی سے ہجرت کرنا واجب خیال کیا اور شہر کے سادات و علما اور عامہ خلائق کو آنے والی بلا سے متنبہ کیا اور دہلی سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔ ۷ ربیع الثانی ۸۰۱ھ کو وہ دہلی سے روانہ ہو گئے۔ اس کے بعد تیمور دہلی پہنچا اور شہر پر حملہ کیا۔ خاندان تغلق کے آخر بادشاہ سلطان ناصر الدین محمود نے ۵ جمادی الاول ۸۰۱ھ کو شہر سے باہر نکل کر امیر تیمور سے مقابلہ کیا۔ اس کو شکست ہوئی اور تیموری لشکر شہر میں داخل ہو گیا۔ دہلی پر جس قدر تباہی آئی اور باشندوں کی جس قدر خونریزی ہوئی وہ تاریخوں میں مذکور ہے۔

۸ - محمد علیؒ سامانی حضرت مخدوم کے ایک خاص مرید تھے۔ اُنکے ہمراہ وہ بھی دہلی سے نکلے تمام سفر میں اُن کے ہمراہ رہے اور اُن کے ہمراہ گلبرگہ آئے اور یہاں بھی پیر کی خدمت میں اُنکی رحلت کے وقت تک حاضر رہے۔ ان کی رحلت کے بعد ان کے حالات میں ایک کتاب مسمی بہ سیر محمدی لکھنی شروع کی جس کی تکمیل محرم سنہ ۸۳۱ھ میں ہوئی۔ حضرت مخدوم کے حالات میں یہ کتاب سب تذکروں سے مقدم اور سب سے زیادہ مستند ہے۔ مصنف نے دہلی سے گلبرگہ تک تمام سفر کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس سے اقتباس کرکے راقم اس سفر کے حالات کو نہایت اختصار کے ساتھ لکھتا ہے۔

۹ - اس سفر کے متعلق محمد علی سامانی لکھتے ہیں "

" درآنکہ حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ در دہلی بودند دو سہ سال پیش از حادثہ مغل برہمہ میگفتند دریں مقام بلا نامزد شدہ است ایں مقام خراب خواہد شد تا آنکہ میتوانید بیروں آئید اما میدانم بیرون آمدن نخواہید توانست ہمچناں شد کہ فرمودہ بودند۔ گاہے یارے برائے پابوس رفتہ بود فرمودند در کدام راہ آمدی گفت میاں بازار کماں فرمودند ایں بازار کماں ایں چنیں شود کہ اینجا شیراں باشند آخر بعد حادثہ مغل آنجا شیرے آمدہ ماندہ بود "

۱۰ - ۷ ربیع الثانی سنہ ۸۰۱ھ کو حضرت مخدوم اپنے اہل و عیال

اور متعلقین کو ہمراہ لیکر دروازہ بہیلسہ سے دہلی سے روانہ ہوئے
بہادرپور پہنچکر ۱۸ ربیع الثانی کو حضرت مولانا علاء الدین گوالیری کو
(جو حضرت مخدوم کے مرید تھے) خط لکھا اور اپنے سفر کی اطلاع دی۔
جب گوالیر کے نزدیک پہنچے مولانا علاء الدین نے تمام علما اور عمائد کے
ہمراہ پیشتر آکر اون کا استقبال کیا اور گوالیر لیجاکر اپنے مکان میں ٹھہرایا۔
حضرت مخدوم گوالیر میں ۲۲ ربیع الثانی کو داخل ہوئے یہاں چند روز
قیام فرمایا اور مولانا علاء الدین کو خلافت دیکر (حضرت مخدوم نے
اس وقت تک کسی کو خلافت نہیں دی تھی) ۷ جمادی الثانی کو
گوالیر سے روانہ ہوئے۔ بہاندیر اور ایرچہ ہوتے ہوئے چندیری
پہنچے۔ یہاں تھوڑے دنوں قیام فرمایا اور یہاں سے کوچ کرکے
شب عید الفطر ۸۰۱ھ کو بڑودہ پہنچے۔ شوال کا مہینا یہاں ختم کرکے
ذیقعدہ ۸۰۱ھ میں کھنبایت تشریف لے گئے۔ وہاں چند روز قیام
فرمایا اور بڑودہ واپس آکر سلطان پور ہوتے ہوئے دولت آباد کی
جانب روانہ ہوئے۔ یہاں پہنچکر روضہ خلدآباد میں قیام فرمایا اور
والد ماجد کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ۸۰۰ھ میں سلطان
فیروز شاہ بہمنی دکن کے تخت سلطنت پر بیٹھ چکا تھا۔ اوسے حضرت
مخدوم کے دولت آباد تشریف لانے کا حال معلوم ہوا عضد الملک
کو جو اس کی جانب سے دولت آباد کے صوبہ کا گورنر تھا لکھا کہ حضرت
مخدوم کے پاس نذر لیجاو اور گلبرگہ تشریف لانے کے لئے التجا کرو۔

حضرت مخدوم قصبہ اَلنَّدُ ہوتے ہوے جب گلبرگہ کے قریب پہنچے سلطان فروز بہمنی نے اپنے تمام اہل خاندان اور امرا اور سادات وعلما اور فوج کے ساتھ پیشوائی کی اور اثنائے راہ میں ملا اور بہت ادب واحترام کے ساتھ گلبرگہ لایا۔ یہاں تشریف لاکر حضرت مخدوم چند سال تک قلعہ کے قریب فروکش رہے اس کے بعد اُس جگہ سکونت پذیر ہوے جہاں اب اُن کا مزار مبارک ہے۔ اور اسی مقام پر بروز دوشنبہ درمیان وقت اشراق وچاشت بتاریخ ۱۶ ہر ذیقعدہ ۸۲۵ھ رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوے۔ مولانا بہاءالدین امام نے غسل دیا اور اسی روز دفن کئے گئے۔ مُخدومِ دین ودنیاؔ مادہ تاریخ رحلت ہے۔

۱۱۔ حضرت مخدوم کی رحلت سے ایک ماہ اور گیارہ اوز پیشتر یعنی ۵ ہر شوال ۸۲۵ھ کو سلطان فیروز بہمنی نے مرض موت کی حالت میں اپنے چھوٹے بھائی سلطان احمد کو تخت نشیں کیا اور دس روز کے بعد یعنی ۱۵ ہر شوال ۸۲۵ھ کو رہگرائے عالم آخرت ہوا۔ سلطان احمد بہمنی کو حضرت مخدوم سے بے حد عقیدت تھی۔ اون کے مزار مبارک پر نہایت عالیشان گنبد تعمیر کرایا اور گنبد اور دیواروں کے اندرونی حصہ کو فرش سے اوپر تک مختلف قسم کے رنگوں اور طلائی نقش ونگار سے آراستہ کیا اور دیواروں پر طلائی حروف میں قرآن پاک کی چند آیتیں اور چہل اسما کو لکھوایا۔ یہ نقش ونگار آج بھی قائم ہیں اس

کلانی اور بلندی کا گنبد ہندوستان میں کسی بزرگ کے مزار پر تعمیر نہیں ہوا۔

۱۲۔ محمد علی سامانی نے سیر محمدی میں حضرت مخدوم کے گلبرگہ تشریف لانیکی تاریخ نہیں لکھی ہے۔ فرشتہ نے اپنی تاریخ میں اول کی تشریف آوری کا سال ۸۱۵ھ لکھا ہے لیکن یہ غلط ہے اس لئے کہ تمام تذکروں میں بہ اتفاق مذکور ہے کہ حضرت علاء الدین گوالیری گوالیر سے ۸۰۶ھ میں گلبرگہ آئے اور بہت دنوں تک حضرت مخدوم کی خدمت میں رہے۔ اس کے علاوہ محمد علی سامانی کے بیان کے مطابق حضرت مخدوم کا پورا سفر دہلی سے کھمبایت اور وہاں سے گلبرگہ تک جلد جلد طے کیا گیا اور تقریباً ایک سال کی یا اس سے کسی قدر زیادہ مدت میں ختم ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ تمام قراین سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مخدوم اوایل ۸۰۳ھ یا اس سے کچھ پہلے گلبرگہ تشریف لائے۔

۱۳۔ حضرت مخدوم کو دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں تھیں۔ بڑے فرزند حضرت مخدوم سید حسین المعروف بہ سید محمد اکبر حسینی تھے۔ ان کے کمالات ظاہری و باطنی کے متعلق خود ان کے والد بزرگوار نے اپنی عظیم القدر تصنیف حظایر القدس میں لکھا ہے

"فرزند کہ مولود از من است و موجود از صلب من ہست مستر شدے طالبے بیشتر نمی گویم ازیں سخن پدرم گمان برد کہ رعایتے و غایتے دارد۔ واگر نہ گویم کہ دانشمندے کہ در دہلیز اجتہاد قدمے استوار نہادہ است و در

حقایق و معارف بدان مرتبہ باشد کہ در دقایق این کار و حقایق مردان کبار کم نباشد و ہرچہ گوید و شنود و داند از مشاہدہ و معاینہ او باشد اگر او مرا پسر نبودے من ابریق کشی او میکردم۔ نیک نفسے صاف ولے پاک چشمے کاملے راشدے مرشدے"

اواخر ۸۱۱ھ میں حضرت مخدوم نے ان کو خلافت دی اور سجادہ پر بٹھایا لیکن تقریباً سات ہی ماہ بعد بروز چہارشنبہ پانزدہم ماہ ربیع الآخر ۸۱۲ھ اون کی رحلت ہوی۔ حضرت مخدوم نے انھیں اپنے ہاتھوں سے غسل دیا۔ اُنکا مزار مبارک حضرت مخدوم کے مزار کے پائین میں علیحدہ گنبد میں ہے۔ اسی گنبد میں انکی والدہ ماجدہ بھی مدفون ہیں۔

۱۴- حضرت مخدوم کے دوسرے فرزند سید یوسف المعروف بہ سید اصغر حسینی تھے والد نے اُنکو اپنے آخر عمر میں خلافت دی۔ اُنکی رحلت کے بعد چند سال تک سجادہ ارشاد پر متمکن رہے۔ انتقال ہوئے بعد والد کی گنبد میں ان کے مزار کے پائیں دفن ہوئے۔ اپنے بڑے بھائی کی طرح یہ بھی نہایت باکمال بزرگ تھے۔ کبھی کبھی اُن پر جذب کی کیفیت غالب ہوجایا کرتی تھی۔

۱۵- حضرت مخدوم پندرہ سال کی عمر میں مرید ہوئے۔ عشق و محبت الٰہی اور خدا طلبی اور خدا رسی کا مادہ جس کو مبدۂ فیاض نے بدو فطرت سے اُن کی ذات میں ودیعت رکھتا تھا اور مراتب کمال باطنی کے

انتہائی ترقی کا جوہر گرانمایہ جس کو قسام ازل نے ان کے لئے مہیا کر رکھا تھا اُن سب کو ان کی پیر کی جوہر شناس نظر نے مرید کرتے ہی وقت دیکھ لیا تھا اور اسی وقت سے اونھوں نے حضرت مخدوم کی باطنی تعلیم وتربیت شروع کردی تھی۔ مادہ نہایت قابل تھا اس تعلیم کا اثر اُن پر بہت جلد ظاہر ہونا شروع ہوا اور ان پر مکاشفات اور تجلیات کی بارش ہونے لگی۔ جو واردات اُن پر گذرتی تھیں اور جو تجلیات اُن پر ہوتی تھیں اُن کو وہ پیر کی خدمت میں عرض کر دیا کرتے تھے۔ محمد علی سامانی لکھتے ہیں کہ اُن کو سنکر کبھی کبھی

"حضرت شیخ رضی اللہ عنہ می فرمودند کہ بعد ہفتاد سال کودکے مرا از سر شورانیدہ است و واقعات سابق مرا یاد دہانیدہ"

چھتیس سال کی عمر میں وہ درجہ کمال کو پہنچ گئے تھے۔ یہاں تک کہ رحلت سے کچھ دنوں پہلے ان کے پیر حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی نے اون کو خلافت دیکر اپنا جانشین کر دیا تھا محمد علی سامانی لکھتے ہیں :-

"ازاں روز بازکار حضرت مخدوم رضی اللہ عنہ عالی شد ومیان طایفہ ایشان شہرت گرفت تا بحدیکہ صوفیان کامل بیک زبان می گفتند کہ ایں مرد راہم در جوانی مقام پیران واصل ومقتدایان کامل حاصل شد"

۱۶۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز رحمتہ اللہ علیہ کی جلالت شان کا

اندازہ کرنا محال ہے۔ اون کے زمانہ کے اکابر اولیا اون کے فیض سے مستفید ہوے اور اُن کے علوم مرتبت کی شہادت دی۔ مثال کے طور پر حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کا ذکر کر دینا کافی ہے۔ یہ بزرگ ہندوستان کے نہایت کامل مکمل اولیائے کبار میں ہیں اوایل عمر میں سمنان کی حکومت چھوڑکر درویشی اختیار کی اطراف واکناف عالم میں سفر کیا اور اس زمانہ کے صدہا اولیا سے ملکر اون کے فیض صحبت سے مستفید ہوے۔ پھر ہندوستان آئے اور حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال الدین بخاری سے ٹھٹہ میں ملے اور اُن کی صحبت میں رہکر اُن سے فیوض حاصل کئے۔ اوس کے بعد دہلی آے اور دہلی سے بہار آے۔ اسی روز حضرت مخدوم الملک شیخ شرف الدین احمد یحیی منیری بہاری کی رحلت ہوی تھی۔ اُن کی وصیت کے مطابق حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی نے اون کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ چند روز قیام کے بعد بنگالہ کی جانب روانہ ہوے اور وہاں پہنچکر حضرت علاء الدین بنگالی (جو حضرت اخی سراج قدس سرہٗ خلیفہ حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ تھے) کے خدمت میں حاضر ہوے اور مرید ہوے۔ چند سال تک اُن کے زیر تربیت رہکر خلافت حاصل کی اور جونپور آے اور قصبہ کچھوچہ میں سکونت اختیار کی۔ سلطان ابراہیم شرقی جیسا بادشاہ اور ملک العلما قاضی شہاب الدین دولت آبادی جیسا عالم متبحر اون سے مرید ہوے۔ ایسے بلند پایہ محدث اور فقیہہ تمام کمالات باطنیہ کی تکمیل کر لینے اور

سجادہ ارشاد پر متمکن ہونے کے بعد کچھوچھہ سے نہ صرف ایک بلکہ دوبار اس قدر دور و دراز راہ طے کر کے گلبرگہ آئے اور ایک مدت تک حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس سرہٗ کی خدمت میں رہکر اُن کے فیضان ظاہری و باطنی سے مستفید ہوئے۔ نظام حاجی غریب یمنی حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی کے نہایت برگزیدہ اور مقبول مرید اور خلیفہ تھے۔ یمن میں اُون سے ملے اور اسی وقت سے ان کی رفاقت اختیار کی اور اُن کے آخر عمر تک ہمراہ رہے۔ انھوں نے پیر کے ملفوظات کو جمع کیا ہے جو **لطائف اشرفی** کے نام سے مشہور ہے۔ اس کتاب میں حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز علیہ الرحمہ کے متعلق اپنے پیر کی زبان سے سنکر لکھا ہے۔

"حضرت قدوۃ الکبرا (یعنی مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی) میفرمودند کہ چوں بشرف ملازمت حضرت میر سید محمد گیسو دراز مشرف شدم آں مقدار حقایق و معارف کہ از خدمت وے بحصول پیوست از ہیچ مشائخ دیگر نبود سبحان اللہ چہ جذبہ قوی داشتہ اند"

اس کے بعد نظام حاجی غریب یمنی لکھتے ہیں:۔

"مدتے در ولایت دکن بقصبہ گلبرگہ اتفاق نزول افتاد و دو مرتبہ دراں دیار گذر رایات علائی شد"

۱۷۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ اخبار الاخیار میں

حضرت مخدوم کے ترجمہ میں لکھتے ہیں :۔

سید محمد بن یوسف الحسینی الدہلوی خلیفہ راشین شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی است جامع است میاں سیادت وعلم وولایت شانے رفیع و رتبتے منیع وکلام عالی دارد اور درمیان مشائخ چشت طریقے مخصوص است ۔

۱۸ ۔ مختصر یہ ہے کہ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز متقدمین کبرائے طریقت کے ہم پلہ اور وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِكَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی ممتاز ترین و برگزیدہ ترین جماعت کے فرد فرید ہیں ۔ اُن کے بعد ایسے جامع کمالات ظاہری و باطنی اور ایسے عالی مرتبت اولیا معدودے چند ہی پیدا ہوئے ۔ علوم ظاہری میں بھی وہ نہایت بلند درجہ رکھتے تھے اُنکی تصانیف کے مطالعہ سے اون کے وفور علم وتحقیق کا کچھ اندازہ ہو سکتا ہے ۔ تفسیر میں حدیث و اصول حدیث ورجال میں فقہ او اصول فقہ میں کلام اور بلاغت ومعانی میں ادب اور شعر میں وہ بڑے بڑے ایمہ کے ہمسر معلوم ہوتے ہیں ۔ لوگوں میں عام خیال ہے کہ اوس زمانہ میں ہندوستان میں علم حدیث بہت محدود تھا اور حدیث دانی کا دارومدار صرف مشارق الانوار اور مصابیح پر تھا لیکن حضرت مخدوم کی تصانیف سے نہ صرف نفس حدیث میں بلکہ رجال اور اصول حدیث میں بھی اُن کے وفور علم اور وسعت نظر کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے ۔ معانی حدیث میں جیسی اُن کی نظر باریک ہے اس کی نظیر بہت کم نظر آتی ہے ۔ اُن کا

حافظہ بھی عجیب و غریب تھا۔ اُن کے سب تذکرہ نویسوں نے بالاتفاق لکھا ہے کہ حضرت مخدوم کو زمانۂ فطام کی باتیں یاد تھیں۔

۱۹۔ چشتیہ طریقہ کے بزرگوں میں حضرت سید التابعین خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ سے حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی علیہ الرحمۃ تک کسی نے تصنیف و تالیف کی جانب توجہ نہیں کی حالانکہ ان میں سے ہر بزرگ علوم ظاہری میں بھی محققین اور مجتہدین کا درجہ رکھتے تھے۔ اس سلسلہ میں مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز ہی پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے اس جانب توجہ کی اور بڑی بڑی کتابیں اور چھوٹے چھوٹے رسایل بکثرت تصنیف کئے۔ دکن میں عام طور پر مشہور یہ ہے کہ اُن کی عمر ایکسو پانچ ۱۰۵ سال کی تھی اور ان کی تصانیف کی تعداد بھی ایکسو پانچ ۱۰۵ ہے۔ حضرت مخدوم نے فرمایا ہے:۔

"ہر کس کہ در آن حضرت سلوک کرد بہ چیزے مخصوص شد ما بہ سخن مخصوصیم خدائے مارا دولت بیان اسرار خویش داد ہر چند کہ میخواہم کہ نظر من از سخن خویش ساقط شود نشد البتہ مرا نظر بر سخن خود باشد واز سبب ایں معنی نیک اندوہگیں باشم چرا باشد کہ نظر ازیں ساقط نشود"

حضرت مخدوم کی تصانیف میں جو زیادہ مشہور ہیں اون کے نام لکھے جاتے ہیں:۔ ملتقط تفسیر قران۔ اول پانچ پارہ کی دوسری تفسیر کشاف کے طرز پر۔ شرح مشارق الانوار۔ معارف شرح عوارف

در عربی (یہ نہایت مبسوط شرح ہے)۔ ترجمہ عوارف فارسی (یہ بھی عوارف کی فارسی شرح ہے لیکن ترجمہ عوارف کے نام سے مشہور ہے اور معارف کی بہ نسبت مختصر ہے) شرح تعرف شرح اداب المریدین در عربی۔ شرح اداب المریدین در فارسی (اس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا) خاتمہ۔ شرح فصوص الحکم۔ شرح تمہیدات عین القضات ہمدانی۔ شرح رسالہ قشیریہ۔ حظایر القدس معروف بہ رسالہ عشقیہ۔ اسمار الاسرار حدایق الانس۔ استقامت الشریعت بطریق الحقیقت۔ حواشی قوت القلوب۔ شرح فقہ اکبر در عربی۔ شرح فقہ اکبر در فارسی۔ رسالہ وجود العاشقین۔ رسالہ در رویت باری تعالی و در کرامات اولیا۔ رسالہ در بیان حدیث رائیت ربی فی احسن صورت۔ شرح الہامات حضرت غوث الاعظم غوث الثقلین سید عبد القادر الجیلانی۔ رسالہ در ذکر۔ رسالہ در مراقبہ۔ رسالہ دل آرام۔ رسالہ ضرب الامثال۔

۲۰۔ حضرت مخدوم کی ایک خصوصیت جو اُن کے تذکرہ نویسوں نے لکھی ہے یہ تھی کہ تصانیف کو وہ خود اپنے ہاتھ سے کبھی نہیں لکھتے تھے بلکہ کاتب (مستملی) سے لکھوایا کرتے تھے اور کسی کتاب کو لکھوالینے کے بعد اس کی نظر ثانی کبھی نہیں کی اور کبھی دوبارہ پڑھوا کر نہیں سنا۔ جو کچھ ایک بار لکھوا لیتے تھے وہی قائم رہ جاتا تھا۔

۲۱۔ حضرت مخدوم کے مکتوبات کا ایک مجموعہ بھی ہے جس کو اون کی رحلت کے بعد انکے ایک مرید نے جمع کیا۔ انکے ملفوظات کا

بھی ایک مجموعہ مسمی بہ جوامع الکلم ہے یہ ایک بے نظیر اور
نہایت مشہور کتاب ہے۔ حضرت مخدوم کے ایک صاحب کمال
مرید تھے کہ اونکا نام بھی محمد تھا دوشنبہ ۱۸ رجب ۸۰۲ھ سے پنجشنبہ
۲۲ ربیع الثانی ۸۰۳ھ تک کے ملفوظات کو جمع کیا ہے۔ محمد علی
سامانی کی کتاب سیر محمدی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ملفوظ کے
علاوہ ملفوظات کے تین مجموعے اور بھی جمع کئے گئے تھے دو کو
حضرت مخدوم کے بڑے فرزند سید محمد اکبر حسینی قدس سرہ نے
جمع کیا تھا ایک دہلی میں اور دوسرے کو سفر گجرات کے زمانہ
میں تیسرا مجموعہ حضرت مخدوم کے مرید قاضی علم الدین بہروچی
نے گلبرگہ میں ۸۱۱ھ کے بعد جمع کیا

۲۲۔ حضرت مخدوم کبھی کبھی بے ساختہ غزل اور رباعیاں بھی
کہہ دیتے تھے انکی رحلت کے بعد اون کے نبیرہ حضرت سید ید اللہ
عرف سید قبول اللہ حسینی قدس سرہٗ کی فرمایش پر اُن کے ایک مرید
نے غزلوں اور رباعیات کو جمع کر کے دیوان مرتب کیا جو حجم میں
تقریباً خواجہ حافظ شیرازی کے دیوان کے برابر ہے۔

۲۳۔ شیخ الطریقہ حضرت ضیاء الدین ابو النجیب عبد القاہر
سہروردی علیہ الرحمہ کے تصانیف میں ایک کتاب عربی زبان
میں مسمی بہ آداب المریدین ہے یہ اپنے موضوع کی غالباً
پہلی کتاب ہے جو اسلام میں تصنیف ہوی۔ یہ نہایت مستند اور

بکار آمد کتاب ہے ۔ اس کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مصنف علیہ الرحمہ
نے اس میں جو کچھ لکھا ہے ہر ہر مضمون کے متعلق کلام اللہ شریف
کی آیت یا حدیث صحیح اور بہت جگہ دونوں کو بطور سند نقل کر دیا ہے۔
جس پایہ کے مصنف تھے کتاب بھی اسی پایہ کی ہے ۔ انھوں نے
اس میں مختصر مگر جامع طور پر یہ بتایا ہے کہ مرید کو جب وہ طلبِ حق
میں قدم رکھے عبادت اور معاملات میں کن کن آداب کا پابند
ہونا چاہئیے ۔ اس کتاب کی ایک شرح حضرت مخدوم الملک
شرف الدین احمد یحییٰ منیری بہاری قدس اللہ سرہٗ نے لکھی ۔ اسکے
نسخے بہت ہی کمیاب ہیں اور صرف پٹنہ اور گیا کے اضلاع میں
دو چار جگہ موجود ہیں ۔ دوسری شرح حضرت مخدوم سید محمد گیسو دراز
علیہ الرحمہ کی ہے ۔ اونھوں نے اس کی شرح چند بار لکھی ۔ آخر
مرتبہ جو شرح ۸۰۲ھ میں لکھی گئی اوس کا ایک نسخہ کلکتہ کے رایل
ایشیاٹک سوسایٹی کے کتب خانہ میں ہے اور راقم کا خیال ہے
کہ ہندوستان میں غالباً اب صرف یہ ہی ایک نسخہ باقی ہے ۔
اس کے دیباچہ میں حضرت مخدوم قدس سرہ نے لکھا ہے :۔

"اما بعد محمد یوسف الملقب بہ گیسو دراز دو سہ بار
ایں کتاب (آداب المریدین) را ترجمہ کردہ است ہم
بہ تطویل وہم بہ ایجاز ۔ براے ہر کہ کردم او آنرا بدل و
جاں گرفت مضغتے و غیرتے دریں باب کرد کہ یکسہ نداد

این چہارم کرت باشد کہ این کتاب جدیر القدر وعظیم الخطر
راہم بفارسی کردم وہم شرح عربی نبشتم۔ زمانہ آخر است
تاریخ ہجرت ہشصد وسیزدہ رسید۔۔۔۔۔۔۔"

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت مخدوم کی جو شرح اب موجود
ہے اس سے پیشتر لوگوں کی درخواست پر آداب المریدین کی
شرح یا ترجمہ وہ تین بار لکھ چکے تھے اور ہر بار اُس شخص نے جسکی
درخواست پر انھوں نے شرح لکھی اوسے بالکل غایب کر دیا اور وہ
سب شرحیں حضرت مخدوم کے زمانہ ہی میں معدوم ہوگئیں۔ چوتھی
مرتبہ اونھوں نے ایک شرح (یا ترجمہ) فارسی میں اور ایک عربی
میں لکھی۔ عربی شرح بھی اب بالکل ناپید ہے راقم کو بے حد
جستجو پر بھی اس کا پتہ نہیں ملا۔ فارسی شرح کا ایک نسخہ غالباً
لندن کے برٹش میوزیم میں ہے اور ایک کلکتہ کے رائل ایشیاٹک
سوسائٹی میں ہے اور ہندوستان میں غالباً یہی نسخہ اب موجود ہے۔

۲۴۔ آداب المریدین گو جامع کتاب ہے لیکن مختصر ہے۔
حضرت مخدوم حکیم الامت تھے اور اپنے زمانہ کے حالات
ورحجانات اور کمزوریوں سے واقف تھے۔ انھوں نے محسوس
کیا کہ آداب المریدین کے موضوع پر ایک مبسوط اور مکمل کتاب
کی ضرورت ہے جو وضاحت اور شرح وبسط کے ساتھ اُس وقت
کے روزمرہ کے مطابق نہایت صاف صاف اور سلیس زبان میں

لکھی جائے اور عبادات و معاملات کے اداب کے ہر جزئیات پر حاوی ہو۔ اس لیے اداب المریدین کی ان پہلی تین شرحوں (جنھیں حضرت مخدوم ۸۱۳ھ کی آخر شرح سے پہلے لکھ چکے تھے) میں سے ایک کے سلسلہ میں **خاتمہ** کو تصنیف کیا۔ مجھے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ ان تین شرحوں میں سے کس شرح کے سلسلہ میں یہ کتاب **خاتمہ** تصنیف کی گئی۔ لیکن جیسا کہ خود حضرت علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے انھوں نے اس کو ۸۰۷ھ میں تصنیف کیا (خاتمہ صفحہ ۱۱۳ فقرہ ۱۹۴) یہ کتاب چونکہ آداب المریدین کی شرح کے سلسلہ میں بطور اُس کے تکملہ یا ضمیمہ کے لکھی گئی تھی اس لئے مصنف نے سلسلہ کو قایم رکھا اور اس کتاب کے آغاز میں حمد و نعت کے تحریر کی ضرورت محسوس نہیں فرمائی اور نام بھی **خاتمہ ترجمہ اداب المریدین** یا مختصراً **خاتمہ** رکھا۔ ۸۱۳ھ میں حضرت مخدوم نے آداب المریدین کی جو آخر مرتبہ شرح لکھی اس کے آخر میں اونھوں نے **خاتمہ** کا ذکر کیا ہے فرماتے ہیں:۔

محمد حسینی میگوید تجاوز اللہ عن ہمیعا تہہ و غفر اللہ لزلاتہ **خاتمہ کتاب** خزاین کہ شیخ فرمودہ نوشتہ ام و دراں باب از جہت خویش اقصی الغایات کردہ ام بعضے از آنہا است کہ بہ اصحابے کہ صحبت داشتم

از یاران خدمت شیخ نظام الدین و یاران خواجہ خود و صوفیاں دیگر و آنچہ در کتب دیگر مسطور است اگر ترا مطلوب باشد کہ ورلے ایں آداب بدانی دراں خاتمہ نظر کن الحمد للہ علی کل حال والصلوٰۃ علی رسولہ بالغدو والآصال؎

یہ کتاب خاتمہ صوفیوں اور ارباب بصیرت میں نہایت مقبول ہوی۔ بہت سے اکابر نے اس کو مدت العمر اپنے مطالعہ میں رکھا اور اس دستور العمل پر کاربند رہے۔

۲۵۔ **تصوف** علم اور عمل کا مجموعہ ہے۔ اداب المریدین میں حضرت شیخ الطریقہ ابوالنجیب سہروردی قدس اللہ سرہ نے اور ترجمہ اداب المریدین حضرت مخدومؒ علیہ الرحمۃ نے جو وضاحت کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔ پیروان مذہب حقہ اہل سنت وجماعت تین جماعتوں پر مشتمل ہیں۔ جماعت اول محدثین کی ہے:۔

"واین اصحاب حدیث بمنزلہ پناہ دین اند زیراچہ بنیاد دین سنت رسول اللہ است کہ خدائے تعالیٰ فرمودہ است آنچہ رسول بر شما بیارد و بفرماید آنرا بگیرید و از آنچہ باز دارد باز مانید (وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا) علی ہذا اساس دین باشند پس مشغول شدند بسماع حدیث و در تحقیق لفظ او کہ تا از حرفے از کلمہ احتیاط کردند تفکرے دراں کردند تدبرے رواں کردند در شان او

درنزول او در گفتار رسولؐ اللہ وحدیث سقیم راکہ دراں اعتما
نیست وحدیث صحیح راکہ دراں اعتماد است تمیز کردند صحیح
از سقیم بیروں آوردند پس ایشاں بمشابہ نگہباناں دین باشند
زیراچہ خزانہ سنت رسول اللہ راایشان پاسبانانند"

دوسری جماعت فقہا کی ہے کہ :۔

"بعد ازانکہ ایشانرا علم حدیث شد مشغول باستنباط معانی
دقیق شدند ہرچہ در حدیث باشارات نص یا بدلالت نص
یا باقتضاے نص معنی دقیق معلوم میشد ایشاں آنرا استخراج
کردند الفاظے معانے مصطلح ایشان شد عام وخاص ومشترک
مجمل مفسر ناسخ منسوخ مطلق مقید محکم متشابہ ....
بہ تحقیق ایں از کلام رسول اللہ مسایلے تخریج کردند پس
بریں جما ایں اند کہ ایشان حکام دین باشند وایشاں اعلام
دین باشند زیراچہ شعار بدیشان مستقیم است پس ہرائینہ شعا
دین ایشاں باشند"

تیسری جماعت صوفیوں کی ہے ۔ یہ لوگ یعنی :۔

"صوفیان با اہل حدیث وبا اہل فقہ ہم متفق اند در معانی ایشان
ودر رسوم ایشان وقتیکہ سبیند میاں دو طریقہ از اہل حدیث
وفقہا کہ از ہواے نفس واثبات دعوی خویش مجتنب اند
بلکہ دنبال حق اند وایں فقیہہ وایں محدث بربستہ اقتداے

رسول اللہ اند۔ واگر صوفی را چیزے مسئلہ پیش آید ہم باصحاب حدیث و باصحاب فقہ رجوع کنند واگر بر کارے محدثان وفقہا اجماع کردہ اند صوفیان ہم براں اجماع روند ودران حکمے کہ محدثان وفقہا اختلاف دارند انچہ احوط واسلم باشد صوفیان آنرا اختیار کنند چنانچہ ماء مستعمل امام نجس گوید یوسف مخففہ گوید محمد طاہر گوید شافعی طاہر ومطہر گوید صوفیان عمل بقول امام کنند زیرا چہ عمل بدان احوط واسلم است"

۲۶۔ اس کے علاوہ صوفیوں نے کلام اللہ شریف کی دو آیتوں کو بالتخصیص پیش نظر رکھا اور اپنی ساری زندگی ان آیتوں کے منشا ومفادمیں صرف کردی ایک وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ دوسری وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ انسان کی تخلیق کا منشا ومقصود عبادت آلہی ہے ۔اس لئے صوفی کا مدعا از ابتدا تا انتہا یہ ہے کہ کونین سے منقطع ہوکر اور تمام ماسوی اللہ کو پس پشت ڈالکر قولاً وفعلاً حالاً ہمہ تن ہر لحظ وہر آن عبادت الہی میں مشغول رہے لیکن محض خشک عبادت میں نہیں بلکہ اُس عبادت میں جو اللہ سبحانہ وتبارک وتعالی کے عشق اتم اور محبت کاملہ میں فانی ہوکر کیجائے ۔عاشق کا مدعا صرف ایک ہی ہوتا ہے وہ یہ کہ معشوق تک اس کی رسائی ہوجائے تاکہ اُس کے نظارۂ جمال اور شربت وصال سے بہرہ ور ہوسکے اور تشنہ کامی کو سیراب کرسکے۔صوفی جب معشوق ومطلوب ومقصود

حقیقی کی جانب قدم بڑھاتا ہے راہ راست پر چلنے کے لئے دو مشعل ہدایت اوس کے سامنے رہتی ہیں ایک یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ دوسری قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یعنی تقوائے کامل جیساکہ حق ہے اور سنت نبوی کی اتباع کامل قولاً وفعلاً وحالاً۔ بغیران دونوں کے طلب حق میں ایک قدم بھی صحیح راستہ پر نہیں اُٹھ سکتا۔ حضرت مخدوم نے اس کتاب خاتمہ میں بار بار جتلایا ہے اور فرمایا ہے کہ بیغامبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی متابعت کے بغیر "راہ بمطلوب نتواں یافت "

۲۷۔ حضرت مخدوم کے نزدیک طالبان حق کے دو طبقے ہیں۔ ایک وہ جو عقل اور حکمت کی ہدایت کے بموجب طلب حق کے راستہ میں قدم رکھتا ہے۔ دوسرا طبقہ طالبان عشاق کا ہے جو تقاضائے عشق الٰہی سے مضطر ہوکر اس راہ میں آنے پر مجبور ہوتا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۰۸ فقرہ ۱۸۰) میں فرماتے ہیں:۔

"طالبان بر انواع اند طالبے باشد بعقل وفہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد زیراچہ اعلیٰ واجل است وواجب واثبت است واعظم واقدم است۔ اکنوں آں مرد طالبے بر حکمت است عاشق نیست۔ عاشق ومحب دیگر است آں حالتے است کہ جز القاء من اللہ نیست درمضیق گفت وشنید نمیگنجد واجد مبتلا واند ازاں قضیہ کہ گفتیم"

اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ اُنھوں نے اسماء الاسرار کے سمر سیٔ وہم میں بیان فرمایا ہے۔ مضمون نہایت ہی لطیف اور پرحقیقت ہے اور بہت وضاحت سے بیان کیا گیا ہے اس لئے اُس کو یہاں نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ فرماتے ہیں :-

شُیوخ رضی اللہ عنہم بالتثبت والرسوخ علی الاجماع والاتفاق گفتہ اند کہ اجل مطالب واجل مقاصد محبت و معرفت خداوند است تعالیٰ۔ وموانع ادراک ایں سعادت راچہار چیز شمردہ اند دنیا وخلق ونفس وشیطان۔ وطریقہ دفع دنیا قناعت وطریقہ دفع خلق عزلت ورہ دفع نفس خلاف ورہ دفع شیطان ساعۃً فساعۃً التجا الی اللہ تعالیٰ نیکو سخنے ایں اما ایں فصل درباب کسے است کہ از رہ حکمت وسبیل ہمت خواہد سلوکے کند ایں چہار بند پاے او باشد وبداں طریق کہ فرمودہ اند کشادن آں بندہا بود۔ اما نیکبختے کہ دراصل خلقت اورا محب ومحبوب آفریدہ است دنیا چہ وزن دارد کہ پابند راہ مطلوب شود اوراکہ اقل من جناح بعوضۃ نامند رونده راچگونہ از روش او باز دارد اول دنیا عدم وآخرا وعدم وجودے متخلل بین العدمین شد ہم بداں بازگشت.... ایں چنیں زایلے فایتے وہمے خیالے بکدام صورت پاپند شود۔ خلق ہماں است کہ ایں

شخص یکے از ایشان است ۔ تغیر و زوال از نفس احساس درستے میکند چگونہ باشد ایں چنیں لاثباتے و لا اعتبارے طالب و محب و مشتاق را مانع از راہ قدیم ازلی و ابدی آید ۔ شیطان نقش بندی در نفس کند و رنگ آمیزی نماید و عنقریب آں نماند و نپاید ہر حظے کہ حسی بود ہم بیکبار رخت وجود خود را بربست چہ صورت باشد بکدام معنی مانع و پابند محب شود ۔ مجنوں را از عشق لیلیٰ کہ باز آرد و چگونہ باشد بغیر لیلیٰ پر وازد"

حضرت مخدوم کا منشا اس بیان سے یہ ہے کہ انسان کے عالم وجود میں آنے کا اصلی اور حقیقی مقصد اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت و معرفت کاملہ کا حاصل کرنا اور اس محبت و معرفت کا نتیجہ جو اوس کے لئے مترتب ہوتا ہے اُس ذات پاک واجب الوجود کا تقرب اور وصل اور دیدار ہے ۔ لیکن جب انسان اس راہ طلب میں قدم رکھتا ہے نہایت زبردست چار موانع اُس کے سامنے آکر سد راہ ہو جاتے ہیں ۔ طالب سالک جب تک اون کو دفع نہ کرلے قدم آگے نہیں بڑھا سکتا ۔ دنیا کو ترک کرنا چاہیئے ۔ خلق سے منقطع ہو جانا چاہیئے ۔ خواہشات نفس کی مخالفت کرتے رہنا چاہیئے اور شیطان کے مکر و فریب سے بارگاہ رب العزت میں ہر وقت استعاذہ کرتے رہنا چاہیئے ۔ لیکن کچھ ایسے عزیز الوجود افراد بھی ہیں جو بد و فطرت سے محب و محبوب پیدا ہوے ہیں حضرت

باری عزاسمہ ارشاد فرماتا ہے فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّھُمْ وَیُحِبُّوْنَہٗ
اُس کو دنیا اور خلق اور نفس تو کیا خود شیطان بھی جو اس کا نہایت قوی دشمن
ہے طلب حق سے باز نہیں رکھ سکتا اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطٰنٌ
ابتدائے سلوک ہی میں یہ عزیز الوجود طبقہ جس منزل پر پہنچ جاتا ہے
پہلا طبقہ بہت دنوں تک شدید مجاہدہ اور ریاضت کرنے کے
بعد وہاں پہنچ سکتا ہے۔ عراقی نے اسی حقیقت کو اپنی ایک غزل
کے مطلع میں نہایت خوبی سے ظاہر کیا ہے۔

ضمارۂ قلندر سزد ار بمن نمائی ؎ کہ دراز و دور دیدم رہ وہم پارسائی

۲۸۔ صوفی کو جو طلب حق میں قدم رکھے روزمرہ ہر لحظہ اور ہر آن
عمل کرنے کے لئے ایک مکمل دستور العمل کی ضرورت ہے جس کا ماخذ
تمامتر کتاب وسنت ہو۔ حضرت مخدوم نے **خاتمہ** میں نہایت جامع
اور مکمل دستور العمل مہیّا کر دیا ہے جس میں ہر شخص کے لئے عباوات
ومعاملات کے متعلق اونھوں نے شرح وبسط کے ساتھ ہدایتیں
درج کی ہیں۔ جوان اور بوڑھے۔ مرد اور عورت۔ شاہ اور گدا۔ آزاد
اور غلام غرض ہر طبقہ کے انسان کے لئے جو طلب حق کے سلوک
میں قدم رکھے ہدایتیں موجود ہیں۔ اکثر اکابر طریقت کا خیال رہا ہے
کہ چالیس سال کی عمر کے بعد جب قوی میں انحطاط شروع ہو جاتا ہے
طریقت میں قدم رکھنا زیادہ سودمند نہیں ہوا کرتا اس لئے کہ محنت و
مشقت مجاہدہ وریاضت کا زمانہ باقی نہیں رہتا لیکن حضرت مخدوم ہی

وہ بزرگ ہیں جنہوں نے پیر فانی تک کے لئے بھی راستہ بتایا ہے اور اُسے حصول مقصود کا امید وار کیا ہے۔ خاتمہ (صفحہ ۱۶۳ فقرہ ۳۰۱) میں فرماتے ہیں:۔

"پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجاے دیگر منہ من برلے تو آں نبشتہ ام بداں امیدوار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالیٰ چشم دل بداں روشن گردد ..... اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت راور کار میدار و از فضل خدا من بسیار برونده ره آسان کردہ ام نمودہ ام

ورنہ کہ زد این درکہ برو کشودند

من چنیں میگویم کہ ہرگز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ در رود آید بلکہ درکشادہ اند ندائے ہم میکنند۔ عجب کارے است ایں پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بانتہاے کار و بہ انتہاے مقامات صوفیان برسد۔ عجب عجب کل العجب۔"

اس کے بعد فرماتے ہیں (خاتمہ صفحہ ۱۶۷ فقرہ ۳۰۶):۔

"مرشداں پیران را و ربر نگرفتہ اند واقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم درورد ے وگذار دنے داشتہ اند و فرمودہ اند تراآوان طلب گذشتہ است منم کہ پیراں را برامید میدارم براوا لے و برو جدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان

بسے آب شو و کہ ہیچ کار نیاید "

۲۹۔ علوم کتابوں مندرج ہیں اور کتابیں موجود ہیں لیکن استاد کی ضرورت باقی ہے جب تک طالب علم کتابوں کو اوس سے نہ پڑھے علوم کو حاصل نہیں کر سکتا۔ تقویٰ اور اتباع سنت دو مشعلیں ہیں جنکی روشنی میں طالب " راہ راز چاہ میتواند شناخت " لیکن منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے سالک کو ایسے راہبر کی احتیاج ہے جو راستہ سے کماحقہ واقف ہو۔ نشیب و فراز راہ کو جانتا ہو۔ اُسکے مہالک کو پہنچانتا ہو۔ راہزنوں اور قطاع الطریق سے مقابلہ کرنے اور انکو دفع کرنے کی قوت رکھتا ہو۔ اگر سالک چلتے چلتے راستہ میں تھک جائے اور پست ہمت ہو جائے تو اُسکو قوت اور ہمت دے سکے بلکہ اگر ضرورت پیش آئے خود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر آگے لیجا سکے۔ وہ راہبر سالک کو جس طرح راستہ کے مہالک سے بچا سکتا ہو اُسی طرح اسکو راستہ کے مناظر کی دلفریبیوں میں بھی پھنسنے نہ دے۔ ان وجوہ سے طالب سالک کو پیر راہبر کامل کی دستگیری لابدی ہے۔ بغیر ایسے پیر کے وہ ہرگز منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت مخدوم فرماتے ہیں

"از معظمات سلوک اینست کہ نخست مرشد ہادی را پیدا کند" خاتمہ (صفحہ ۹، فقرہ ۱۱)

جب ایسا پیر راہبر کامل ملجائے تو لازم ہے کہ سالک خود کو تمامتر اس کے تفویض کر دے اور کسی وقت کسی حالت میں اُسکے فرمان سے

تجاوز نہ کرے اور جب تک ممکن ہو اُس کی صحبت سے دور نہ ہو۔

حضرت مخدوم فرماتے ہیں۔ (خاتمہ صفحہ ۲، فقرہ ۱۰۷):۔

"ہلہ بہش باش بہر حالتے کہ ہستی و تا آنجا کہ رسیدۂ اگر صحبت پیر میسر است نگذاری۔ اینجا جز نیاستے است دقیقہ و لطیفہ است کہ ہر نظرے و ہر بصیرتے آنرا احساس نمی تواند کرد۔ و من ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام با خود گمانہا داشتم چوں او از سر من رفت محقق شد کہ بسیار کار بایستے کردن کہ آن احتیاج بحضور او داشت اما چو باز ہم بد و بر بستم چنانچہ حق بر بستن است او از من غایب نشدہ و تربیت بساعت فساعت از من دریغ نداشتہ تا انکہ این کہ گفتم از فہم خود نہ بمجرد علم۔"

۳۰۔ اہل سنت و جماعت کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے کہ مومن قیامت کے روز اور بہشت میں حضرت رب العزت عز اسمہ کے دیدار سے مشرف اور اسکے جمال کے نظارہ سے بہرہ اندوز ہوگا۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رویتہ الخ لیکن مومن کی تعریف ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہِ۔ حب شدید اور عشق اتم کے مبتلا کو قیامت تک صبر کرنے کی قوت کہاں؟

ولے کہ عاشق و صابر بود مگر سنگ است ؎ زعشق تا صبوری ہزار فرسنگ است

اس کو معشوق کا دیدار اور وصل "نقد وقت" ہونا چاہیئے۔ لیکن کیا رویت باری تعالیٰ حیات دنیا میں ممکن ہے؟۔ علمائے متقدمین میں معدودے چند کا یہ خیال ہے کہ حیات دنیا میں ممکن نہیں ہے مگر جمہور علمائے مجتہدین نے فرمایا ہے کہ حیات دنیا میں خواب میں خداوند تبارک وتعالیٰ کا دیدار ممکن ہے اور اخص الخاص اولیا اللہ کو نصیب ہوا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امام الایمۃ المجتہدین امام ہمام ابو حنیفہ کوفی اور امام المحدثین والمجتہدین امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما صدہا بار خواب میں دیدار باری تعالیٰ سبحانہ سے مشرف ہوئے اور دوسرے اکابر اولیا کے متعلق بھی روایت کی گئی ہے کہ بارہا اس نعمت عظمیٰ سے بہرہ اندوز ہوئے۔ اب سوال یہ ہے کہ رویت باری تعالیٰ جب خواب میں ممکن ہے تو بیداری میں کیوں نہیں اگر کاملین کو خواب میں رویت نصیب ہوا کی ہے تو وہ خواب کیسا تھا اور اگر بیداری میں بھی ممکن ہے تو اس بیداری کی کیا تعریف ہے؟ حضرت مخدوم خاتمہ (صفحہ ۱۴۷ فقرہ ۲،۲) میں فرماتے ہیں:۔

"ایماں را دو رکن است۔ اقراری وتصدیقی۔ اقراری برانیکہ ہرکہ او را جوید یابد واو شئے موصوفے بصفات کمال است۔ وتصدیق او بدیں است ہرکہ بشرط حبتہ است وپیر اشارت کردہ است البتہ بخدا رسیدہ است او را شناختہ است ودیدہ است۔ بعضے فقہا اینجا انکارے کنند علمائے ظاہر را

از باطن خبرے نیست ایشان چنیں میگویند کہ رویت بہترین نعم است باید بہترین نعم درفاضل تریں اکنہ باشد و دیگرے میگوید براے ابصار را مسافتے باید نہ بعد بعید نہ قریب قریب واین در ذات او متصور نہ أنہ منزہ عن کل جہت وسمت وفوق وتحت ومقابلۃ ومحاذات آرے ایں باصرہ اگر بیند کہ من و تو بر سر داریم براے آنرا مسافتے باید و سخن ہماں کہ تو گفتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ مکان متصور نیست نہ رائی را و نہ مرئی را اینجا رائی و مرئی ہر دو یکیست نہ مسافت است نہ مکان نہ قرب است نہ بعد نہ قرب قریب و نہ بعد بعید اما درین حالت آن رائی ایں مرئی را می بیند و ہر دو یکے اند. آن مرید طالب را نصیب جمالے و نظارۂ وجہے ہمیشہ است دراں یگانگی بیگانہ را عکسے و پرتوے نصیب میشود. اے مرد فقیہ اے خواجہ دانشمند اے شیخ زاہد ومقتدا اے مولانائے مجتہد ومفتی اگر ہمہ این کار دارید بصورت اینست کہ ما گفتیم واگر نہ اینست ؎

نہ ہمرہی تو مرا راہ خویش گیر وبرو کہ ترا سعادت باد امرا نگونساری

۱۳۱ - ترجمہ اداب المریدین میں حضرت مخدوم نے اس مسئلہ کے

متعلق زیادہ وضاحت سے فرمایا ہے:۔

"قوله - واجمعوا علی جواز رویت الله بالابصار فی الجنة واجماع صوفیان است کہ خداوند تعالی را بدیں چشمے کہ بر روے است ایں حدقہ کہ ہست و روشنائی کہ دریں حدقہ کہ ہست ہمیں روشنائی کہ خداے را خواہند دید۔ من کہ محمد حسینی ام میگویم کہ خداے را بندگان باشند کہ ہم در دنیا بچشم دل بینند و ہمیں چشمے کہ بر روے است چشم منعکس میشود و چشم دل میگردد و ہمیں چشم می بینند۔ در فتاوی سراجی است رویت الله فی المنام جایزة وانچہ مردم در خواب می بینند آنکہ چشم دل می بینند ہمیں منعکس میشود در دل ہم چیزے را بخواب می بینند۔ و عقیدہ حافظی است روا باشد خدا را در خواب بینند زیرا چہ سلف صالح خدا را در خواب دیدہ اند۔ اکنوں بدانکہ ایں خواب کہ در دنیا دیدہ اند چنیں نیست کہ اینجا چیزے دیگر بینند و فردا چیزے دیگر زیرا چہ صفت باری است لا یتغیر فی ذاته ولا فی صفاته ولا فی اسمائه بحدوث الاکوان واختلاف الازمان پس ثابت شد کہ طالب صادق و مشتاق واثق جمال حضرت سبحانہ تعالی بلا کیف و کیفیت در دنیا بیند۔ یکے اندیشہ باید کرد کہ

سلف صالح و مشائخ طبقات خانماں برباد کردند با دیہا
گرفتند و از خلق بکلی عزلت داشتند و چہل گان روز و بگیان
ماہ گرد طعام و آب نگشتہ اند و صمت و سکوت را ملازم
حال خود کردہ اند و در ذکر و مراقبہ غرق ماندہ اند این ہمہ
برائے چہ بود برائے این قدر چندیں ہرچہ کنند ... برائے
این را چندیں بالا کشیدن و مشقت دیدن چہ حاجت
است نہ آنکہ طلب نقدے و امنگیر دل ایشاں شدہ است"

۳۲۔ شیخ ابوبکر کلاباذی علیہ الرحمہ نے اپنی مشہور کتاب تعرف
میں مسئلہ رویت کے متعلق لکھا ہے لم یذہب الی ان اللّٰہ مرئی بالبصر
فی الدنیا الا نفر ذمۃ قلیلۃ من المتصوفہ لا یعبأ بہم" حضرت
شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرج البحرین میں یہ
عبارت نقل کی ہے اور اسکا ترجمہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں :۔

"... میگویند کہ سالک ایں راہ بجائے رسد کہ بصر و بصیرت
یکے گردد و ظاہر با باطن یکرنگ شود و امتیاز صورت
و معنی از میاں برافتد آن زماں خواہ بگوید کہ بدیدۂ دل
می بینم یا بچشم سر۔ حاصل ہر دو عبارت یکے است
اللہ اعلم کہ ایں چہ اشارات است کہ ایشاں میکنند
حقیقت حال را ایشاں دانند کہ گفتہ اند و دریافتہ۔
ولیکن چنیں دانم کہ وجود ایں مرتبہ بس عزیز و نادر است

یکے بجز اعتقاد مذہب اہل وحدت وہو و تحقیق معنی توحید
و فہم سخنان ایشان سخن میگوید یا بقدرے از صفای ذکر
در روشنائی باطن کہ بہم رسیدہ ور شاشتہ از منبع حال انصباغ
یافتہ ادعا بنماید اینہا آسان است و لے آنکہ سخن بغلبہ
قہرمان حال و سطوت سلطان وقت برآید آنرا تاثیرے
دیگر و عزتے دیگر است۔ و با وجود آن حق ہمان است
کہ کاشفان سر حقیقت و متوطنان مقام تمکین کہ قوت مزاجیہ
علم وحال ایشاں باعتدال حقیقی رسیدہ است مہیمن و
رقیب احوال و مقامات گشتہ قرار دادہ اند۔ از شیخ ما
غوث الثقلین شیخ محیّ الدّین عبدالقادر جیلانی
رضی اللہ عنہ منقول است کہ مریدے از مریدان ایشاں
دعوی کرد کہ من خدا را بچشم سر می بینم ایں حکایت چوں
بحضرت وے رسید منع کرد و زجر نمودند تا باز ازیں مقولہ
دم نزند و اینچنیں نگوید۔ گفتند زجر و نصیحت با بے دیگر است
سوال از آں است کہ وے دریں دعوی محق است یا مبطل
فرمود محق مشتبہ است او بہ دریافت خود راست میگوید
ولیکن اورا در اطلاع بر حقیقت حال اشتباہ شدہ است
و سہ کار در نیافتہ و حقیقت را بچشم بصیرت دیدہ است
و از بصیرت وے روزنے بجانب بصر وے کشادہ

درحقیقت نظرے بر بصیرت افتاد گمان برد کہ مگر بہ بصر می بیند
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ این
کلمہ ازان حضرت گفتن بود وحاضران رابصعقہ وصیحہ افتادن
ودیوانہ شدن وراہ صحرا گرفتن سخن کہ ازحقیقت برآید
ویرا این تاثیر است وحکایت ادعائی ہمان حال دارد کہ
ویقرءون القرآن ولا یجاوز عن حناجرھم"

حضرت مخدوم نے رویت باری تعالیٰ کے مسئلہ پر ایک رسالہ لکھا ہے اس میں تعرف کی اسی عبارت کی جانب جو اوپر لکھی گئی اشارہ کرکے فرماتے ہیں:۔

"شیخ ابوبکر کلاباذی بمبالغہ انکار دارد کہ در دنیا نہ ظاہر نہ باطن رویت بود محمد یوسف حسینی میگوید یعلم اللہ من آن طائفہ را دیدہ ام کہ ایشاں یک ساعتے از دیدار او محروم نماندہ اند"

فرق مراتب یہاں صاف نظر آتا ہے۔ آمنا وصدقنا تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ اور فَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ حضرت محدث دہلوی نے نہایت صحیح لکھا ہے کہ

"چنیں دانم وجود ایں مرتبہ بس عزیز ونادر است" سچ ہے ؎

ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند

۲۳۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز

کی کتاب خاتمہ اور انکی بعض دوسری تصانیف سے اخذ کر کے میں نے
جو کچھ اوپر لکھا ہے اُس سے ایک حد تک معلوم ہو سکے گا کہ تصوف
کیا ہے اور صوفی کسے کہتے ہیں۔ صوفیوں کا کوئی علیحدہ مذہب و ملت
اور اُن کا کوئی علیحدہ فرقہ نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی ایک جماعت
ہے جس کا مطمح نظر یہ ہے کہ کتاب و سنت کے ہر جزئیات پر قولاً و
فعلاً و حالاً عمل کیا جائے اور ریاضت اور مجاہدہ کر کے دنیا کی محبت
اور خلق کے تعلقات کو دل سے کامل طور پر دور کر دیا جائے اور
خواہشات و جذبات نفسانی پر بدرجہ اتم غلبہ حاصل کر کے انکو مقہور
و مغلوب کیا جائے تاکہ صوفی طالب کا دل تمام تعلقات کی کثافتوں
اور غلاظتوں سے پاک و صاف ہو کر محبت اور عشق الٰہی سے معمور
ہونے کی صلاحیت پیدا کر سکے۔ انسان کی خلقت کا مدعا عبادات آلٰہی کا
بجالانا اور معرفت آلٰہی کا حاصل کرنا ہے۔ صوفی عزیمت کے ساتھ
ہر وقت اور ہر لحظہ اور ہر آن عبادت آلٰہی میں مستغرق ہو کر اور بمقتضائے
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ کونین سے منہ موڑ کر اور ماسوی اللہ سے
بالکل منقطع ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ جل شانہ کی محبت میں فانی اور مستہلک
ہو جاتا ہے اور تقرب کے اعلیٰ و ارفع مقام پر ترقی کرتا جاتا ہے۔ اکابر صوفیہ
اوس مقدس جماعت میں شریک ہیں جن کی شان میں حدیث قدسی
وارد ہے بی یسمع و بی یبصر الخ اور یہ وہ لوگ ہیں جو وَالسّٰبِقُوْنَ
السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ کی گروہ کے رکن رکین ہیں۔ اُنکے لئے

بشارت ہے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا الخ (سورہ فصلت، رکوع ۴) اور اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ۝ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۝ لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَۃِ (سورہ یونس رکوع ۷)۔

۳۴۔ امام المحدثین حافظ الحدیث ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ کی تصنیف میں حلیۃ الاولیا مشہور تصنیف ہے (فی الحال مصر میں چھپ رہی ہے اور نصف کے قریب طبع ہو چکی ہے)۔ یہ اس قدر بلند پایہ اور مقبول کتاب ہے کہ بستان المحدثین میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اوس کے متعلق لکھا ہے "

"از نوادر کتب او (یعنی محدث ابونعیم) کتاب حلیۃ الاولیا است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نشدہ ...... کتاب حلیۃ الاولیا در حضور او آنقدر شہرت و رواج پیدا کرد کہ در نیشاپور بچہار صد دینار خرید شدہ ۔"

جیسا کہ اس کتاب کے نام سے ظاہر ہے مصنف علیہ الرحمہ نے اس میں تصوف اور کبرائے صوفیہ کا ذکر کیا ہے اور صوفیوں میں سب سے پہلا طبقہ اجلہ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا قرار دیا ہے اور سب سے پہلے افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق حضرت امیر المومنین سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا ہے ۔

۳۵۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مرج البحرین

میں لکھتے ہیں :-

گمان نبرند کہ طریقہ تصوف مخالف مذہب سنت وجماعت است وصوفیہ فرقہ دیگر اند ورائے ایں فرقہ ناجیہ حاشا وکلا۔ خاصہ وخلاصہ ایں ملت اقوم محققین صوفیہ اند کہ در ظاہر وباطن مقتبسان انوار سنت ومکاشفان ستر حقیقت اند ودر سلوک طریقہ اتباع عملاً وحالاً واختیار عزلت ظاہراً وباطناً وتحقیق معنی صدق واخلاص ومعرفت مکاید نفس ودقایق ورع وتہذیب اخلاق وتصفیہ باطن ہیچ کس از ایشاں پیش نکردہ وآنچہ ایشانرا از اعمال واخلاق واحوال ومقامات ومواجید واذواق وبرکات واشارات وسایر کمالات دست دادہ ہیچ فرقہ دیگر را ندادہ ۔۔۔۔۔"

۳۶۔ حقیقت تو وہ ہے جو بیان کیگئی لیکن تصوف اور گوشہ نشینوں اور مرنج ومرنجان صوفیوں کے متعلق لوگ عجیب عجیب خیالات ظاہر کرتے رہتے ہیں۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ صوفیوں نے اپنے اذکار واشغال کو جوگیوں کے اعمال سے اخذ کیا ہے حالانکہ ایک کو دوسرے سے کسی قسم کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ أَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمَاتُ وَالنُّورُ ۔ زمانہ حال کے مدعیانُ ریسرچ وتحقیق کی ایک جماعت کہتی ہے کہ لفظ تصوف یونانی لفظ کا معرب ہے لیکن لیکن اگر معرب ہوتا تو "تسوف" حرف "س" سے ہوتا نہ کہ "تصوف" "ص" سے جیسے فلسفہ سوفسطہ موسیقی وغیرہ۔ یونانی زبان میں حرف "ص" کہاں ہے ؟۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آج کل کی تھیوسوفی اور اسلام کا تصوف ایک ہی چیز ہیں بعض کہتے ہیں کہ تصوف فلسفہ الٰہیات ہے جس پر مذہب کا رنگ چڑھا دیا گیا ہے۔ بعضے یونانیوں کے

فلسفۂ اشراق اور مسلمانوں کے تصوف کو بلکہ ہندؤں کے ویدانت اور تصوف کو ایک ہی چیز خیال کرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات۔ ہمکو جس چیز کا علم نہیں ہے اوس میں خواہ مخواہ دخل دینے کی سخت ممانعت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔ صوفیوں کا مقصود تقرب الی اللہ ہے اور وہ کتاب و سنت کی اتباع پر منحصر ہے۔ حضرت مخدوم خاتمہ میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے راستہ کے سوا وصول الی اللہ کی تمام راہیں مسدود کردی گئی ہیں۔ دوسری جگہ (صفحہ ۸۲ فقرہ ۱۲۳) فرماتے ہیں۔

بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن و جوگی وبہرہ شدہ اند مگر جائے یابند مطلوب در حجب غیرت و تتق عزت محتجب است بدینہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود و پیغامبر برد۔

ایک اور جگہ بھی یہی فرمایا ہے اور یہ صراحت کی ہے کہ پیر وہی حکم دیتا ہے جو حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور انکے احکام کی تفسیر بھی کردیا کرتا ہے تاکہ طالب اچھی طرح سمجھ جائے۔ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے۔ ؎

کہ سعدی مپندار راہِ صفا ؎ تواں رفت جز بر پے مصطفیٰ

۳۷۔ حضرت مخدوم کی تقریباً سب تصنیفیں نہایت سلیس اور اوس وقت کی عام فہم فارسی میں لکھی گئی ہیں عبارت آرائی کہیں نہیں کی گئی ہے اُس وقت کے محاورات اور روزمرہ اُن کی کتابوں میں عموماً پائے جاتے ہیں مثلاً شستن،

اور نشیند کے بجائے شستن اور شیند

۳۸۔ حضرت مخدوم نے **خاتمہ** میں کہیں کہیں کسی واقعہ کی جانب صرف اشارہ کردیا ہے اور اس واقعہ کی صراحت نہیں فرمائی ہے۔ میں نے حضرت مخدوم کی دوسری تصانیف سے اور بعض دوسری کتابوں سے اخذ کرکے اون واقعات کو لکھا ہے اور اس کتاب کے آخر میں بطور **تعلیقات** کے شریک کردیا ہے۔

۳۹۔ اس کتاب کو حضرت مخدوم نے ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا ہے بلکہ اوس کو مسلسل لکھا ہے اور جو مضمون جہاں خیال آیا وہاں لکھدیا ہے۔ ناظرین کی سہولت کے لئے میں نے کتاب کے مضامین کو فقرہ فقرہ علیحدہ کردیا ہے اور فقروں کے نمبر از اول تا آخر مسلسل دیدیے ہیں اور مضامین کی ایک مکمل فہرست مرتب کرکے آخر میں شریک کردی ہے امید ہو کہ مضامین کی تلاش میں ایک حدتک سہولت ہوجائیگی

۴۰۔ **خاتمہ** کے تین قلمی نسخے مجھے دستیاب ہوے۔ ایک نسخہ ۸۷۵؁ھ کا لکھا ہوا ہے۔ دوسرے اور تیسرے نسخوں پر سنہ کتابت درج نہیں ہے لیکن وہ دونوں سنہ ۱۱۰۰ھ کے کچھ ہی بعد کے لکھے ہوے معلوم ہوتے ہیں۔ ان تین نسخوں کے باہم دگر مقابلہ سے تصحیح کی گئی اور تصحیح میں کہیں کہیں کتبخانہ آصفیہ کے قلمی نسخوں سے بھی مدد لی گئی۔

۴۱۔ اس کتاب مستطاب کی تصحیح نہایت محنت اور جانفشانی سے کی گئی اور اب وہ طبع ہوچکی اور شایع بھی کی جارہی ہے لیکن مجھ سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس محنت اور جانفشانی اور وقت کے صرف کرنے سے حاصل اور اس قسم کی کتابوںکی طباعت واشاعت سے منفعت کیا ہے؟ زمانہ مادیت سے لبریز ہوچکا ہے اس وقت کتنے ایسے ہونگے جو اس قسم کی کتابوں کی جانب متوجہ ہوکر اون سے منفعت

حاصل کر سکیں گے؟ اس کتاب کی زبان بھی فارسی ہے جو ملک ہند سے تقریباً مندرس ہو چکی ہے کتنے ایسے موجود ہیں جن کو اس زبان سے دلچسپی باقی ہے؟ جب یہ حالت ہے تو فارسی زبان کی اس تصوف کی کتاب کی اشاعت سے فائدہ کیا؟ اعتراض بالکل صحیح ہے۔ خیر القرون کے بعد زمانہ جوں جوں گذرتا گیا اپنے سابق کے زمانہ کی بہ نسبت خیر و برکت دینی میں گرتا ہی گیا۔ ترجمہ آداب المریدین کے دیباچہ میں خود حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کے متعلق نہایت پر درد الفاظ میں رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"زمانہ آخر است تاریخ ہجرت ہشصد و سیزدہ رسید اللہ اعلم سپس آں باشد ہم کسے قدمے در سلوک نہد و طلب وصول خداوند سبحانہ بہر او افتد و بہ اسباب وصول مباشرت شود۔ ایام فتنہ و محل است علامات قیامت خروج دجال طلوع آفتاب از مغرب باشد و غلق توبہ شود وظہور دابۃ الارض پیدا گردد و نزول عیسیٰ روے نماید۔ اکنوں طالب کہ سلوک کہ مرشد کہ روندہ کہ۔ اللہ اللہ اللہ کار بجائے است من کہ اقل وارذل ایں طائفہ باشم مردم گویند شاید ختم ایں کار بریں شخص شود۔

نہ یک فسوس کہ ہر دم ہزار بار فسوس ٭ نہ یک دریغ کہ ہر دم ہزار بار دریغ

شیخ مصنف (یعنی حضرت ابوالنجیب سہروردی مصنف کتاب آداب المریدین) از زمانہ خویش نالید و از آن زمانہ چہار صد سال گذشتہ باشد اکنوں بما چہ رسد بنیاد کار خراب شدہ است و رہا بستہ اند جز یک شر رے باقی نماند است تا کدام نیکبخت باشد کہ بہمہ مشقت و محنت دراں شرر

درآید و دران خانہ نزول کند۔ ہاں وہاں گوش دار کہ من چند سخنے را ترجمہ میکنم یحتمل کسے ازین نصیبہ گیرد مستعیناً باللہ انہ رفیق شفیق و بالا جابت جدیر و حقیق"

حضرت مخدوم نے اپنے زمانہ کی شکایت کی ہے اوس کے مقابلہ میں آج ساڑھے پانسو سال کے بعد کے زمانہ کو کیا کہا جائے۔ تاہم جیسا کہ اونھوں نے فرمایا

"من سخنے را ترجمہ میکنم یحتمل کسے ازین نصیبہ گیرد"

میں نے بھی اس کتاب خاتمہ کی تصحیح طباعت اور اشاعت میں محنت کی اور مشقت اوٹھای اور وقت صرف کیا صرف اس خیال سے کہ یہ نہایت مفید کتاب تلف ہونے سے بچ جاے اور چونکہ ہئیذ فیاض کا فیض منقطع نہیں ہوا ہے شاید کبھی کسی کو اس کتاب کے مطالعہ اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ہو وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ

سید عطا حسین
۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۶ ہجری

لنگم پلی۔ حیدرآباد دکن

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ أَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ج وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ۝ نُزُلًا مِنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ

خاتمۂ ترجمۂ آداب المریدین

المعروف بہ

خاتمہ

تصنیف حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین امام الواصلین شاہباز بلند پرواز
لامکاں غواص بحر عشق و عرفان قطب الاقطاب خواجہ
صدر الدین ابوالفتح سید محمد حسینی گیسو دراز بندہ نواز چشتی قدس اللہ سرہ العزیز

بہ تصحیح

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ایم۔ اے، بی۔ ای ناظم تعمیرات وظیفہ یاب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

128213

دوام وضو و تجدید وضو برائے ہر فریضہ و احتیاط در حفاظت چاہ

(۱) از رسوم مستمرہ و عادت ملتزمہ دوام وضو است۔ عوام و خواص ایشاں بے وضو نباشند مگر در حالت مرض یا عرض کہ از روئے حکمت استعمال آب زیانکار آید۔ و دیگر اہتمام دارند برائے ہر فریضہ را تجدید وضو شود۔ و اہتمام دارند بریں کہ مقام در کنارہ آب رواں کنند یا جوئے یا حوضے و اگر بضرورت احتیاج بہ آب چاہ باشد آں چاہ را احتیاط بسیار کنند۔ کفش و نعلین کسے براں چاہ نیاید و آنکہ پا برہنہ و پیادہ گردد بے پاشستن بر سر چاہ نگذارند و بر سر چاہ جائے بلندے باشد و لو آنجا بدارند یا آویختہ بر سر چاہ باشد۔ و دہن چاہ را بستہ دارند تا بخیال زاغے و غلیوازے و غیر آں نیفتد۔

وضو کردن

(۲) و در استعمال طہارت و وضو بہ نسبت مردم دیگر استعمال آب بیشتر باشد برائے احتیاط تطہیر را۔ و یکے ایستادہ ایشانرا وضو کناند ہر چند کہ اشتراک در عمل ہیشود ایشاں میخواہند دیگرے ہم ثواب رسد۔ و دیگر مردم نازک مزاج اند صوم دوام و تقلیل طعام ملازم حال ایشانست ابریق پر کہ در و مقدار دو سہ آوند آب گنجد برداشتن آں بر ایشاں دشوار باشد و آنکہ دیگرے آب

مسواک در وضو

اندازہ احتیاط در تطہیر بیشتر میشود۔ و ہیچ وضوئے بے استعمال سواک نباشد۔ وشرط کار ایشانست ہرگز زبان و دل را بیکار ندارند و آں وقتے کہ ایشاں را بیکاری گزرد بلائے در وقت ایشاں باشد۔

تحیۃ الوضو فرائض به اول وقت ادا کنند سنت نماز عصر

(۳) و بعد ہر وضوئے ادائے شکر وضو نمایند۔ و البتہ فرائض بہ اول وقت ادا کنند و در سنت نمازِ دیگر آنچناں اہتمام نمایند کہ گماں رود کہ مگر موکدہ است و اگر بسبب دریافت جماعت سنت فوت شود بعد ازاں بخلوتے بگذارند و اگر نخست چہارگانی میسر نیاید بدوگانی اختصار کنند۔

بے وضو نخسپند چوں از خواب بیدار شوند وضو کنند

(۴) و ہرگز بے وضو نخسپند و اگر از خواب بیدار شوند تجدید وضو کنند و دوگانہ بگذارند بعد ازاں بخسپند۔

(۵) و بعد صبح دمیدن تا تاریکی شب باشد نفلے کہ از اں شب باقی ماندہ باشد بداں وقت ادا کنند۔

و نماز فریضہ قرات اختصار بہتر حضور نماز مقدم است

(۶) و البتہ در قرات فریضہ چنانچہ فجر و خفتن و مغرب قرات بہ اختصار باشد و آنکہ طوال مفصل و اوساط مفصل و قصار مفصل گفتہ اند خود ہماں باید ا ما حضور دل ایشانرا اہم تراز جملہ کارہاست اگر طوال قرات شود بحتمیل بشریتے مزاحم گردد و یحتمل حاجتے ہم در پیش باشد در حضور مزاحمت نماند۔ و در نماز معانی قرآن در خاطر گزرانیدن ایشاں ایں را تشتت دل و تفرقہ حضور نامند۔ دل را بیک خطرہ داشتن بدانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اشارت کردہ است واعبد ربک کانک تراہ بہترین کارہا باشد۔

مراقبہ از کثرت نوافل بہتر است

(۷) و مراقبہ را از کثرت نوافل غنیمت دارند و ہرچہ بذوق و راحت دست دہد

حضور در وضو

ہماں بہتر باشد وحضور وضو ایشاں اینست در اغتسال ہر عضوے اتصالے وانفصالے تصور کنند۔

[illegible] غسل [illegible] فریضہ [illegible]

اختلاف در وضو کردن

(۸) واگر ایشاں را روزے برائے ہر فریضہ غسلے میسر آید زہے کار۔ وچنانچہ تجدید وضو کنند متصل آں خواہند کہ در فریضہ شروع کنند تخلل جز بشکر وضو وسنت نباشد

(۹) والبتہ جامہ باشد وقت وضو بر سینہ دارند وآستینہا پیچیدہ از آرنج بلند تر کنند تا قطرات آب وضو بر جامہ نیفتد۔ دریں باب اختلاف علما است امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماید یجنس کما زال من العضو وبعد از آنکہ وضو کنند بخیزند جامہ باشد کہ بداں تجفیف اعضا بکنند۔ وچوں خواہند در خلا وملا عمامہ را گرد آرند طاقیہ را از سر دور کنند بلکہ دستار ہم از سر فرود آرند وجامہ دیگر

در بیت الخلا سخن نگفتن

حضوری در طہارت خانہ

در سر پیچیدہ واہتمام دارند کہ در وقت وضو سخن باکسے نکنند الا بضرورت طہارت علیہم ودر خلا ہم خالی از حضور نباشند یا حضور بر ایشاں چناں غلبہ کردہ است کہ دل را از اں باز آوردن میسر نیست وآں حضور ضروری وقت ایشاں است یا حضوری کہ لائق آں موضع است وفکرے واندیشہ کہ لائق آں مقام است از اں خالی نباشند اقل ایں قدر باشد دراں حال خود را از جملہ ناسی کمتر وبدتر وخوار تر تصور کنند وکون وفساد را دراں حال بدل دارند۔

رعایت غنودنی بیگاہ

[illegible]

(۱۰) والبتہ رعایت قیلولہ کنند اگرچہ مجرد استراحت باشد۔ خواجہ من قدس اللہ سرہ العزیز گفتہ است ہر صوفی را کہ بینی قیلولہ نمیکند تو بدانکہ ہمہ شب میخسپد آں بیداری کہ او در شب کند بے قیلولہ آں بحساب خواب باشد۔ وبعضے کہ ہمہ شب بیدار اند البتہ نغلطیدہ اند یک غنودنی سبکے پیش از اشراق کنند

تا در ادائی وظائف ثقلے نباشد و موجب ملالتے نبود۔ و بعضے بعد دمیدن صبح یک غنودگی کنند آنرا کہ اعتیاد باشد کہ مستحب قریب آداوفوت نشود۔ و ازیں مصلحت باشد ہر کہ ہمہ شب بیدار بود و صبح در بیداری دمد نازکی و زردی در رخسار و در پیشانی او باشد ہر ماں آنرا بضیاد نور نسبت کنند و چشمہا البتہ غلطان بود بدیں صورت جمالے در روے باشد ایشاں ازیں احتراز کنند۔

(۱۱) و شب را سہ حصہ کنند۔ یک حصہ در اوراد و وظائفے کہ در شب آمدہ است یک حصہ بخواب گزرانند باقی دگر در ذکر و مراقبہ رود۔ میاں آں ہر دو ہر چہ او را ذوق بیشتر باشد دراں اہتمام بیشتر کنند۔

(۱۲) و آنچہ شب و روز ہر چہ از وقائع پیش آید پیش کسے نگویند مگر پیش پیر یا آنکہ او بجائے پیر است۔ و البتہ جویان تعبیر نباشد حوالہ بر وکنند کہ پیش او میگذارند اگر او تعبیر کند مصلحت دراں باب است و اگر نکند مصلحت دراں است و گفتار آں زیانکار وقت او باشد نفس راشربے بود وقایع کم شود و بعضے را خود بکلی رود و آں دیدن و شنیدن را در واقعہ بدیں مثال تصور کنند چنانکہ شخصے در مقامے میرود و در رہ درختے ہست کوہے ہست سنگریزہا ہست کسے جوئے ہست۔ آں دیدنہا چنانچہ نورے و نارے یا ندائے یا آتشے ہست یا مہے یا آفتابے و ستارۂ یا رویت صور مشائخ و غیر آں ہمہ ازیں حساب شمرند

(۱۳) اول وقت از خواندنی و گذاردنی خالی نباشد۔ در ورد و ادعیہ و سورتے کہ از وظائف اوست چنانچہ بعد فراغت اشست۔ چوں ازاں فارغ شود وقت تلاوت ...

شب را سہ حصہ کنند

اول وقت ...

خالی نباشد

نماز چاشت

مشائخ بود ہمہ شاید آنکہ چاشت فراخ شود کہ ہوا نسبت بگرمی برد۔ بعضے چاشت را سہ قسم میکنند۔ چہار گانی اول متصل اشراق بگزارند۔ چہار گانی دوم وقتے کہ چاشت فراخ شود و چہار گانی سیوم نزدیک بزوال بود ہمچناں نماید کہ وقت مکروہ گزاردہ است۔

وقت قیلولہ کردن

(۱۴) و قیلولہ باید تا زوال شود اگر یک دو طاسے ملکہ سہ چہارے زیادہ گذرد ہم شاید زیرا چہ براں معاونت بر شب بیداریست۔ بعد از تجدید وضو و اوراد دوگانہ فی زوال گزارند۔ بعد ازاں یا تلاوت کنند یا مراقبہ شوند۔ اگر مزاحمت آئندہ است تلاوت کنند و اگر نہ حالت مراقبہ بہترین حالاتست۔

نماز فی زوال

اہتمام دارند کہ نمازی را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر

(۱۵) و اہتمام دارند کہ نمازے را اول وقت ادا کنند خصوص فجر و عصر را زیرا چہ بعد ازایں دو نماز و روے مخصوص دارند پیش از طلوع و پیش از غروب بجا آوردہ شود

اوقات مرجوہ را غنیمت شمرند

(۱۶) و ہر وقتے مرجوے را غنیمت شمرند۔ گویند وقتے است کہ دراں وقت البتہ ردّ خواست نباشد ہر چہ از خدائے تعالیٰ بخواہند بیابند۔

تفصیل اوقات مرجوہ

و ایں وقت بعضے گویند قبل طلوع صبح است۔ و بعضے گویند عند الطلوع بوقتہ۔ و بعضے گویند میان سنت و فریضۂ فجر۔ و بعضے گویند بعد ادائی فریضۂ فجر تا طلوع آفتاب۔ و بعضے گویند آں وقت چاشت است۔ و بعضے گویند وقت فی زوال است۔ و بعضے گویند بعد از ادای نماز پیشین است کہ آں را بین الصلوتین گویند۔ و بعضے گویند بعد ادائی عصر حتی الغروب۔ و بعضے گویند بعد از مغرب تا وقت عشا۔ و بعضے گویند

نیم شب۔ و بعضے گویند آخر شب۔ و قبیل صبح گفتہ اند۔ ہم بنا بریں ہیچ وقتے صوفیان ضایع نگذاشتہ اند البتہ بجدے و شغلے و بصلوتے و ذکرے و مراقبۂ مشغول ماندہ اند۔ و آں شب قدر کہ مردم سرگراں آں وقت اند آں وقت ہر روزے و ہر شبے است کدام نیکبخت باشد کہ ادراک آں وقت کند۔

اوقات مکروہ
و رعایت آں
وقت داشتن

(۱۷) و بسیارے از صوفیان اوقات مکروہ را رعایت کردہ اند و ہم بدا لوقت بشغلے عظیم مشغول ماندہ اند چنانچہ صلوۃ و مراقبہ۔ ایشاں چنیں گویند کہ فقیہہ میگوید کہ آں وقت غضب اللہ است ایں دوستان خدا چنیں گویند وقت غضب ایں تقاضا کند کہ بعبادتے و بکار طاعتے مشغول شوند۔ چہ میگوی اگر خداوندے بر مسکینے غضب کند یا خداوند را در حالت غضب بیند نہ آنکہ بعجز و زاری و با طاعت پیش آید تا تسکین فوران غضب او شود۔ ایں ہم گویند کہ عاشق و محب محل و غیر محل نہ بیند ہموارہ در جست و جو باشد۔ و چنیں ہم فرمانید کہ محبوب را در حالت لطف جمالے دیگر است و در حالت غضب حسنے دیگر چوں نباشد کہ تو مبتلاے ترکے عیارہ خوں خوارہ باشی و او در غضب خود بر سمندے سوار بودہ دستار را کنگرہ کردہ و جعد بر آں پیچانیدہ سنانے بدست گرفتہ سوئے تو تازد آں رمح را منع و عطائے خویش بر سینہ ات گزارد آنکہ تو سینہ را سپر سازی یا نہ و آں ہیئت تراستانہ کند یا نہ ایں نظارہ میبناید تا او در غضب نباشد و قصد جاں تو نکند و ایں ہم گویند کہ فقیہان میگویند کہ ایں وقتے است کہ مشرکان شیطان را پرستند آنکہ تو چہ میگوئی علی رغم انف اعداء الدین و برعکس خوبیات ایں شیاطین ما رب العالمین را

پر ستیم مخالفت دشمنِ دوست و برعکس کردن کار او نشان محبت است۔

تاخیر در نماز عشا تا نصف شب

(۱۸) و بعضے صوفیان گاہ گاہے نماز خفتن را تاخیر کنند تا نیم شب کہ آں وقت مستحب است و چندیں بریں موافق شوند تا نیم شب برخیزند تجدید وضو کنند و بہ نشاط تمام فریضہ بگذارند از آنچہ از نماز شام بلکہ از نماز دیگر بلکہ از بین الصلوتین باز در گزاردن و خواندن گذشتہ است تا آنکہ وقت نماز خفتن بکمال شد ثقلے در طبیعت شد گرانی در مزاج افتاد سبب آں چند طاسے بغلطند استراحتے شود و اندک خوابے آید بعد ازاں بخیزند تجدید وضو کنند بنشاط تمام فریضہ و نوافلے کہ در آخر شب است و ذکرے و مراقبہ کہ معہود دارند بدوق تمام ادا شود۔

خواب و بیداری و مشغولیہا

(۱۹) بیداری سہ پاس باشد و خفتن یک پاس و بعضے چنیں ہم کنند از اول وقت نماز دیگر تا ادائی نماز خفتن با جمیع نوافل آں سخن نگویند و افطار نکنند بجز قطرہ آبے و بعد از نماز خفتن افطار صوم باشد و بعضے تا سحر در ادائی نوافل و وظائف و ادعیہ چنداں مشغول نباشند کہ در ذکر و مراقبہ خلل شود و آنکہ ہمہ شب قرآن خوانند تا ختم شود نیکو کاریست ایں اما بحصۂ وقسمۂ باید کرد و مراقبہ اعز المشاغیل است۔

مراقبہ اعز المشاغیل است، صوفیاں را باشتہار کشتہار حال خود التفاتے نباشد

(۲۰) و صوفیان را نباشد بدیں التفاتے کہ بہ استتارے کوشند یعنی اگر جمعے است نفلے نگزاریم کہ بداں شہرت است یا مردمان چہ گویند نمود از خلق میکنند۔ نظر مرد مستعد ازیں ہر دو منقطع است۔ صوفیان چنیں گویند ہر کہ عباداتے برائے شہرت کند او کافر است و ہر کہ ترک آرد از سبب خلق

او مرائی و منافق بود۔

(۲۱) و اگر ذکر و مراقبہ غلبہ کند وظیفہ وقتی را بداں ترک نبارند والبتہ عمل ایشاں بریں باشد۔ مراقبہ را در جمیع احوال لعمل دارند اگر در ذکر است مراقبہ بہ آں منظم کنند و در نماز کذلک سخن در آنست اگر میخورند و اگر رہ میروند و اگر در حکایت اند یا در صرف امور بشری دیگر اند ہم مراقبہ نباشند۔ و ذکر خفی بعضے ہمیں مراقبہ را گویند اگرچہ باصطلاح ذاکراں ذکر خفی آنرا گویند کہ ذکر بے تحریک زبان میگویند چنانچہ زبان تا ایل نیست ارکان ذکر را اظہار ندیا ندارند۔

(۲۲) طعامیکہ ایشاں خورند آنکہ ایشاں آشامند در ہر لقمہ اقل ایں است تسمیہ گویند۔ بعضے ہر لقمہ فاتحہ تمام خوانند و ایں را عجیب و غریب بداں تا مردم لقمہ را بستانند و گرد آرد و بخاید و فرو برد فاتحہ خواندہ شود۔ و آنکہ گویند در ہر لقمہ تمام قرآں خوانند آں داخل خوارق است از عمل عاملاں بیروں است۔

(۲۳) و تہجد را گفتہ اند یقظۃ بعد نومۃ او نومۃ بین یقظتین او یقظۃ بین النومین یعنی خسپید بیدار شود بعد ازاں نماز گذارد و تا سحر بیدار ماند ایں یقظۃ بعد نومۃ او نومۃ بین یقظتین است۔ و یقظۃ بین النومین یعنی بیدار بود خفت بیدار شد نماز گذارد باز خفت۔ و آنکہ ہمہ شب بیدار بود یا نصف شب اختیار کند و یا پاس آخرین۔ و نباید کہ صوفی غافل خسپید خواب او ہمانچہ گفتہ اند آکلھم کالمرضی و نومھم کنوم الغرقی من دیدم سلطان محمد تغلق بعضے مردم را پے شگاف کردہ بود سر زیر پا بالا کردہ آویختہ است و دراں چناں حالت ایشاں را خواب آمدہ است۔ صوفی در مسند طالب

در خواب رفتن صوفی کہ او را باد شاہے دست و پا بریدہ انداختہ بود

بے خویش و خویشاوند خواب او بدیں مانند باشد ظالمے صوفی را بوہم زندقہ دست و پا بریدہ انداختہ است دراں حالت او را خواب آمدہ است و احتلام افتادہ است آب طلبید گفت بر اندام من بریزید کہ مرا احتلام افتادہ است آں ظالم از ظلم پشیماں شد گفت اگر زندیق بودے ایں اہتمام در غسل نبودے۔ و البتہ

باید کہ صوفی را در خواب از وجود خود خبر بود

صوفی کہ در خواب باشد باید کہ او را از وجود خبر بود مگر بسبب عرضے یا مرضے او را از ہول پیش آمدہ باشد چنانچہ گفتہ اند تنام عینای ولاینام قلبی ایں

بعضے صوفیان عامداً بخسپند تا ہر چہ خواہند براں در خواب مطلع شوند

خبر مرفوع گویند۔ و آنکہ صوفی در خواب بیند و آنچہ بحس باصرہ بیند در حس باصرہ احتمال غلط باشد اما در خواب صوفی احتمال غلط نیست۔ بعضے عامداً و قاصداً بخسپند خود را بخواب دہند براے آں مصلحت تا ہر چہ خواہند بر آں مطلع شوند تمامتر اطلاع شود۔ و بدیں سبب علما گفتہ اند کہ خدائے تعالے را در دنیا بخواب بیند شاید خواب را بر بیداری ترجیح دہند چنانچہ جنید قدس اللہ روحہ گفتہ است خواب فعل اللہ است و فعل اللہ بغیر اختیاری است علی ہذا راجح باشد خواب بر بیداری۔ بامدادے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ خفتہ ماند و فاطمہ رضی اللہ عنہا ہم باوے خفتہ است جامہ از سینہ ہر دو جدا شدہ بود رسول علیہ السلام براے ایقاظ ایشاں دروں آمد چشم بستہ الصلوٰۃ الصلوٰۃ گفت علی رضی اللہ عنہ بیدار شد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود ایں چہ خواب بود کہ نماز بیگاہ می شود علی رضی اللہ عنہ فرمود مارا خسپانید خفتیم رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود بناخوشی وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا سخن حیدر کرار کرم اللہ وجہہ جوابے نبود لابدی بدین کلام متعلق شد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

گمان نبری لوندے غافل و کاہل ہمہ شب خسید و ریں کلام ایشاں را مدخلے باشد لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ سخن در بیداراں حضرت میرود کہ از حکم طبع بشری بیروں آمدہ اند۔

ملاقات خضر با نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واقع شد یا نہ

(۲۴) اختلاف رود بعضے گویند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را باخضر صلوات علیہ ملاقات بود بریں حکم چنیں می آید کہ او نبی است و بعضے گویند نبود بریں وہم میرود کہ ولی است از امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وآنکہ ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ مسبعات عشر را از خضر صلوات اللہ علیہ روایت کند وخضر صلوات علیہ از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنیں گویند ایں ملاقات روحانی بود و از رسول اللہ علیہ السلام مرویست لوکان الخضر حیا لزارنی بریں معنی اختلاف خیزد۔ سکندر برائے حفظ سد یاجوج و ماجوج خضر صلوات علیہ را داشتہ بود خضر علیہ السلام چند سال حافظ آں مقام بود در انچہ لبعث نبی شد من اللہ برو القائے خواب شد صد سال بخفت چوں بیدار شد تفحص کرد کہ نبی آخر زماں مبعوث شد یا نہ ہنوز۔ باوے گفتند مبعوث شد و تبلیغ رسالت کرد و اثبات شریعت کرد و باز گشت۔ بریں مقال احتمال حدیث اثبات شود لوکان الخضر حیا لزارنی پس آنکہ شریعت بدو رسید او انقیاد کرد۔

خواب من اللہ القا شود آں اخص خواص را بود

(۲۵) مقصود آنداشتم کہ خواب من اللہ القا شود آں اخص خواص را بود وقصۂ اصحاب کہف از اں مشہور تر است کہ ما بنشتیم سیصد و اند سال خفتند وایشاں را گماں بود کہ یک ساعتے بود صوفی را خسپانند و از امور اخروی تماشش نمایند کہ آں بہزار سال در بیداری احاطت نتواں کرد۔ مرد بیدار در کار

است وخفتۂ بیکار در کار داد کاریا بد وخفتۂ از داد ودرد وافکار فارغ باشد۔گفتہ اند
زمانہ باشد کہ قایم از ماشی بہتر قاعد از قایم بہتر مضطجع از قاعد بہتر یعنی نایم فعلی ہذا
نظارہ شود خواب فضلے دارد اگر للہ فی اللہ من اللہ بودہ باشد۔ وآنرا کہ خواب
شیطانی گویند نباشد مگر اہل وسوسہ وگرفتار ہوا را۔ احتلام اگر عارفان است
بغایت شرف وفضل دارد واگر عوام را است عقوبتے صرفے خصوصاً طلاب را۔

مرید برائے بیداری بسیار اجتہاد کند

(۲۶) مرید برائے بیداری بسیار اجتہاد کند طعام وآب کم کند خصوصا
شب را۔ دل بیدار نشود تا تصفیہ او نکند وتصفیہ او بجز بچہار چیز نیست چنانچہ
بارہا گفتم اگر زندہ شد وجمالش بر تو تجلی کرد توانی کہ وصف تو در تحریر نگنجد۔
جنید رحمتہ اللہ کہ در شان سہل رحمتہ اللہ گفتہ است آسان سخنے نیست۔

طریقہائے تقلیل طعام وآب

(۲۷) تقلیل طعام بریں تدبیر دست دہد اگر ترا فرض کنیم ہر روز غذا یکسیر است
یک سیر نخود را سنگ ساز و در پلہ بنہ وغلہ دیگر در پلہ دیگر وزن کن نخود یک دانہ از ان
کہ سنگ ساختۂ بیرون کش ہمبریں صورت ہر روزی از اں نخود غلہ کہ آنرا موزوں
ساختۂ یکدانہ بیروں آر و رہے سی دانہ شود در سال سصد وشصت دانہ شود عنقریب
غذا بچند درم سنگے باز آید تقلیلے درستے دست دہد وبا قوت وبے مشقت
بود ہیچ قوتے از بنیہ کم نبود۔ تقلیل آب کوزۂ مالامال بدست گیر مضمضہ کن بیروں
انداز آخر از کوزہ بجرعہ فرد بحساب گوئی تمام کوزہ آب خوردی ونفس بوہم خویش
دانست کہ تمام کوزہ در تصرف من آمد کام وسینہ ودل قوت آب گیرند خنک شوند
وآں جرعہ کہ تو خوردی برائے ہضم طعام بسندہ باشد۔ پس آں ہر دو کہ گفتم
سالہائے طعام وآب توانی ماند واگر خود ایں کنی غرض بے طعام وآب حاصل باشد

وآنکہ گویند برائے تقلیل طعام چوبے ترے را موزوں بہہ سازند ہست تدبیر ولیکن
عنقریب آں خشک شود آں یک سیر را بود میاں چند روز نیم سیر باز آید بنیہ
سست شود ضعیف و لاغر نماید۔ وآنکہ گویند دو نانے خورد پر کالۂ ازاں کم کند
بتدریج بہ اندک مدتے بہ نیم نان و بدانگے باز آید۔ ہست تدبیر اما بنیہ ضعیف شود
و مرد لاغر شود۔ آب ہم برمثال طعام نہادہ اند۔ جوگی کاسۂ از پوست کدو دارد
آں مقدار کہ غذائے اوست بداں شکمش پر می شود مالا مالش کند بخورد و یکضربہ بر
سنگ ساید چیزے ازاں کم شود ہمبریں منوال ہر روزے آں کار کند میان
چند روزے یک کفے باز آید آنہم نیکو تدبیر نیست۔

طریقہ سیر دن طی

(۲۸) وآنکہ خواہد طے کند نخست صوم دوام پیشہ سازد چند روزے غذا
بعد ادای خفتن کند ہمبریں طریق تا ما قبیل صبح افطار آرد۔ شبے آنہم گذارد
بدیں تدبیر طی درست دست دہد دو روز یک شب یکطی گیرند دو شب سہ روز و
طی باشد و ہر کہ یکروز بے طعام تواند ماند سہ روز تواند ماند و ہر کہ سہ روز تواند ماند
دہ روز تواند ماند و ہر کہ دہ روز تواند ماند یک ماہ تواند ماند و ہر کہ یک ماہ تواند ماند
شش ماہ تواند ماند و ہر کہ شش ماہ تواند ماند یکسال تواند ماند و ہر کہ یکسال تواند
ماند ہمہ عمر تواند ماند۔ وآب ہم ہمیں حکم دارد۔ ایں تدبیر ہا است کہ گفتیم اگر طالب
را غلبۂ عشق و شوق باشد روز ہا و ماہ ہا گذرد خبرش از طعام و آب رود
ووُرثیت و نبیت او چنیں دانند تا چہ میخورد ابیت عند ربی یطعمنی
و یسقینی یک تاویل ہمیں گفتہ اند۔ و ایں ہمہ کہ گفتیم تقلیل و ترک بشرط
قوام بنیہ و قوت مشی۔ اگر ایں دست دہد۔ و اگر ایں دست ندہد او ایں کارہ نیست

اورا ترک آں باید کرد۔

یا دل از خانماں خود برکن ۔ یا تمنائے عشق کمتر کن

تو نہ مرد عشقبازی ما بروائے خواجہ کار دیگر کن

وکسے چنیں ہم باشد طعام خورد ہر طعامیکہ ہست اگرچہ متعطش وگرم بودہ باشد ومع ہذا آب نخورد ایں راہم تدبیرے ہست یکدو روزے او برخود سخت گیرد بے آب ماند سپس آں ایں ہم دست دہد۔ والبتہ تقلیل طعام وشراب موجب تقلیل منام باشد واینکہ تقلیل چہار چیز گفتہ اند ہر یکے موجب تقلیل دیگر یست وگویند دو کس نخسپند یکے آنکہ مبتلا بہ درد فراق واندوہ ہجراں بودہ باشد خواب گرد آں سوختۂ دردمند نگردد۔ ودوم آنکہ بمقصود وصل رسیدہ باشد بصرف ہوا واخذ لذت چناں مشغول است کہ او پیرامن خواب نگردد۔ وہم چنیں ہم گویند اہل یقین را بیشتر خواب باشد کار آسودہ است رہ بسر رسیدہ است مرد بآرام وقرار آرمیدہ است اضطرابے وانزعاجے نماندہ است طلب ودرد وسوز رخت بربستہ اند مرد درزاویہ فراغت اضطجاعے کردہ است ہر آئینہ بفراغت خسپد از آنچہ موجب بیدارش نماندہ است ایں چنوئے ہم خود را در ابتدائے حال سالہا بہ بیداری گذرانیدہ بہ یقظہ معتاد نفس او شدہ باہمہ آرام وقرار خواب را بادے چہ کار کہ معتاد روزگار او نیست۔

تقلیل طعام وآب موجب تقلیل منام باشد

اقسام خواب

(۲۹) گفتہ اند النوم فی اللہ باللہ للہ من اللہ ایں ہمہ اقسام محمود است نوم عن اللہ نسبت بمذمت بردآرے اما غافل ہم از وبدو شد من اعز الحالات باشد۔

انواع صوم وصائمان

(۳۰) صایمان برانواع اند۔ یکے صوم دوام باشد این بہترین صیام است وگویند صوم داؤد علیہ السلام بہترین صیام است یک روزے افطار کند یک روزے صایم باشد زیرا چہ اول معتادی شود و در دوم خلاف عادت می باشد اما اگر برین ہم عادت شد این نیز ہمچو صیام دوام باشد و شاید نفس بدین راضی شود بارے اگر یک روز صایم یکروز بخورم۔ و بعضے در ہفتہ سہ روز روزہ دارند دوشنبہ پنجشنبہ جمعہ و بعضے پنجشنبہ و جمعہ بس و بعضے اول مہ و آخر مہ و بعضے سہ ماہ و عشرین و شش شوال و ایام بیض اما ایام بیض ملازم حال این طایفہ باشد مگر بضرورت پیری و ضعف بنیہ و خوف زحمت۔ والبتہ صوفی را بے صوم نشاید بود کہ یکے از ارکان تصوف است۔ و آنکہ گویند کسے باشد کہ ہمہ روز صایم ماندہ است امساک کند از طعام و آب و قبل غروب شمس افطار کند موجب آنکہ نفس خود را صایم نداند غرورے در وے نیاید این نیز بر شرط متانت و استواری نیست اگر آن عجب نباشد این عجب است کہ من کسے ام البتہ ارکان صوم را نگہ دارم و نفس شکستہ دارم۔ و بعضے اکتفا بہ تقلیل کردہ اند غرض تصفیہ حاصل باشد اما نام صوم نبود نیکو است اما این نیز شائبہ شرے دارد۔ دیگر صوم از ارکان دین است رعایت او بشرط کردن امرے کلی باشد۔

اعتکاف

(۳۱) اعتکاف را نیز صوفیان رعایت کنند بعضے یک اربعین و بعضے دو اربعین و بعضے سہ اربعین و بعضے کہ رویاں این چنین کنند دہ شعبان و سی رمضان این را اربعین محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوانند۔ و سی رجب و دہ شعبان این را اربعین عیسےٰ علیہ السلام نامند۔ ہمہ سال این سہ اربعین را

رعایت کنند و خلوت گزینند و ملازم ذکر و مراقبہ باشند و نوافل دیگر کمتر بود جز سنت موکدہ را رعایت نکنند و دوگانہ شکر وضو باقی وقت بذکر و مراقبہ گذرانند و بعضے ہم باآخر دہہ ماہ رمضان اکتفا کنند و بعضے چنیں گویند ایں سنت موکدہ است و ہدایہ فقہا ایں سخن نبشتہ اند۔ اما من دانم کہ از صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیچ روایتے نہ دیدہ ام کہ ایشاں ایں سنت را رعایت کردہ اند در ایام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نہ بعد فوت او گر ہم بنا بریں است بعضے مشائخ نمی شینند۔ و چنیں ہم گویند کہ دریں شہرہ است ما ہمہ وقت معتکفیم تعین کردن بوقتے زیادتی باشد۔ و چنیں ہم گویند مقامیکہ درو نماز بجماعت اذن عام باشد چنانکہ خانقاہ و جماعت خانہ صوفیاں آں بمنزلہ مسجد بود ما ہمانجا ملازم ایم و بشرط اعتکاف می باشیم۔ گویند اعتکاف بر سہ نوعست اعتکافے معین چنانچہ عامہ را دیدی و میدانی دیگر اعتکاف دوام از انچہ حکایت کردیم و سیوم اعتکاف دلہا باشد یعنی درون دل اہل دل معتکف ایشانست باہمیں ولے کہ داریم ہم بدیں بدل خویش معتکفیم۔ از رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منقول است کہ جز ماہ رمضان ہیچ ماہے تمام روزہ نداشتہ است و ہیچ ماہے تمام افطار نکردہ است و ہیچ روزے برائے صوم مختص نداشتہ است ما صوفیان تخصیص کنند ایشانرا مقصود رعایت اوراد و وظایف بود۔

اشتغال بہ نکاح بہتر از تخلی بنوافل

(۳۲) ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ گوید اشتغال بہ نکاح بہتر از تخلی بنوافل است و شافعی رضی اللہ عنہ برعکس آں فرماید۔ آنکہ از منتہیان نشان داد و شافعی رضی اللہ عنہ سخن از اہل ابتدا گفت۔ منتہی بہر محسوسے و ملذوذے کہ مشغول شود

بحستہ و نسبتِ تجلی او بیند و را امتناع ازاں نیک نیاید بحرماں راضی شدن مشکل کارے است۔ واز رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روایت کنند خیر ھذہ الامۃ اکثرھم نساءً اواز مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ ہمیں نشان یافتہ شود کان ازھد الناس ولہ اربع منکوحات وثمان عشر سریۃ وہم ازینجا گویند کہ او ازہد الناس بود فعلی ہذا کثرت نسا از دنیا نباشد مگر ہم ازینجا ست کہ گویند عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ باز پس آنکہ عمرش بہشتاد رسید چہار عورت در نکاح آورد

(۳۳) اما محمد حسینی ابقاء اللہ فیضہ الی یوم التناد بحق شفیع العباد از تجربہ خود چنیں گوید ہر کہ بیک زن رسید بتمام دنیا محتاج شد اگر تجربہ کردہ دانستہ و دیگر کار میان دو نفر است بہر سببے کہ دریں کار شروع شدہ است دوم را ہم چیزے ہوائے ولذتے باید یا نہ قوت تو صورت اسقاط گرفتہ است وجمال تو زوال ثبوت کردہ است۔ آنکہ اندیشہ کن آں بیوہ را چہ حالست جز آنکہ بر تو و بر حال خود شستہ صکّے بر وجہہ خود میکند و میگرید۔ اے دوست ولے عزیز بجان سر خود ازیں خطرہ باز آئے واگر چہ اذنے من اللہ می شود ایجاب فرضیت نمیکند اما اباحتے وجوازے می نماید واگر اینجا فرضے کند اگر مرئے عارفی و تجلیات را شناختہ بسیار چیزہا است کہ او میفرماید و تو نمیکنی۔ حکایت کردن مرا اینجا زیادتی باشد زیرا چہ مرد ما نراز یا نکار آید۔ مصرع

این نیز بنہ بر اں دگر ہا

خداوند سبحانہ وتعالیٰ یحییٰ صلواۃ اللہ علیہ را مدح کردہ وکان حصوراً و

حالت تجربہ بہتر کہ نکاح او از یاں آرد

گویند قلیل الباہ بودہ است تو مرد صوفی تقلیل ملازم حال تو شدہ است تو ہم در حکم قلیل الباہ دریں اندک قوت قوت خود را زیر پاے نہی وگرنہ از تو ہیچ کارے نیاید۔ از ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کنند کہ او گفتہ است اگرچہ دانم از عمر من جز پانزدہ روزے بیش نماندہ است با ایں ہمہ نکاح کنم بمیرم ولا احب ان القی اللہ عزبا نیکو سخنے است ترا اہتمام بر خود شد۔ و البتہ خواستی کہ با سنت میری کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زن گذاشتہ مردہ است اما نظر بر حال آں بیچارہ نیفتاد کہ او بیوہ خواہد شد و او احداد خواہد کشید و او میان مردمان معیوب خواہد شد۔ حاصل با تو میگویم اے یار عزیز دوست من ناتوانی ازیں کار محترز باشی خود را بزیان مدہ خود را از کار دین پس مینداز خود را ازجمتی و رنجور مساز خود را اسیر کوکے مکن خود را در گرداب پلیدی مینداز نفس را از حرص و ہوس باز آر۔ آنکہ من با تو میگویم من عنین صنعت واماندہ ازیں کارنیم با ہمہ قوتے و شوکتے کہ دارم ترا تنبیہہ میکنم و ہیچ صوفی و سالکے روندہ دریں کار نباید در او بستہ نشد شوق کم شود از درد طلب باز ماند ذوق فوت گردد و اگر عارفی واللہ تجلیات گم گردد از شہود غایب بشاہدے حاضرے راضی شدہ و سنت او بریں رفتہ است۔

اختلاف در مسئلہ از حضرت شیخ محی الدین ابن عربی

(۴۴) محی الدین ابن عربی رح چند سخن دریں محل گوید او عالم غیب گذاشتہ است بعالم شاہدے راضی شدہ است او جز بدیں وجودات بوجودے دیگر قائل نیست او ایں ہمہ صور و اشکال را صور و اشکال او گوید او از وراے وراے شعورے ندارد والحق وراء الوراء۔ فافہموا واغتنموا ان انت من ہؤلاء اگر او

در ایام من بودے اورا ازیں شواہد باز آوردے اورا ازیں شواہد بعلو بردے و از وراء الوراء نظارہ آتش شدے ایمان بتجدید اوردے مسلمان از سر شدے اگر ایں سخن من خلاف حق و التحقیقت است چنگ دوستاں خدا و عارفان خدا و دامن من۔ او گوید الہ مطلق و الہ مقید سبحان اللہ اگر فیض او رنگ آمیزی و کیمیا گری کرد ایں صبغۃ اللہ را تو آلہ مقید نامی جعلناہ الھًا ایں چہ سخن است آرے او الہ بالقوہ بود فی الازل الآزال چوں از قوہ بفعل آمد تو چہ گوئی کہ جعلناہ آلھًا دریں باب طول و بسطے کردمے شرحے و بیانے نمودمے اما الوقت عزیز و العمر قصیر کجا افتادہ ایم لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

(۳۵) صوفی بہمہ اوصاف کمال رسیدہ ہیچ وردے و اورادے از و فایت نگردد مہما امکن۔ جنید رضی اللہ عنہ وقت نقل تقلیب سبحہ میکرد از آنش پرسیدند گفت اذا تطوی صحیفتی میخواہم مختتم کار من و عنوان صحیفہ من بدیں تمام باشد۔ مشائخ ما را با ہمہ کمالے کہ ایشاں دارند شیئے ما از اوراد و وظائف ضائع نکنند و اگر اہم و اعلیٰ نظر کنی مرد عارف در ہمہ اشیا او را بیند اکنوں بجہ مصلحت از معہود و معتاد گردد و از کار کبار روگرداند و آنچہ انبیا و اولیا بہ آں رفتہ اند صورت امتیاز نماید۔

بہمہ اوصاف رسیدن
بازنہ ایستادن صوفی از ترقی
پابندی اوراد ایشاں

(۳۶) طعامیکہ ایشاں خورند بہر لقمہ تسمیہ گویند بلکہ بہر لقمہ فاتحہ خوانند بعضے بجائے وضو غسل کنند ہر بار کہ وضو شکند غسل تجدید شود و بعضے برائے ہر فریضہ اغسل کنند چنانکہ شیخ ما شیخ فریدالدین کرڑے رحمۃ اللہ علیہ وقدس اللہ روحہ بسیاران باشند بوضو شام بامداد گذارند یعنی البتہ شب

در باب طعام خوردن
فضیلت تسمیہ بر ہر لقمہ
خوردن

ایشاں را خواب نبودے و نوم یکے از نواقض وضو است اگر خفتندے وضو واجب شدے۔ در وضو بطبیعت شفائے نقدے در دل است و دفع ملالے ہست و دفع دَرنے و غبارے کہ بر رو و دست و پای شود و مرو دایم الوضو را لمعانے در رو باشد۔

آداب سماع شنیدن

(۳۷) سماعیکہ ایشاں شنوند ساختگی آں من قبیل کنند بعد تطئیب و غسل و سپیدی جامہ تجدید وضو کنند و تقلیل طعام بلکہ مہتماں ایں کار من قبیل طی ہم کنند و اگر می خواستند طے کردن سماع می شنیدہ اند و چند روز از طعام گرد می آوردند۔ در مجلس سماع با عزت و وقار بنشینند و دل را بحضور و مراقبہ آرند و مقصود را در پیش نظر دارند و جمع ہم ہمدریں کنند البتہ مُمیتاً و یُسرتاً نظر نباشد یا نظر بر قوال بود یا بین یدیہ و نظر بریں نکنند کہ گوینده رعایت گلوے موسیقار میکند یا نہ۔ نظر بر موزونی و ناموزونی بیت نکنند و در خامی و پختگی ترکیب نہ بینند و نظر بر گوینده نکنند و البتہ باید کہ امرد و ملیح مطربان نباشند اگر اتفاق حضور او باشد باید کہ لحظہ بسوے او نشود و بہرزه آه بلند نزنند و بہر بہانہ واه واه نکنند ہمت بریں برستہ باشند کہ خود نخیزند تا رقص کردن و جستن او بطفیل باشد۔ و البتہ قصد کرده میان حلقہ نرقصد۔ و نخواہند توجہ قوال سوے ایشاں باشد۔ البتہ ازیں محترز باشند کہ نظر حضار بر او افتد۔ و البتہ قصد کرده جامہ سوے گوینده پرتاب نکنند مگر کہ وقت آں اقتضا کند۔ و داده باز نستانند و اگر جامہ خود افتد بہتر آں باشد کہ باز نگیرند مگر قوال را لعطیہ خوشنود سازند چوں نہ باشد حالت سماع حکایت کرد کہ تو از کونین خاستہ از پرکالۂ جامہ نمی توانی خاست

واگر فقیرے را خرقہ جامۂ لابدی باشد او را چہ ضرورت است کہ در سماع در آید
خرقہ اندازد یا چناں جنبد کہ خرقہ افتد گوشہ نشیند یا در زاویہ استادہ ماند تبرک
بحال اہل سماع کند۔ مرید نشاید بحضور پیر جنبشے نماید یا نعرہ زند او را باید متوجہ
ہم بہ پیر بود۔ سخن در آنست کہ تکلف کند کہ بگریہ متعلق نشود بہمۂ خویش متوجہ پیر باشد
اگر یارے بزرگ کہ در مقام ارشاد و دعوت باشد با او ہم ہمیں معاملہ کند۔ والبتہ
باید کہ در سماع یاران ہم خرقہ باشند مریدان یک پیر بوند تا صورت اختلافے
درمیان نباشد و اگر نہ مریداں یک خیلخانہ باشند۔ پیرے را چند مرید ہستند
وایشاں دعوتے را از جہت پیر میکنند و اگر ایشاں ہم یکجا جمع باشند می شاید
واقل ایں قدر بود کہ مخالفے و منکرے نباشد متعلے بے سوز متفقہے بے ساز
استادی بے درد دانشمندے بے صفا خودنمائے گمراہ ناہموارے بے راہ در مجلس
سماع حاضر نیایند و اگر اتفاق افتد بطریق بہتر او را ازاں مقام معذرت کنند و اگرچہ
او صورت اختلاف نمی نماید اما بمجرد حضور قدم او شومیتے باشد۔

حقیقت اختلاف فقہا در مسئلہ سماع

(۳۸) ایں قدر بباید دانست سماعیکہ فقیہ حرام یا مکروہ یا مباح یا حلال
میگوید تصویر مسئلہ ایں است۔ اگر مردے بہزل برائے تطییب نفس را برائے
خوشی وقت خویش را سرودے میگوید و رقص میکند ایں سماع ایں سرود ایں
رقص ایں ہزل بازی حرام است یا مکروہ است یا مباح است یا حلال است
فقیہے میگوید حرام دیگرے میگوید مباح دیگرے میگوید مکروہ و کسے حلال میگوید
چنانکہ گوشت اسپ و یا لعب بشطرنج اختلاف کردہ اند ہمچناں ایں سماع۔
اما آنکہ دردے باشد طلبے باشد سوزے باشد و ازاں مزید طلبے شود۔

رغبت در طاعت بیشتر گردد و تقویت بر ترک طعام و آب وطی شود ایں در
مبحث فقیہ نیست او با ایں گذرے ندارد و او ایں جنس فہم نکند گفتار او در
نفسانیات و در معاملات دنیاویاتست او را با ایں چکار۔

مواقع کہ دراں سماع ناشنیدن بہتر

(۲۹) البتہ در سماع اہتمام باشد کہ شخصے از ابنائے ملوک و ارباب دنیا
حاضر نباشند و اگر اتفاق چنیں افتد ایشاں در ذیل صوفیاں باشند نہ در صدر
مجلس و ایشاں متبرک باشند ملکی و بزرگی را بر در گذاشتہ آنکہ درون آمدہ
بوند۔ و اہل طلب و مرید را تکلیف باید کردن بحضور آں قوم جنبشے نشود و اظہار
حالے نگردد شاید نفس را شربے باشد کہ او از اں غافل ماند۔ و دیگر اگر مصیبتے
دنیاوی چنانچہ قریبے و نصیبے فوت شدہ باشد کہ باوے رغبتے بودہ باشد
تا آنکہ درد او در سینہ باقی باشد و یاد او در دل بسیار گذرد بداں حالت از
سماع محترز باشند خوف آنکہ نفس را اینجا استراقے باشد مرد داند کہ برائے خدائے
تعالیٰ رامی جنبم و نفس را دراں کمینے است کہ تو از اں غافلی۔ یکے را دنبلے
بر اندام بر آمدہ است اگر بر اں دل دہکہ برسد عذاب و درد بسیار نماید مرد سخت
متاذی شود ایں مثال بداں ماند مصیبتے بدو رسیدہ است دل دردمند است
دراں حالت از درد خداوند براں درد رسد درد بر درد افزاید گریہ و اضطراب
بیشتر شود درد خداوند با درد زن و فرزند خویش و خویشاوند منضم گردد بے شبہہ
اخلاص رخت بر بندد و کار مرد مختلط و ممتزج شود۔ ہم سبب ایں است دریں
وقت سماع نشنوند۔ شیخ ما شیخ الاسلام شیخ نظام الدین محمد بداونی قدس اللہ
سرہ العزیز نبیسہ داشت خواجہ نوح نامش شیخ او را دوست داشتے ہم

حضرت نظام الدین اولیا بعد رحلت نبیسہ خود خواجہ نوح تا شش ماہ سماع نشنیدند

بحضرت شیخ فوت یافت بعد از اں شیخ شش ماہ سماع نشنید شیخ را از اں پرسیدند گفت ورد نوح ما را تازہ است ترسم کہ نفس را استراقے باشد مرا ازاں شعورے نہ۔

حرکاتے کہ در سماع

(۴۰) و در سماع دراں موضعے کہ ذوقے شدہ باشد از مقامے بمقامے انتقال نکند کہ انتقال باسمہ انتقال است و آنکہ صوفیان زمانہ را بینی کہ مطرباں را برابر کردہ پاے یکے می افتند و پائے دیگرے میگیرند و و آہنگیر می شوند کہ البتہ او را در سماع آرند ایں فصلے ازاں باب است ایں مرد بوقت خویش مشغول نیست ایشاں ایں را ایثار نامند تو خود بدیں حرکت وقت خود گم کردی ایثار چہ خواہی کرد۔ و ہر بار قوال را بیتے و نغمہ کہ ترا خوش آمدہ است و اصحاب را جز آں مزاحمت نکند و جہد نفر باید کہ ہماں گویند کہ او را خوش می آید گذارد تا ہر کس بحسب خویش نصیبہ گیرد۔ سماع ازاں ہمہ است و اگر او را بیتے و نغمہ خوش آمدہ است و مردماں ازاں ملول اند ترک دہد۔ سماع وارد غیب است اگر نصیب است از غیب ذوقے دیگر وارد دیگر خواہد شد۔ و ہر وارد نجنبد گذارد تا وارد پس وارد بیاید تا کمال پذیرد۔ چناں شود کہ امساک آں از قدرت او برود قہر و غلبہ وارد میانہ افتد چنانکہ گویند فقیہاں النکاح عند التوقان واجب است بداں مشابہ کار کند۔ و بعضے ہمچنیں گویند وارد را از خود دفع نکند و بر خود دیگر سلطانیست کہ رو دباز آید یا نیاید اما احتیاط تر و تحقیق تر اینست کہ گفتیم۔ و اگر نا اہلے در سماع جنبد و بے سازی کند و مزاحم وقت دیگرے شود او را طریقہ بہتر از مجلس بیرون کنند

ازاں احتجاب

لازم است۔

نا اہل را از مجلس سماع

بیروں کنند

واگرنمی شود بقہر وغلبہ بیروں کنند۔ واگر صورتے کریہہ ور جنبش میکند کہ نظارہ آنش مرد ماں را بہ تبسم و ہزل میارد اونیز ہمیں حکم دارد۔ واگر از اہل جد و اجتہاد است وبے ضرب و بے وزن میرود نظر بر ضرب و وزن او نکنند نظر بر درد و سوز او دارند رقص عبارت از اضطرابے است کہ صوفی را در حالت سماع پیش می آید و آں اضطراب بوزن ہم باشد بغیر وزن ہم باشد و چنیں ہم باشد صوفی بود کہ در وزن وضرب موسیقار مہارتے دارد و کامل است دریں کار ناگہاں وارد بر و قوت آرد مضطرب گردہ وزن وضرب را فراموش کند گشتنی و دویدنی و پوئیدنی بغیر وضع باشد۔ و ذوقے کہ در سماع حاصل شود یکے از نغمہ باشد دوم از حمل بیتے بود و آنکہ از نغمہ باشد آنرا حملے درمیان نیست ولیکن بحکم طبیعت رقتے در باطن می افتد بحسب آں رقت حسن صوت او را از دست می برد بحسب آں اضطرابے و جنبشے می شود گریہ و نعرہ ظاہر میگردد شخصے از خواجہ من قدس اللہ سرہ العزیز موجب آں می پرسید خواجہ قدس اللہ سرہ العزیز فرمودند ہر چہ جنسے دارد آں از عالم علوی است روح ہم از ان عالم او بارادۂ خدائے تعالیٰ از اں عالم دور ماند جنسے کہ نغمہ دارد روح راند کر عالم او می افتد چنانکہ شخصے از دیار خود دور افتادہ بود نشانے و مکتوبے از دیار او بدو رسد چونہ او را خوشی و لذتے و گریہ و رقتے روح را از شنیدن نغمہ ہمیں مثال است دریں چنیں وقت صوفی کہ از مراقبہ و ذکر نصیبے دارد دریں نغمات دل را بمراقبہ دہد یا بحسّ دل دل راند کر خفی دارد مراقبہ نیک دست دہد و روح را عروجے شود و اثر ذکر بزودی ظاہر گردد۔ شیخ با شیخ الاسلام فریدالدین قدس اللہ سرہ العزیز را نقل کنند چوں سماع شنیدے در مراقبہ شدے بوزن گفتار قوال روح را سیرے و طیرے

ذوقیکہ در سماع حاصل آید دو صورت دارد

دادے۔ نیکو استماع است ایں محققانہ کار نیست ایں ہر کسے را دست ندہد جز ایں طایفہ مخصوص را۔ و دریں حالت روح را از نغمہ حظے وافر است و دل را تصفیہ تمام حاصل است و تطییب قلب مع اللہ کہ در سماع گویند بدیں ہمہ مرتب آید۔

حمل معنی بیت در سماع

(۴۱) و آنکہ در حمل بیت مشغول می شود اگر بیتے ظاہر است ہم بظاہر آں دل میدہد حملے بے مشقتے و بے رعایت استعارتے درست تر درست است و ایں آسان ترین طرق است پیش ازیں میان صوفیان سماع ہم بدیں نمط بودہ است ابیات ظاہری میگفتند کہ بزہدے و عبادتے و ترکے نسبت دارد رباعی ازیں جنس میخواندند و حلقے و دستکے برآں میزدند و صوفیان ہمبراں اضطرابے میکردند و رقص میکردند۔

از مضمون بیتے کہ از آں صوفی در رقص آید مقام و مرتبہ او را دانست

(۴۲) و آنکہ گویند اگر خواہند کہ بدانند کہ ہر یکے در کدام مقام است سماع در دہند از اینجا معلوم شود ہر کسے از کدام بیت میجنبد بدانند کہ ایں مرد آں مقام دارد۔ مثلاً بیتے مبنی از زہد است صوفی بداں اضطراب کند و بجنبد بدانند کہ او مقام زہد دارد و کذالک خوف و کذالک رجا۔

واقعہ بیعت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار در سماع

(۴۳) خواجہ ما شیخ قطب الدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز را بیتے از جنس تسلیم و رضا گفتند۔

بیت

کشتگان خنجر تسلیم را ہر زماں از غیب جانے دیگر است

دوازدہم ربیع الاول در خانہ قاضی حمید الدین ناگوری قدس اللہ سرہ العزیز عرس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود بیتے کہ نوشتہ ایم ایں بیت را گفتند حضرت شیخ را موافق حالت او افتاد ایستادہ تا دمے چندی آمد و می رفت

همدریں بیت سہ روز شنید چہاردہم ماہ مذکور بحکم تسلیم و رضا جان عزیز را
چنانکہ خواست بدست خود سپرد۔ اکنوں نمیدانم تا کدام تسلیم بود۔ تسلیم
اہل محبت بود یا تسلیم اہل معرفت۔ بے نزاع از میان ایں دو تسلیم یکے تسلیم نو
اما تسلیم معاملات آں تسلیم نیست کہ در وبذل روح شود۔ محب با محبوب خواہد
یکے گردد و ایں میسر نہ زیرا چہ بہمہ حال بینہما اثنینیت باقی ماند۔ محب دل
بہ تسلیم دہد با ہمہ سوختن و با ہمہ درد و افروختن ہر آئینہ اینجا محل بذل روح و
تسلیم نفس باشد۔ مگر شیخ ما قدس اللہ سرہ العزیز ہمیں کرد کہ او بما ایں
نمیکند و ما را تدبیر جز ایں نباشد سوز و درد آنکہ آرا انداز تفصیل با اجمال روند
از جزئیت بکلیت روند ہر زماں از غیب جانے دیگر است ہمیں باشد۔
جانے کہ بجاناں زندہ باشد او بصد ہزار جاں زندہ است بلکہ عدد جانہا
در عدد حصر نیاید۔ اکنوں ایں بیت ظاہر بود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز ظاہر
شنید ہمبداں معاملہ کارے کرد کہ لائق ایں بیت بود۔

شنیدن بیت بہ تحمیل معنی۔

(۴۴) اما بیتے کہ بظاہر ہر مقامے و حالے آں اشکارا معنی نباشد آنرا
بہ تحمیل شنوند و خدمت شیخ ما نظام الحق والدین قدس اللہ سرہ العزیز ابیات
را بدیں وضع شنیدے چہ پارسی و چہ عربی و چہ ہندوی۔ معاملتے کہ میان
عاشق و معشوق رود شیخ قدس اللہ سرہ العزیز بہ تحمیل آں شنیدے و ذوقے
کہ لائق آں بودے گرفتے پس او ہمیں ماند۔ میان صوفیان عجب نظارہ
است در مجلسے دہ بیست نفر در جنبش باشند در رقص در آیند ہر یکے
نگرید و ہر یکے نعرہ زند و ہر یکے بر قصد واللہ اعلم تا محمل ہر یکے چیست۔

طریقہ تحمیل یکے اینست از کلی بکلی روند حاصل ایں را برحال خویش برابر کنند ذوقے ووجدانے بداں حاصل شود۔ مثلاً بیتے از وصال است یا بیتے از فراق یا بیتے از حکایت ناز وکرشمہ میکند یا بیتے از خد وخال وقد وقامت او خبر میدہد یا بیتے باہمہ وصال عاشق سیراب نیست۔ اینجا دو طریق است یکے ہمانچہ گفتیم و دوم حالتے خاص دارد آں خاصہ را بایں خاصہ مناسبتے تا بیست آں حکایت ازیں حکایت خبر میدہد۔ چنانکہ پدرے باشد پسرے گم کردہ است قصۂ یوسف علیہ السلام پیش او گویند حال خود را بآں حال برابر یابد ہر آیینہ گریہ و اضطرابے پیش آید۔ وآنچہ از ناز وکرشمہ حکایت است او طلبے و دردے و سوزے دارد بیتے از ناز وکرشمہ کہ میان دو نفر در مجاز میرود ایں را بشنود و اماندگی کہ او راست و دردے و سوزیکہ او راست وافروختنی و سوختنی کہ او دارد و ولذتے کہ او ازاں میگیرد ایں ہمہ را برابر دارد گفتیم بحسب ایں او را ذوقے دست دہد یا گرید یا گردد یا اضطرابے کند جز آں اکنوں اگر ہریکے خواہم گفت کہ گفتہ ام ایں مختصر بہ تطویل میکشد اگر تو فہمے داری او راکے کن۔

(۴۵) در مجلس این بیت گفتند بیت

قلم بر بیدلاں گفتی نخواہم راند ہم راندی

جفا بر عاشقاں گفتی نخواہم کرد ہم کردی

صوفیان عزیز دراں مجلس بودہ اند و خواجہ من ہم بود قدس اللہ سرہ العزیز ہریکے را ذوقے و اضطرابے و گریہ و گشتنئے بودہ است شاعرے احمقے ستورے

حمل معانی اشعار بر مجاز، حقیقت و سماع

راغب خون حالے بر خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی

خرے دراں مجلس حاضر بود او باخود گفت در خیال خویش ایں گماں برد کہ ایں حمل بحقیقت چوں راست آید خدائے تعالےٰ راچگونہ گویند کہ جفا کردی وچگونہ گویند کہ قلم بر بیدلاں راندی فعلی ہذا ایں کفر باشد واگر بر ہیچو خود یست خود سماع مجاز است حرام مطلق است۔ آں مردو مسند ورا ازیں چہ آگہ کہ ایشاں از حالے بحالے روند از حکایتے بحکایتے روند و از کلی بکلی افتند۔ بعضے را اقل ایں چنیں بودہ باشد کہ او گفت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ عمرے در دعا گذشت و در طلب رفت سوختگی بر سوختگی افزود عمر ہمدریں زدود و مقصود بدام نبود بریں امید سالہا ریاضت کردیم و مجاہدہا دیدیم وہیچ مرادے بدام ماندا وندو البتہ طلب در دل القا کرد و سوختن بر سوختن زیادہ گردانید باایں ہمہ امید وصالے درمیان نہ و دیدارے نقدے در پیش نہ وَایْمُ اللّٰہِ من ترا راست میگویم اقل کسے کہ میاں ایشاں بود بدیں صفت بودند۔ کرے خرے متعلمے بے علمے دانشمندے بے دانشے پیرے طفل وشے در مجلس حاضر بود صوفیانرا در ہندوی اضطرابے بود و معنی آں ہندوی ایں بودہ است کہ عاشق وزیں بر۔ ومعشوق وزاں بر۔ درمیاں آبے عمیق ایں عاشق دریا پاک واندوہ و البتہ مانع درمیاں کہ بدونتواند رسید آں وا ماندہ فرو ماندہ میگوید کہ ایں را بحقیقت چہ نہ حمل تواں کرد۔ ایں قدر حس نیست در وے ایں قدر فہم نیست باوے کہ بداند ایں حکایت درد و فراق عاشق ومعشوق است۔ عاشق از طرفے می سوزد و در طلب و دردمی میرد مانع درمیان۔ من ایں دو حکایت برائے چہ آوردم تا توازینجا فہم حمل کنی واحوال منقلبان صوفی و

طالب را بحقیقت بداں کہ ایشاں در وقت خویش بہر لتے و بغفلتے و یا وہ
نہ اند۔ سخن من در طالبان و واصلان و عارفان است تو برائے خدائے را
رقاصان لوند و دہنکان کلندر را درمیان نیاری و بدیں سخن قیاسے نکنی۔

اشارات معانی انواع رقصہا کہ صوفیاں در سماع کنند

(۴۶) رقصے کہ ایشاں کنند دریں چند اشارت بود۔ اگر ہر دو دست را
بالا بر آرند و بگردند و بگرانند و گرد سینہ برند اشارت بدیں باشد کہ کونین را
جمع کردیم بیکجا نہادیم۔ و اگر در عین سماع و ستک زنند اشارت بدیں باشد
کہ کون و مکان را ہیچ باز آوردیم یا خود بریں اشارت باشد کہ ہر چہ کردیم کردیم
ہیچ بدست ما نیامد یا خود اشارت بدیں باشد کہ ما شادمانیم کہ دوست باما
است یا خود اشارت بدیں باشد کہ کار بکام ما است یا خود اشارت بدیں
باشد کہ مصیبت زدگانیم خالی دستانیم۔ و آنکہ پائے میکوبند اشارت
بدیں باشد کہ خود را زیر پائے خود کردیم کہ ما از خود بدر شدہ ایم یا خود اشارت
بدیں باشد کہ غیر خدا را زیر پا کردیم و بکوفتیم و نیست و نابود کردیم یا خود اشارت
بدیں باشد کہ میخواہیم از سفل بالا شویم اما طبع جبلی باز بسفلی میآرد روح میخواہد
عروج کند و قید نفس پائے بندش می آید یا اشارت بدیں باشد ہمہ موجودات
زیر پائے ما است و ما از ہمہ فارغیم۔ گشتنے کہ ایشاں کنند اشارت بدیں
معنی باشد کہ ایں آسیائے وجود گرد انست البتہ بیک صفت بودن ندہد
و دیگر میگردیم ہر طرف و ہر سوئے میجوئیم تا از کدام رہ و از کدام سو در جمال
معشوق نظارہ شود۔ و دیگر اضطرابے است لطیف حادث می شود بسبب
آں اضطراب گشتنے است و کسے باشد میان ایشاں کہ ہر دو دست بستہ رو

درسماع او گوید کہ من ازیں جہاں وازاں جہاں خواستن نتوانستہ ام ہمہ ازاں
بستہ ماندہ ام ودیگر آخادم نہ تارک۔ ویکے دستہا برسینہ نہادہ میگیرد واشارت
بدیں باشد کہ ہنوز من در حفظ دلم دل را نگاہ میدارم تاسجالتے پریشان نشود و
گرفتہ دلم کارے نمی کشاید ودیگر دل را نگاہ میدارم ہرچہ دل فرماید آں کنم۔
ویکے دیگر ہر دو دست در بغل کشیدہ اشارت بدیں میکند کہ رہ من نکشادہ
است وکار من در پیچیدہ است فتح بابے نمی شود ودیگرے چنیں کند
اشارت بدیں دہد محبوب را در بر گرفتہ ام وبا خود در کشیدہ ام البتہ نگذارم
ویکے دست برسینہ زند مصیبت روزگار خویش میدارد ایں در مصیبت است
البتہ مطلوب را در نیافتہ ام وچہ دانم یابم یا نیابم۔ ودیگر اگرچہ یافتہ ام
کار بمراد نیست اوعجب ہوائے من نمیرود۔ ودیگرے ہر دو دست در پس
کند چنانکہ از پس بستہ باشند یعنی من بستہ ام مرا کشادگی نیست وہر روز کار من
پستر می افتد بیشتر نمی شود۔ وآنکہ یک دست را گرد آرد ودوم را گرداند
او میگوید واقفم چیزے پیش می آید وچیزے دست می آید وچیزے دست
نمیدہد۔ وآنکہ او گامے می نہد پیش میرود وگامے میزند پس می آید یعنی حالت
من بریں جملہ است یقدم جلا بو خراخری مصراع

رفتہ رہا نمیکند آمدہ رہ نمیدہد

وآنکہ او آہ زند یا از گرفتگی درونہ است یا تحمل ذوق ندارد از بس ذوق
ولذت فریاد میکند۔ وآنکہ انین میکند از بس ذوق ہم باشد واز سختی رنج ہم بود
وآنکہ خندہ کند یا متبسم باشد وکسے بود قہقہہ از و بر آید یا بر بخت بد خویش

می خندد یا از بس شادی و وجدان است۔ و آنکہ گریہ خالی ہم ازیں وصفت نباشد بر حرماں ہم گرید بر عدم وجداں ہم گرید و بر عدم کمال ہم گرید۔ و آنکہ دست بر دست بکدیگر پیچد چنانکہ کسے گم کردہ فسوس کند یعنی چیزیش بدست افتادہ بود و آں باوے نماند یا خود ماندہ است اما خط از وے نمی تواں گرفت یا خوردہ نمی تواں برد یا خود افسوس و دریغ می آید کاریکہ شایستنے و بایستے کردن آں میسر نمی آید۔ و یکے ہو کند اشارت بدیں باشد او ہو ہو است و جز او دیگرے نیست۔

حالات و واردات کے بہ اقتضائے آں ہا صوفیان در رقص آئیند

(۴۷) و من ایں اشارات کاملاں و متوسطان و مبتدیان گفتہ ام مرد صادق باید بحسب حالت او حرکتے و سکنتے از و زاید۔ و دیگر حالت سماع حالت بے ضبطی و اضطراب و گم گشتگی است دریں حالت چنیں ہم باشد ہیچ باشارتے متعلق نیست بحسب اضطراب خویش بحکم طبیعت ازینہا زاید و اوند اند جز ہمیں درماندگی و اضطراب بحسب چیزیکہ پیش آمدہ است ہماں باشد۔ یکے باشد کہ در سماع در آید در حرکت و سکنت در روے او جمالے باشد کہ ہم دراں حالت نماید و دیگرا قبح صور گردد نباید بدیں حالت و بدیں ہئیت کسے نظارہ شود تا حالت کشف تجلی چہ اقتضا کردہ است۔ و کسے باشد کہ در حلقہ سماع مقصود را او ایر و حاضر بیند۔ و کسے چنیں ہم باشد اما ایں نادر مروے است چنانکہ کسے را معشوقے ہست آں معشوق میر قصد ایں برابر او بحضور میر و د در مجاز تصور کن کہ عاشق را چہ ذوق است بدیں قیاس بحقیقت برو۔ میان صوفیان کسے نظر باز ہم باشد نظر برا ارد و برصورت زیبا

نظرے وابتلائے وارد ومرداں حقیقت ایں سماع را اعتبارے نکنند
درد وسوز او را وزنے نہ نہند کہ مرد صورت پرست است مگر کسے اینجا
کیمیا گری کردہ باشد مجاز را برنگ حقیقت بردہ باشد حقیقت اکسیرے است
اگر بر سنگ زنی وبر خارہ طرح دہی زرے خالص گردد اکنوں ایں کارے
دیگر است تا کہ بود وکہ باشد واللہ اعلم مصراع

اینجا نرسد زورق ہر سودائی

اینجا گفت وشنود نا نیست

(۴۸) ودر سماع باید کسے را مزاحمتے نہد وچناں نرود کہ دہکہ بکسے
رسد ودست وپا واندام کسے آزردہ نشود وہوش داشتہ برود۔ وہر کہ در سماع
دعوی آں کند کہ من بیخبرم واز حالت سماع بیخبر است چنیں ہم باشد
ولکن کالبرق الخاطف وکسے باشد واو را زمن خوانند ومقعد گویند
اما در سماع قوتے نماید کہ صحیح تو لی را آن قوت نباشد وآں وارد است کہ
او را ازو بردہ است واو را در تصرف خود آوردہ است۔ واگر در سماع بکسے
دہکہ رسد اندام او آزردہ شود معلوم کہ آنکس از اہل سماع نیست۔ وباید پیش نظر
مطرباں نگیرد ودر حلقہ فراحمتے نہ نماید واگر ذوقے بتمام ہست گوشہ گرفتہ
بفراغت خود بوقت خود خوش باشد۔ وگریہ بسیار بہ آواز بلند نکند و
اگر آوازے می خیزد زباں زیر دنداں نہد۔ ودر سماع باید سیر خوردہ نباشد و
کذلک پیاز وگندنا ودر حالت جنبش وہش از تنبولے وغیر آں خالی
باید وحمل را بر زبان نگوید۔ وآنکہ در اثنائے سماع گوینده را بدارد قصہ

حرکاتے کہ در سماع صوفیاں را ازاں اجتناب باید و احتیاطہا کہ بکار باید

فروخواند باز گوینده را در گفتار آرد در قص شود ایں مرواز دایره قوم کلّا و جملۃً خارج است
و باید در سماع بغضب و تعصب نباشد و نمودار کسے نکند و نخواهد وقت کسے را
مشوش کند و البتہ قصد آں نباشد کہ ہمیں من در سماع باشم و دیگرے نہ در سماع
ازاں ہمہ است۔ و اگر کسے را در سماع بیند ہزلے و تبسمے ایستادہ است اگر
بر سینہ اش دست زند و بر رخش طپانچہ فرود آرد شاید۔ حکایت ذوالنون
رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بالا رفتہ است۔ و در سماع طریقہ مخنثان نجنبد
و ضروب لبساز ایشاں نزند و البتہ دراں کوشد کہ بہ ترتیب رود اما اگر در آوازن
موسیقار یا در گفتار خردہ ذوقے باشد آں از قبیل نغمہ است آنرا اعتبار کردہ ایم و
آنکہ گویند خوجا گرید و میراں گوید و مرزا گوید خود را بداں ندہد و آنرا محملے برخود راست
نگیرد۔ و میل در پارسی و عربی باید بیشتر از ہندوی بود و آنکہ در ہندوی سخنے
فاحشے باشد اگرچہ محمل درستے دست دہد اعراض ازاں بہتر برائے آں
چیزہا خلوت لایق تر است و تنہائی مبارک تر و سماع باید حضور عورتے نباشد
و اگر خود گوینده ہماں عورت بود فعلیک بالتوبۃ والاستغفار اما اگر
از ورائے حجاب و ورائے سرادقات بغیر آنکہ ترا قصد اصغا باشد در گوش
افتد و ترا دراں لذتے باشد آں مستثنیٰ است۔ و آنچہ از روئے شرع
میان فقہا اجماع بتحریم آں است چنانچہ بعضے مزامیر از آں نیز بجد محترز باشد
خصوصاً کسے را کہ از اہل ارشاد و دعوت بود۔ و مجلس سماع را احتیاط کند کہ در
دروازہ و غرفہ و دریچہ عورتاں نظر نکنند کہ آں شومتے عظیم دارد شوم نظر انند
و ہوا پرستانند و اہل ابتلاء شہوت اند بہمہ وجہ روئے از ایشاں

گردانیدن واحتراز از ایشاں از واجبات کار باشد۔ ودر سماع گہے سر گرداند وچہرہ پیچاندازیں نیز احتراز باید۔ واگر میسر آید گوینده ہم از قوم بود زہے کار۔ ونظر یا بر گوینده دارد یا منحصر ہم بدل خویش کند ودراں کوشد تا در سماع جامہ کوتاہ پوشد۔ وبرائے سماع را اختیار شب بہتر باشد زیراچہ استتار حالے ہست۔ واگر شخصے بود کہ بر وآینده وروند بسیار است اورا روز شنیدن بہتر زیراچہ بآینده وروندہ پریشانی وقت ہست بدل آں پریشانی اگر ایں جمع دست میدہد نیکو کار لیست۔ ودیگر البتہ مستمع صاحب فراست باید کہ او بفراست خود مستمعاں را ودیگراں را تفرقہ تواند کرد میان ایشاں مستحق وبادر کمیست وخود نما ہوا پرست کہ واگر یکے بلباس قبا و یکتا باشد واو بذوق سماع مستغرق باشد وذائق از حال بود تو او را نااہل مشمری وخواہی کہ اورا مزاحمتے کنی آں غلطی فاحش باشد۔ واجابت دعوت سماع از ہر مستدعی نکند دراں خانہ کہ از ہر جنس مردم جمع اند صوفی بذوق سماع درمیان درآید مبارک نباشد مشاہدہ نماید فالاحتراز اولی۔ ودیگر دراعراس وولایم کہ مرداں آں جا وکنند واز ہر جنسے مردم درآنجا حاضر شوند بحسن عبارت خفیہ احتراز گیرد۔ وگفتہ اند بے اجازت مضیف بدر نشود اما اگر بیند کہ مجلسے ناساز وار است جائے گفت وشنید نیست دریں محل اجازت طلبیدن حاجت نباشد البتہ رہ کار خود گرفتن بہتر۔ وآنکہ سماع اول خیزد اورا باید دانست کہ خیر وشر آں مجلس را او حامل است وآنکہ اول خیزد باید ایں چنیں باشد کہ واہب ذوق تمام مجلس باشد اگر بعد از گرفتگی در سماع شود آنرا در گلوئے او پیچیده او را شوم قدم گویند۔ چنانکہ از نظر عورت احتراز واجب است ہمچناں از

چنانکہ از نظر عورت

احتراز واجب است چنانکہ از نظر مرد فقیہ

نظر مرد فقیہ ۔ عجب مردیست او و عجب شخصے است او اضطراب و گریہ و اندوہ و
حزن را لعب می نامد ۔ چنانچہ عورت نظر بر رقص و گردش او می کند او ہم بریں صفت
است ۔ شنیدہ کہ مصراع

نامرداں را ازیں قدح رنگے نیست

ایجاد نغمہ و اشتہار ... بد ولیان از نغمہ تزنت شود

(۴۹) اے عزیز اصل وضع موسیقار بر چند چیز آمدہ است ۔ یکے آں کہ
شخصے را حزنے و اندوہے پیش افتادہ و غمی و دردے روے نمودہ او بطبیعت
بحکم جبلت انینے بہ آہنگے حزینے میکند ہم ازیں جملہ ایں انین حزیں را طولے و
عرضے و انتہائے و ابتدائے بر بستہ اند پردہ و راگ نام نہادہ اند ۔ دیگر حکیمے
دیدہ بودہ احساس کردہ بلند بر آمدہ است بادے بر و میزد آہنگے از وبر می آمد او
بریں قیاس چوبے و نئے را تراشیدہ بروزن حلقوم نائے ساخت و او را
سوراخہا نہاد بداں بر بست دم درو انداخت از و آوازے خاستن گرفت از
کثری و راستی و پری و تنگی آوازے مستقیم کرد ۔ ہمچنیں گویند شاید کہ روندہ سالکے
بمشاہدہ خویش احساس ہم کردہ باشد ۔ آنجا کہ ہر ہفت فلک یکجا جمع اند از گردش
ایشاں آوازے میخیزد چنانچہ اینجا گردوں میگردد و آنجا کہ چوب و آہن است
آوازے میآید ہمبریں مثال است و اگر آں آواز اہل دنیا شنوند سخن در حیات
ایشاں باشد ۔ و چنیں گویند داؤد علیہ السلام بہ انواع آہنگ داشت چنانکہ
از چنگ و از رباب و از نے و مشکک و از غیر آں میخیزد ہمچناں حلق زدے چنانکہ جملہ
خلق در پس شنیدن او بودندے از جملہ خطرات و ہوس باز ماندہ بودندے
فداری ابلیس بر ابلیس نالیدند کہ وسوسی ما را با بنی آدم مساغ نیست و نماند

زیرا چہ داود علیہ السلام آہنگہا پیدا آوردہ است کہ مرد ما ترا از خود بردہ است۔
و ایشاں را مساغ نماندہ است کہ وسوسہ مار او در دلہاے ایشاں جاے شود و
با غواے خویش ایشاں را توانیم برہ خویش آوردن ابلیس آمد گوش نہاد احساس
کرد کہ ایں کار آں کار است کہ مردم ہمہ از خود روند بدیں متعلق مانند آں بدبخت
رفت ہم بر مثال آں مزامیر ساخت اہل ہوا و لذت و مبتلایان حسن را برہ خود
آورد۔ کلیہ است تو بدانی چنانچہ شاعر حسن معشوق و کرشمہ و ناز و نیاز و ار را
در شکل و رفتار و گفتار او را معاملتے کہ میان عاشق و معشوق میرود از جنگے و صلحے
و خشمے و جفائے و وفاے و دل دادنے و انکار کردنے و قبولے و ردّیے و
در شکنے و غمزہ زدنے و رفتار و گفتار و لحظہ و چشمک و اشارت و عبارت کہ میاں
ایشاں است در گفتار می آرد ہمیں قیاس او گفتار موسیقار ایں عبارت را
اشارت آہنگ و آواز بر بستہ است شاید ایں تا یل و ضع ہم ازیں حال
خبر ندارد اما واقعہ ایں است از آہنگے بہ آہنگے کہ میرود و از پردہ بہ پردہ کہ شود
و بر تو رنگے بر اگسے کہ می انداز و ہمیں را ہنر می پندارد بعد آنکہ ایں جملہ درست
شنید آنچہ ما گفتیم ہماں تمامتر می آید اما ہر کسے اینجا فہم نبرد استادان ایں کار
اینجا فہم نبرند دیگر خود کیست ۔ محمد حسینی سلمہ اللہ تعالیٰ الیٰ یوم التناد بحق
شفیع العباد مبتلاے ایں کار است و در وقت و رقت ایں بسیار فرو رفتہ
است ازیں دریا ایں گوہر ثمین را بیروں آوردہ است اگر ترا ایں لطافت طبع
و ایں ابتلا باشد بدیں لطیفہ رسی و اگر نہ ماہران ایں کار ازیں غافل اند۔
خبر ندارند کہ ایں چہ سخن است ۔ صورت ایں کار بر من تجلی کردہ است بشاہدہ

سبب اثر نغمہ بہ تنہائی سے اس پر سمع

دیدہ ام و دانستہ ام ایں از ظنے و تخیلی نیست ایں از تحقیق و یقین است چنیں گوئیم در انسان پنج چیز است روح و دل و نفس و طبع و عقل چوں گویندہ بیتے و نغمہ باں یار کردہ گوید روح در نغمہ برود و دل در حل بیت شود نفس در راستی و کثری شعر بیند عقل در حکمتے کہ شاعر بر بستہ است و راں نظارہ کند و طبع در راستی و کثری موسیقار آویزد ہر پنج غذائے خویش یابند ہر یکے بذوق خویش مشغول شوند مخاصمت از میان برخیزد آرامے و قرارے و اطمینانے در بنیہ انسان شود ابتلائے اہل دل بسماع موجب ہمیں است وجز ایں ہر عملے کہ ہست یا غذائے دل است یا غذائے روح است یا غذائے نفس است باقی ہمہ مخاصم اند۔ ہم سبب ایں است در ہر کار یکہ باشی ثانی حال ملال افزاید مثلاً حلوہ غذائے نفس است تا انجا کہ نفس نواند ایں را بسر برد بعد آنکہ سیر آید ملول شود۔ و کسے باشد در سماع بنیہ او ہیچ بدیں اغذیہ متعلق نشود وارد سے از آں طرف بیاید ہم یکبار اور از دے برو ہمہ روح ویرا نے و ہمہ دل و انوار او باشد اینجا شئے مائی را دخلے نیست

اقسام سماع سہ سماعان

(۵۰) سماع بر سہ نوع است۔ یکے را ہاجم گویند کہ بغیر حیلے و بغیر محلے ابتدائے سماع بمجرد قول قوال از دست برود اضطرابے فاحشے پیش آید کہ مردم رابے ضبط کردہ او زاں موسیقار از دست بردہ دیوانہ وار سازد۔ و دیگر سماع است وارد سے در آید آں وارد را مورد علیہ یا فرو خورد تا کال گردد یا ہماں وارد را غنیمت شمرد فی الحال در پے وارد رود۔ و سماعے است کہ بموافقت اصحاب در آید و موافقت اصحاب کردن بچند مصلحت

باشد یکے آنکہ ایشاں در وقت اند رحمت من اللہ بر ایشاں نازل است
ایں نیز رود موافقت کند تا ازاں نصیبے ونسیمے یابد ہر کہ در جمع شرابخواران باشد
کہ ہیچ نقد وقت او نیست پیالہ وجرعہ ازاں نیاشامیدہ است اما از نسیم
شراب نصیبے گردد حرکات وسکنات کہ مستاں کنند ازاں او را نصیبے باشد
ہمبریں مثال موافقت اہل سماع را بداں وہمچنیں موافقت کنند برائے آنرا
کہ از تواجد بوجد رود واز توافق بوفاق شود۔ ودیگر یاران در سماع باشند
او فارغ ایستادہ ماند از میان ایشاں بیگانہ نماید وبیگانگی شرط یگانگاں
نیست با ایشاں ہم موافقتے کند تا از ایشاں جداگانہ ننماید۔ ودیگر ایں چنیں
ہم باشد کہ دراں حالت بر سخت دلی وکدورت نفس خود بگرید کہ اصحاب در
ذوق ودرد بکار خدا بردہ ومن محروم ماندہ ایں نیز از دردمندی خالی نباشد
واز سماع محروم نماند۔ اگر مردے فریضۂ نماز میگزارد ودیگرے بہ نیت نفل
باجماعت موافقت کند ثواب آں جماعت یابد ورحمتیکہ دراں جماعت
نازل شدہ است او دراں شریک باشد سماع را ہمبریں قیاس کن۔

بعد از سماع دل خود را گرد آرند در خیال خود را بمقصود قائم دارند

(۵۱) بعد از سماع باید کہ دل را گرد آرد وبخیال خود مقصود تمام دہد اینجا
فتوحے است متجربہ تواں دانست ایں چنیں نباشد ہماں زماں سماع شنید
نعرہا زد گریہا کرد رقصہا نمود ہمدراں ساخت بخوردنی وآشامیدنی وبہرجے
مشغول شود نہ ایں کار اہل سماع است ایں چنیں مرداں ازیں دایرہ بیرون
اند۔ اگرچہ یلوح ویروح گفتہ اند آں لائحہ شد اگرچہ او صفت بروح گرفت
اثر شش باقی ماند۔

احکام مزامیر
حسن صوت

(۵۲) مشکک و دف میان فقہا وسعتے و فسحتے دارد اما مزامیر دیگر آنرا باتفاق فقہا محرم گویند۔ اگر شنونده اہل دل باشد فالامر مفوض الیہ او گویدان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ چوں درون ایں حمی کہ محرم حریم اوست او بلطف دل آنجا مدخلے دارد اینچنیں فتوی ندہند اہل دل انند و آں کار حوالہ ایشاں باشد۔ اما ایں قدر تواں دانست کہ دریں محرم تلوثے نیست باد ہوائے بہوائے میرود و در تحلیل و تحریم آں متعلق شدن کارے زیاد نیست چنانکہ یکے بصحرائے و سبزہ و باغ روانے میرود و موانست میکند و از انجا حظے بر دارد مزامیر را نیز براں قیاس کند۔ و اختلاف فقہا دریں باب است۔ مزارے حکیمے ساختہ است تمام بصورت آدمی بعد آنکہ ایں مزار در کار میدارد آنکہ بچشم نسبت دارد تاریکہ انجا ربستہ است آوازے می خیزد کہ تمام حکایت از چشم و از غمزہ و کرشمہ میکند ہمبریں مناسبت سینہ و دست و پاے۔ ایں چنیں را حرام یا حلال یا مکروہ گفتن بحث زیاد نیست و آنکہ از درونہ او آہنگ موسیقار خیزد و او بحسب وقت خویش آنرا نوازد اینجا نیز سکوت است جائے نفی و ثبوت نیست۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود زینوا القرآن باصواتکم اینجا فقہا گویند از قبیل قلب است ای زینوا اصواتکم بالقرآن فلیکن از قبیل قلب شو گو باز تزین صوت بقرآن آمد۔ بمشاہدہ و تجربہ دانستہ شدہ است مقری ایں آیت بخواند لا تقنطوا من رحمۃ اللہ باہنگے لطیفے رقیقے ہر کہ بشنود از گریہ و از آہے و از حضورے خالی نباشد۔ و چنداں امیدواری در سینہ او

افتد کہ انرا اندازہ نیست بشہقہ و نعرہ ہم کشند و بداں دستارے و خرقہ بر مقری شود نہ آنچہ ایں تزئین قراں بود بصوت و بر عکس آں کسے خواند شاید نادانے باشد کہ بر ہکار شود گوش ہم نہ نہد بگفت و شنبد و بخوردن و آشامیدن مشغول ماند۔ داود علیہ السلام زبور را بالحان خواندے قصہ مشہور است کہ جہانے آنجا بدل روح کردے و اگر بغیر آہنگ خوانند ہمانچہ گفتیم ہماں است چوں حسن صوت معجزہ آمد معجزہ شئے حسن باشد بلکہ احسن او را احرام گفتن یا مکروہ گفتن از حد عقل بیروں باشد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میگذشت ابو موسیٰ اشعری درون خانہ خود کلام اللہ میخواند الحانے خوش داشت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایستادہ شد زمانے خواندن او را شنید بعد آں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باوے گفت تو میخواندی و من ایستادہ بیرون شدہ می شنیدم او گفت یا رسول اللہ اگر میدانستم تو میشنوی من خوشتر و خوب تر میخواندم لحبرت تحبیراً ازاں حکایت کرد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در باب او فرمود لقد اوتیت مزماراً من مزامیر ال داود۔ آہنگ داؤد علیہ السلام را مزمار نام کرد از انچہ من گفتم داود صلوات اللہ علیہ بہر آہنگے حلق بزدے۔ آل داؤد گفتہ است ہر جا کہ خوش خوانے بر اوزان موسیقار تواند خواند از آل داؤد علیہ السلام باشد گفتہ اند رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قران را در پردہ حجاز خواندے۔

صوفی را در مجالس و محافل آہنگ و نغمہ کردن نشاید

(۵۳) والبتہ نشاید صوفی را خصوصاً کہ باعزت و وقر باشد در مجالس و محافل شنید آہنگے کشد و نغمہ برگیرد و بر وزن موسیقار اہتمام نماید کہ ایں صورت استخفاف

وارد است چنانکہ صورت انکاری نماید و چنانکہ ایں کار کسا نیست کہ در صورت مستخف و مزدوری اند اما اگر اصحاب یکدگر باشند آں صورت علیحدہ است۔ و دیگر ایں قسم را پیشہ نسازد چنانچہ غزل و شعر را ایں ہر دو آں عمل دارند کہ بہ طبیعت دل را فرو میگیرد و مردم از حضور و مراقبہ محروم ماند۔ دل یک خزانہ دارد و در و جز یک چیز نگنجد و نیز صوفی را نشاید در نشیند تا جلدے و دیوانے از شعرے و غزلے نویسد و ہم ہمچنیں دریں کہ قولے و ترانہ و غزلے و صوتے پردازد۔

سماع را پیشہ نسازند و در سماع بیکار و تکیہ منشیند بلکہ در مراقبہ مشغول باشند

(۵۴) و البتہ سماع را پیشہ نسازد و ہر روز و ہر شب سماع را نشنود و بقصد احیاناً ایں کار باید کردن چنانکہ از حکایتہائے مشائخ شنیدہ۔ بزرگے گفتہ است ولا تکثر الجلوس فی السماع فانہ ینبت النفاق نفاق آں باشد کہ دل را مزاحمت کند و او را بدورہ ابتلا شود خالص بحضور ذکر و مراقبہ نتواند شد و در اثنائے سماع دل بند کرند چنانکہ از کبراویاں دیدہ باشی شنیدہ باشی در اثنائے سماع بر ضرب سماع الا اللہ الا اللہ میگویند ایں سماع نباشد ایں ذکر باشد بروزنے خاص فتوح سماع ایں جا ہا نظارہ نشود اگر تاثیر باشد تاثیر ذکر بود۔ اے عزیز سماع عشقبازیست کہ مردم بخیال یا بحضور با معشوق میردد و اینجا ذکرے و فکرے را مساغ نیست بازیچہ بحق و حقیقت ہست اگر آئی دانی۔

و در سماع چنانچہ حمل نظیر بر نظیر گفتہ اند حمل نقیض بر نقیض ہم ہست

(۵۵) و در سماع چنانچہ حمل نظیر بر نظیر گفتہ اند حمل نقیض بر نقیض ہم ہست یعنی اگر از وزن موسیقار یا از گفتار بیت قایل را قربتے و وصلتے معلوم و مفہوم شد او کہ ازیں دولت محروم است اضطرابے میکند و گریہ میکند بر نیکہ قومے چنیں اند من ازیں دولت محروم و یا یکے بدولت قرب و اتصال رسیدہ است در گوش او

حکایت افتراق و بعد سماع می شود ہم براں قیاس حل است اینجا شکرتے
ونعمتے وراحتے وخوشی وذوقے دست میدہد اگرچہ مسموع براں حکایت میکند
وآں مردم کہ از حقے وحقیقتے خبرے ندارند ایشانرا بہ طبیعت ذہولے ورقتے
میباشد بداں ماند چنانچہ شتر بآواز دف وحدا مستاں می شود وچنانچہ
مارسیہ وغیر آں از حیوانات آنچنیں طبیعت در وے موثر است وآں آدمی
راکہ ایں نیست غلظت وتکیمت وقساوت بروے غالب است بیت
سعدی رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بیت

شتر راکہ شور وطرب در سر است　　اگر آدمی را نباشد خر است

داؤد علیہ السلام کہ سکینہ را استقبال برقص کرد از غایت فرح بود رسول اللہ صلی اللہ
وآلہ وسلم کہ در طواف رمل کرد از بس خوشی بود غنچہ کہ میشگوفد بوے خوش
درونہ او غلبہ میکیند او طبیعت میکشاید انسان قابل راہمبریشاں قیاس کن

در سماع آب نہ نوشند

(۵۶) ونشاید در سماع اگر تشنگی غلبہ کند جرعہ آب نوشد ونشاید دہن ولب
درجنبیدن باشد بریں مثال مگر چیزے میخورد واصحاب میجنبند ترا اقل سر کے
باید جنبانید

در سماع کسے را تنہا نگذارند، اہتمام کنند کہ در سماع نیفتند وآداب سماع

(۵۷) در سماع کسے را تنہا نگذارند والبتہ دیگراں با او موافقت نمایند
والبتہ در سماع اہتمام باشد کہ نیفتد واگر کسے از سبب تیز گشتن ویا بقوت وارد
افتاد صوفیان از وماجرا استانند واگر افتد او را افتادہ نگذارند البتہ در آیند
باحترام برگیرند۔ واگر او خود را بزمین زند او کسے است کہ خود بزمین زند خود
برخیزد واگر ایں کار را پیشہ سازد او را بگیرند ہماند اینش گردن ندہند اگر

البته زور میکند برائے این کار را و رانگیزند از مجلس بیرون کنند۔ واگر کسے است
که او از غلبه شوق و وارد از مجلس بیرون میفگند اصحاب موافق شده با او بجنبند
اما این تا حدّ و راست و اگر از آنهم میخواهد بیرون افتد گرفته ستم کرده درون آرند
و آنکه خرق خرقه کند یا بیرون کشد از برو دهد بقوال جامه دگر برا و بندند تا آں پارگی
پنهاں شود و برهنگی او پوشیده گردد۔

(۵۸) و نشاید صوفی را در سماع خود هم سرودے میگوید و برقصد۔ و نشاید
صوفی را که از گوینده تبعین بیتے طلبد و گوید در فلاں پرده و یا فلاں راگ نواز
ایں کار غیب است هرچه از غیب آید بے عیب است و هرچه باختیار تو
باشد معلول بود۔

(۵۹) و در رقص پا بر زمین سخت نزند و خود دستک آنچناں نزند که آوازش مخل
حاضرانش افتد۔ واگر بر زمین سخت زند تحمّل پاے بر پاے کسے آید پاے آں
مسکین از دست تو آزرده شود و دیگر اگر سنگریزه تیزے و یا خارے و سوزنے باشد
تو پاے سخت زنی او چناں در پاے تو خلد که تو درمانی و تا کار تو بکجا کشد۔

(۶۰) واگر با تو صوفی در سماع بحضور آید خواهد که تو با وے موافقت کنی
و ترا ذوقے نیست ترا موافقتش باید کرد و لیکن آنچنانکه آں یار همچنیں داند
که آں ذوق است و بالذت است آنچناں نرود که او داند ذوقے ندارد
لستم است که ایں را می جنبانم واگر تو بحضور او گرم روی گرمی او کم نشود و اگر
در تو سرد لیست گرمی نیست ذوق ندارد تو بداں صورت بریں سوخته گرم دل
بریں صفت شوی نه آنکه عکس سردی تو بروے زند گرمی آں مسکین برا کند

آداب دیگر در بارۂ رقص

واگر تو گرم دستی نمائی شاید حرارت آں سوختہ بوہم آشنائی با تو پرتوے و عکسے زند تو نیز بداں محظوظ گردی۔ واگر یارے دوستے بحضور میرود تو یکے از ایشانی باید کہ دست وپاے چناں زنی چنانکہ ایشاں زنند حرکتے دیگر پیدا نیاری کہ آں مشتت و مفرق افتد۔ واگر کسے ازیں گروہ بگرمی وقت خود درمیان حلقہ تیزی وگرمی رقصد معذورش دارند اصحاب بحال او تبرک کنند۔ وسماع را نگہ دو نماند وچناں نہ رقصد کہ حاضران ملول شوند وگویندگان ماندہ گروند ایں نوع روزگار موجب نقار کبار باشد۔ واگر در بیتے و نغمۂ ترا ذوقے ہست و می بینی اصحاب راغیست ایں را باید کہ فروخوری برائے اضطراب وزیادتی کار را باید کہ جدا گانہ شوی۔ واگر ذوقے ہست و دیدی کہ اصحاب ہم ذائق اندو راحتے ولذتے دارند۔ ایں محل آنست کہ جرعہ چند بکام تو شوند وازیں جام تراستی و ذوقی باشد۔ والبتہ اہتمام کردہ اگر تو در سماع ہستی و ذوقے بادج برآمدہ ہمدراں حالت دراثنائے آں لذت و ذوق بگیر برخود و بہ پیچ در دل و حال بنشیں باہمہ سوختگی وباہمہ درد و لذت و شوق۔ واگر دریں میان اصحاب را ذوقے افراطے ہست وتراہم دراں تفریطے نیست ذوق بر ذوق افزاید و راحت بر راحت درگیرد و شوق باشوق آمیزد وہمسریں مثال اگر صاحب ذوقی بدانی دریں چہ مزید است وچہ راحت است۔ شنیدۂ میاں ہوا پرستان کہ ایشاں گویند اگر فحل بر حورائے شیند و انزال کند و خیزد آں حور او مادہ خرے نماید واگر بر مادہ خرے بغیر انزال جدا شود آں مادہ خر در رغبت او حورائے نماید

سماع صورت عشقبازی است

(۶۱) اے عزیز گفتہ ام سماع صورت عشقبازی است اگر باکسے عشق داری

وترا با او اختلاف معاملات افتادہ است آنکہ سماع کار نیست و آنکہ گویند
بجوئے درجائے یا چہ و چہ آں وظیفہ سماع نیست آنمرد را وظیفہ بہتر در دہ بہتر گوشہ
خانہ بہتر۔ در باغ کسے شود کہ او را اضطراب نظارہ سرو و یا بوئے گلشنے باشد
و اصحاب را نیز ایں قدر بباید کردن کہ سماع را ایں قدر نگیرند بمانند اگرچہ ذوق
ہمہ را است کہ گویندگان تنگ آیند بجاں شوند و استادگان را کمروبا در شود۔

(۶۲) و در سماع بیتے نخواند و نام کسے نبرد اگر نام پیر در زبان رود شاید
و باید در سماع کہ آید بے تعلق باشد آں قدر کہ او را دا و باشد کہ اول وقت را
یا آخر وقت را بجا آرد و آنکہ در سماع آید کہ فارغ کند بنشیند و اگر ورد ے باقی
ماندہ باشد ضرورتاً برائے اتمام آنرا بیروں می باید شدن ولیکن آں مراحل
جمع را مخالف جمع باشد و میان نماید و سبب تفرق و تشتیت بودہ باشد
دیگرے را ہم ایں بباید کہ بخیزم چنیں و چناں بکنم علی ہذا مجلس بشکنند و تفرقہ
و انتظارگی پیش آید چوں قوالان چنیں بینندگان دوگاں ایشاں ہم
بروں شوند در سماع احجاف شود خصوص کسیکہ او سر است خلق را بر و نظر است
و اگر میزبانے است ساعتہ فساعتہ بطعامے و بمیوہ و بشیرینی و خوشبوئی
پیش آیند۔ و اگر عرس است تبرک بروح کسے است کہ عرس او کردند
اینجا ہمیں مقصود سماع است طعام و غیر آں بطفیل سماع۔

(۶۳) و اگر در سماع ارذل الناس راہ زنے شود و او برخیزد ہمہ را لابدی
است می باید خاست بس آں او را بطریقہ بہتر دفع باید کرد۔ کسے را باید
کنارش گیرد آہستہ آہستہ با او بباید یکجا در جمع بنشیند۔

سماع را ایں قدر نگیرند کہ گویندگان و دیگراں تنگ آیند

در سماع اوراد و وظائف خواہ آورد و بے تعلق زود فارغ شود و بے ضرورت شد بیروں نرود

در سماع اگر ارذل الناس ... ہم برخیزند ... وقت نمودہ برخیزند

برائے سماع مکانے محفوظ و مصئون باید

(۶۴) و برائے سماع را مکانے محفوظے باید باد گزارے صحنے کشادہ نباشد والبتہ بالا چیزے برآوردہ باشد اگرچہ مظلہ باشد یا در صفہ شنوند صحراہا سماع گیر نباشد۔ آواز ہوا گیر و در دل نیاید اگر ہوا را گرفتہ باشد آواز در کہ خورد باز گردد محل نزول او ہمیں دل است والبتہ اطراف مکان سماع بچیزے گرفتہ باشد و اگر صحرا است و اگر نہ ہماں دیوار خانہ بسندہ است۔

اگر کوبے را و ستار جدا شود او را بحال او گذارند

(۶۵) و اگر در سماع کوبے از دستار جدا شود باید کہ خود بدست خویش باز پیچ نگذارد کہ دیگرے بیاید پیچد و نگذارد کہ پابند گلو گیر او شود و اگر فاحش کشادہ است بکشاید تمام را بزمین اندازد۔ و اگر سوئے گویندگان پرتاب کند آں جامہ ہم از ایشاں باشد و اگر بزمین امانت نہادہ بود فالامر مفوض الیہ اگر مرد باہمت و حمیت و مروت است قوالان را خواہد داد و اگر مرد بجہت خست و لیل گویداو واند

سماع و رقص در مسجد نباید و مستقبل قبلہ و قبلہ را پشت کردہ نہ نشیند

(۶۶) و سماع و رقص البتہ در مسجد نباشد۔ و برائے سماع را کہ شنید آنکہ متوجہ الیہ مردم ہستند ایشانرا باید مستقبل قبلہ نشینند و قبلہ را پشت ہم ندہند و قبلہ در احد الطرفین باشد و مطربان را نیز باید مستقبل قبلہ نشینند۔ و در مجلس با مطربان در اصطلاح مطربان سخن نہ گوید کہ موجب استخفاف حال او باشد۔ والبتہ کسے را در مجلس آرند کہ مردان بزرگ را ذوقے و رقتے حاصل شود۔ البتہ عظمت و حشمت ایشاں مانع است تا کسے مقدم شود آنکس برخیزد تا ہر کسے بوقت خویش شود و سماع بستہ نگردد۔ والبتہ جام ذوقے را افراغ نکند و اگر قوۃ طیرانے باشد در مجلس ارائت آں نکند و اگر بر ضمیر کسے مطلع شود آنرا بیرون ندہد

اظہار خرق عادات بہ کسی نوع در مجلس سماع مناسب نیست

اظہار آں نکند و آں اطلاع را از تفرقہ حال خود شمرد و از بے ذوقی نقد وقت داند۔
و آنکہ او تنہا سماع شنود با او کسے نسبت اوست و گوینده نکو سماع است آں
اما در شراب ذوق وقتے است کہ با حریفاں باشد تنہا خوردن چنداں لذتے
ندارد سماع کذلک و در تنہائی جز اضطراب بر خود زدن و پیچیدن دگر کارے نیست۔

(۶۷) و باید در سماع گوینده ہم با طہارت باشد و بچیزے آلوده نبود و اگر
آلوده باشد با ستخفاف از مجلس بیروں کنند۔ و البتہ در سماع کہ آید از خانہ خود
چیزے بخورد و بیاید و براں وعده کہ کرده باشد ہماں وقت حاضر شود۔ و در
استدعاہا کسے را برابر خود نبرد۔ اگر مردے معتبر باشد برابر او کودکے بود کہ مصلائے
او در رومیال دہا بیزار او را گرده آرد او را با خود در مجلس نہ نشاند مگر مضیف گوید و اگر
ملازم حال او باشد و مزاحم وقت او شود کہ بباید کہ او را بروں گذارد با صاحب
ضیافت بگوید کہ یکے برابر من آمده است اگر اشارت تو باشد درون طلبم و اگر
او نطلبد او را درون نیارد و بدیں از صاحب ضیافت نرنجد۔ دریں چند
چیز ہست یکے دریں باب حدیث است اگر شخصے در خانہ ضیافت بغیر استدعا
در آید دخل سارقا وخرج مغیرا دزدانہ در آمده باشد و غارت کرده
بروں شود و دیگر خصم خانہ برائے چندے را معین طعامے پختہ دیگرے بیاید
مزاحمت دہد او طعام کہ او را نخوراند نہ آں کہ بر مضیف گراں افتد و او از مردم
خجل ماند۔ و دیگر مجلس است ہر کسے محرمی و آشنائے را طلبیده است و بایستہ
و خواستہ را طلبیده یکے نابایستہ و ناخواستہ در آید نہ آنکہ مملل و موحش
الیشاں افتد۔ و آنکہ بغیر استدعا در آید سخن در اباحت اکل اوست اگرچہ خصم خانہ

بسماع گوینده را
با طہارت بودن ضرورت
نیست
در دعوت کسے
دیگر را بے اذن صاحب
دعوت ہمراه خود نبرد

یا ذل بود و بدیں نہا نپردار داما اور اچہ میگوئی کہ او آں طعام خورد او ہم بے مروت کسے باشد و بے شرم و بے حمیت کسے باشد۔ در نفس مردم آں عزت باید کہ صوفیاں کردہ اند اگر طعام کسے خورند پس آں مزد وندان طلبند یعنی وندان برائے طعام ہر کسے بجنبد برائے طعام تو بجنبیدہ مزد وندان باید برائے شکرانہ را مزد وندان نام نہادہ اند۔

ادابِ نشستن در مجالس و مجلس طعام

(۶۸) و البتہ قصد آں نباشد کہ در مجلس در آید و صدر گیرد چنانچہ علی العموم میاں مرداں دیدۂ بلکہ اہتمام دراں باشد کہ صف نعال اختیار کند و اگر مرداں معذور ندارند بصدر طلبند باآں ہم در صدر ہمچناں شنید کہ نگینہ در انگشتری چندے گذارد و در صدر خود فرود چندے شنید۔ اگر مرداں در صف نعال البتہ نمیگذارند بالای طلبند دریں محل ہم نہ پیچد نماند کہ بالانخواہم آمد۔ الضیف کالجمل گفتہ اند مجلس حیث مجلس۔ و اہتمام او دراں نباشد کہ نخست طشت پیش او آرند و پیش ہر کہ برند او بداں راضی باشد۔ و اگر در مجلس بزرگ ہمواست و خلق ہمہ متوجہ و متعلق او اگر نمیرود و در صدر نمی شنید ہر جا کہ او می شنید صدر ہماں جا می شود بہتر آں باشد کہ تکلف نہ نماید ضرورت برود در محل خود شنید۔

ادابِ طعام خوردن در مجالس دعوتہا

(۶۹) و در طعام لقمۂ اول در دہن خود نکند بگذارد تا مرداں در خوردن شوند بعد آں لقمہ در دہن خود کند۔ و در مجلس اگرچہ اندک و اند کتر خواہد خوردن اما نشستن بداں وضع باشد کہ حاضراں گمان برند کہ تا چہ قدر خواہد خوردن و چہ قدر لقمہ بر خواہد داشتن اگرچہ لقمہ اندکتر بر خواہد داشت۔ اما طریقہ استنکاف نہ نشیند کہ مرداں دانند چیزے نخواہد خورد آں ساز متکبراں و متجبراں و خود نمایانست و

صفتے بمردمان نازنین ہم دارد آنرا کہ عروسکان نام نہند۔ و لقمہ بزرگ نستانند کہ
ایں بحرص نسبت دارد لقمہ موازنہ گیرد و خورد۔ نخاید پیش از آنکہ مرداں دست بکشند
دست نکشد تا آخر وقت دست وو ہاں در جنبش دارد تا ہر کسے قدر خود را فارغ
کند بلکہ مردمان دست گرد آوردہ باشند او ہنوز قدرے دست بدارد در طعام
شاید آنجا کسے است کہ او را طلب باقی است و حیا مانع آمدہ است او نیز مقدارا
خود را فارغ کند نخیزد۔ و البتہ طعام پیش خود خورد راستا و چپا و میانہ دست
نیداز د اگر آں خورشے و طعامے از و قدرے دور باشد بقصد تمام انداز د از اں
کاسہ و از اں صحنک لقمہ بپیچد بستاند ایں سیرۃ مرداں با حشمت و عزت غیبت
و طعام با ترتیب خورد نخست نان و گوشت و ترشی کہ بآں ہضم باید کردن پس آں
برنج و ہر چہ مانند آں باشد بعد از اں شیرینی یکدیگر را خلط نکند و آشے کہ باشد یا
نخست طعام بیا شاند یا بعد اتمام طعام۔ نخست برائے تقویت مزاج و معدہ
پر کردن کہ بسیار طعام خوردہ نشود و آنکہ آخر خورد برائے آنرا کہ در ہضم قوتے دہد
و اگر در طعام از حصہ خود خیزد اگر حصہ نہادہ اند بدیگرے دہد لہ ذلک اما در مجلس
پیر شنید بحضور او ایں گستاخی نکند۔ در مجلس شیرینی کہ نہادہ اند و کسے از اں حصہ
برمیگیرد و اکثر مرداں ہمیں کردہ اند نشاید ترا تعززے و تکبرے مانع آید۔ گفت
اند یک نان با شیرینی بپیچیدن شاید چنانکہ ایشاں گویند یک نان غلاف است
دومی خلاف و از مجلس برنگیرد و بکسے ندہد کہ آں حصہ او نیست مگر آنکہ مجلس مخصوص
برائے اوست متصرف اوست ہر چہ کند شاید۔ و آنکہ او را بادے میکند
و مگسے میراند از مجلس طعام او را نصیبہ کند۔ البتہ در مجلس بطعامے لذیذے

مخصوص نباشد مگر آنکہ او را ضرورت است کہ او را طعام پرہیزی باید خوردن و
برائے او ہماں جنس کردہ اند و با آں ہمہ از آں ہم قسمے بکسے دہد تا از طائفہ
شر الناس من اکل وحدہ نباشد۔ باید کہ طعام صدر و نعال یک طعام
باشد و اگر انواع کردہ اند باید کہ آں انواع بمردم مختلف باشد۔ و اکلے فاحشے
نکند چنانکہ ہمہ دست و انگشتاں متخلط بطعام شوند و لب و دہان و آنچہ از
حوالی اوست از آلودگی نگاہدارد و البتہ لقمہ بسہ انگشت بستاند مگر طعامے است
کہ بسہ انگشت جمع نمی آید چنانچہ دودیہ۔ و البتہ شکم را گرسنہ دارد و بہیچ وجہ
پر نکند ایں سخن بالا گفتہ شدہ است۔ و مدح طعام بسیار نکند گویند زہے لذید چہ
خوش پختہ اند۔ و ذم ہم نکند اگر خوش آید بخورد و اگر نہ دست گرد آرد مگر آنکہ صاحب
خرچ و صاحب طعام او باشد تتبع آں ضروری است ہنر و عیب آں پیدا کردن
لابدی است تا خباز و طباخ ہمیں شیوہ نگیرند دیگر طعام را اگر بد پزند داخل
اسراف شود زیرا چہ اسراف تضیع مال است و دریں تضیع می شود و در وقت خوردن
بر پائے چپ نشیند و پائے راست را بر گیرد گویند بریں ہئیت طعام خوردن سنت
است مگر پیش شیخ و مشائخ دگر ہر چند کہ سنت است اما سنت ہدی نیست
امثال آں سیرت در بعض محلہا مطروح است۔

آداب خلال و مضمضہ کردن

(۷۰) و خلال بعد طعام بہ ہند حاضراں ایں قدر باید در مجلس نشستہ مباشرت
در خلال نکنند زیرا چہ در بیروں آوردن تغیرے فاحشے باید کردن ہر چہ در دنداں
پیش باشد آنرا دور کند بعد آں می تواں در محلے دیگر باقی دور کنند و در مجلس مضمضہ نکنند
و آں مضمضہ در طشت نیندازد مگر آں کہ لابدی باشد۔ لابدی او چیست مردے کہ

کہ رسن شدہ است در اطراف او طعام میماند آنرا مضمضہ کند فرو برد یا در طشت اندازد و اینکہ مضمضہ کند فرو برد بہتر۔ این نوع را از اداب طعام نسبت کردہ اند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمچنیں کردے در احیا و در قوت نیز گفتہ است۔

آداب آب خوردن در اثنائے طعام خوردن و بعد طعام خوردن۔

(۷۱) و بعد از طعام متصلاً آب نخورد و ازیں کار محترز باشد سبب آنکہ طعامے نرمے است آلودگی کوزہ شود حاضر انرا کراہیت طبع باشد و اگر درمیان طعام آب خورد معدہ را آب سرد کند معدہ مختبط شود اول معدہ طعام را گیر دگرد آرد و برائے ہضم را مزیدے مددے طلبد بعد از ساعتے تو آب دہی زود ہضم کند و زود دفع کند و آنکہ مبالغت کنند در مجالس بعضے البتہ آب ندہند ہمچنیں شاید اما یحتمل بعضے را حادثہ در گلو شدہ باشد کہ خشکی در مزاج اوست البتہ طعام را می چفسد میدارد در حلقوم او این چنیں اشخاص را آشکارا از مردم امتیاز نکنند اما بتدبیرے دفع حاجت او کنند۔ و نشاید زلہ بہ بندد و بعد آنکہ حصہ نہادہ باشند خوش بیاید ببرد و خوش نیاید بگذارد۔

بعد طعام شکر منعم ادا کردن و آروغ بعد طعام جائز نیست

(۷۲) چوں از مجلس خیزد مضیف را دستے گیرد و بصورتے پیش آید یا بزبان یا بہ ہیئتیکہ او داند کہ شکر آں طعام بجا میارد۔ و اہتمام کند در اثنائے طعام خوردن و بعد ازاں آروغہائے ناسازوار نزند چنانچہ مرداں آوازہا برمیآرند اگر آروغ مزاحم شود آہستہ ترے دفع کند اما آنکہ مردے معذور باشد معذور است

صوفی اکثر الاحوال

(۷۳) باید کہ صوفی اکثر الاحوال صایم باشد۔ خوردن او جز قریب

صائم باشد اوقات طعام خوردن

بوقت نماز خفتن نباشد یا آنکہ چاشت فراخ قریب استوا و اگر بریں عادت گیرد خود حکیمانہ کارے کردہ باشد و اگر نہ از دو وقت طعام خوردن زیادت نکند و آں ہر دو وقت آں قدر خورد کہ دیگرے میانہ روز آنقدر یکو قت خورد۔ والبتہ در وقت خوردن قایل بذکر باشد یعنی لا الہ الا اللہ یا امثال آں افکارے کہ ہست اذیبوا طعامکم بالذکر برائے او درست تر باشد۔ برائے آنکہ شب را طعام بسیار خورد تدبیر بسیار نکند انواع بسیار می نہد تا بسیار خوردہ شود مشتہی و مرغنے بر آں استعمال میکند و اگر انواع طعام باشد از ہر یکے بخورد بداں قدر اگر یک طعام خوردے چہ قدر خوردہ شدے چوں مجموع را جمع کند ہماں قدر باشد۔

احتیاط در اکل حلال

(۷۴) صلحائے ماتقدم ایشاں را در باب لقمہ احتیاطے بود کہ آں احتیاط درزمانہ ما افسانہ باشد اما ترا باید کہ سختی محضے نباشد و تا ولیے را در آنجا مساغ بود و دیگر مقابل طعامیکہ میخورد جزاز اوراد خویش وردے دیگر را گیرد جبر نقصان آں کدورت شود۔

آداب میزبان و مہمان بایکدیگر

(۷۵) و با ہر کہ طعام شرکت افتد باید با وے دراں طعام مشترک معاملتے کند کہ وے راضی شود و خوشاں خیزد۔ والبتہ طعامیکہ پیش مہماں آرند سریع الہضم باشد ثقیل در معدہ نبود و طعام بادگین و باد انگیز نباشد و انچہ در وسع مضیف است تقصیرے نکند و انچہ بر نفس او دشوار است آں پیش اضیاف نیارد۔ وضیف را نیز باید ہر چہ پیش وے آرند راضی باشد و اما اگر صاحب دستگہے باشد و طعامے دنیّی و قلیلے بیارد تحمّل در خاطر ضیف

چیزے گذرد۔ وآنکہ مستدعی بیاید نشاید کہ خالی دست آید ایں بباید
دانست کہ نقد خیر الاشیا است ہرچہ توخواہی آوردن جز نقد اگر آں صاحب را
بداں احتیاج ہست آں نقد برائے دفع حاجت او کافیست اما اگر بنقد
حاجت باشد شئے بجاے او بکفایت نکند وآنکہ نقد آرند اگر خواہد تنکہ زرد
آنرا صرف کناند خوردہ وریزہ کردہ برد زیراچہ ریزہ ہمہ جا کار خواہد آمد تنکہ
زر بجاے ریزہ کار نیاید۔ لبتہ جامدے ہست می باید شکست تا کار آید اگر
یکجا خرچ کنند مصالح دیگر بماند یا کالاے برند کہ اکثر احوال مردم باں کالا
کارے دارد یا چیزے برند مناسب آں حال وآں وقت وآں مقام باشد
مثلاً مردے ترا در باغ مہماں طلبیدہ است انچہ مناسب آنمقام است آں
برند واگر یکے کار خیر دخترے دارد زر ونقرہ وانچہ مناسب آں باشد آں برند
واگر گل برند آں خسے کہ با وے یار میکنند از وے جدا کنند برند قبیح حسن
نیامیزند مگر آنکہ او را محافظ وغلاف او سازند ہر بار تو خواہی بکنی آں خس را
گیری وگل را نزدیک بینی آری گل تری وتازگی خویش سلامت ماند واگر نہ
ہر بار دست گیری وبوکنی حرارت دست تو بگل رسد پژمردہ گردد بوے کم گردد
اما گلے کہ بر تربت انداز ند البتہ خس از وے جدا کنند۔

(۷۶) واگر کاردے پیش کسے برند باید کہ باآں کار سوزن ریسمان انداختہ
ہم باید زیراچہ آں آلت بریدن وایں آلت پیوند کردن ودوختن۔ یکے
بایکے ضم کردن است اگر برندہ را پیش کسے خالی بری آں او را فال بد باشد
چوں حالت دوختن برابر باشد اشارت بدیں شود بدیں ببرو بدیں بدوز

کاردے پیش
دوختے تحفہ برد

چنانکہ خیاط جامہ راتقطیع کند وپیراہنے وازارے بدوزد۔

آداب بردن آوندے واشیائے دیگر بطور تحفہ۔

(۷۷) واگر آوندے چنانچہ حقہ ویا طبقے وامثال ایں پیش کسے برند مجرو نبرند چیزے دراں آوند باشد چنانکہ مناسب آں آوند است مثلاً شانہ دانے برند البتہ درمیاں آں شانہ باشد یا بجاے او چیزے دگر ہم چنیں آوندہاے دیگر۔ وچیزے سیاہے ودریدہ وپارہ وخاکسترے ونشان گورے اگرچہ از گور بزرگان باشد وطعامے اگرچہ بروح بزرگے باشد پیش کسے علی الصباح مجرد آنرا نیز نبرند اگر توکوئی تبرک بزرگان است ہم چنیں است اما از مردہ رفتہ آمدہ است۔

آداب نان خوردن

(۷۸) در طعام خوردن باید پرکالہ پرکالہ نکنند نانیکہ خورد تمام خورد یا تا نیمے رساند۔ نیمے خورد وبرنان دگردست انداز دو پرکالہ کند ایں کار نکنند مگر آں کہ بریں نسبت باشد کہ نانے درست درکندوری میگذارند برمیدارند وپرکالہا ہم درکندوری میگذارند کندوری باآں می پیچند آں پرکالہا طبخی وطباخ وکودکاں بخورند آں بہتر است ومرضی است بکند۔ واگر برکسے طعام بردباشد در طعام اندک نبرد آں قدر برد کہ اگر تنہا است واگر باخلق است آں قدر بود کہ کفایت رسد۔ درویشان چنیں گفتہ اند ہر کہ خالی آید خالی رود البتہ چیزے باید بردن ایں روش میاں ایں قوم است۔ چند نانے میان چند نفر باشد ناہار اشکند درمیاں اندازد تا معلوم نشود کہ کسے چہ قدر خورد آنکہ میخواہد او اندک خورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد مستور ماند و آنکہ بسیار میخورد حال او ہم کسے را معلوم نباشد دیگر اشارت بدیں ہم باشد

پاره پوشانیم و ٹکڑه خوارانیم و از غایت شکستگی و واماندگی ایشان هم باشد۔
عجب نظاره از ان ابدال است طعامیکه ایشان خورند دهن را بداں طعام
پر کنند و آں را در دهن بگردانند بعد از اں بکشند برول انداز ند مضمضه کنند
بخورند همانچه در مضمضه خورده شود همان غذاے ایشان باشد تا هر کسے را بعد
چند روز باشد۔ عجب دیگر میان مردم صورت مستذل و مستخف باشد شاید
از همه خورد تر و پس افتاده تر نمانید و با خود میان خود و با کسانیکه ایشانرا ملاقاتے
و صحبتے باشد یکے عزتے و کبریائے است که در گفتن نیاید چنانچه شنیدۀ شیخ
قطب الدین قدس الله سره العزیز در سماع بود شیخ حمید الدین ناگوری
قدس الله سره العزیز پا افتاده سر او را بر نداشتے اشارت بخادم کرے
خواجه مارا قدس الله سره العزیز ازیں حال کسے پرسید فرمود شیخ قطب الدین
قدس الله سره العزیز در مقام کبریا بود آں کبریا باآں ذل چگونه آمیزد این ذل را
باآں کبریا چه اعتبار بود و اگر گویند ایں اختیار برابر ذل نفس است اگر آں ذل
نفس است طرفے دیگر آں ذل عین عزت است در نفس آں می آید که من چنیں یا
کس ام که منم با ایں همه ایں چنیں نفس را ذلیل میسازم۔ بر ضعیف بار گران ننهد
والبته آں چیزے نطلبد که او نتواند آورد یا آوردن آں برو دشوار باشد والبته
استدعاے کسے قبول کنند که جوان مرد باشد استدعاے بخیل قبول نکنند و در
خانهٔ او نروند و طعام او نخورند البته بتدبیر خوشے استدعا او را دفع کنند و در
خانه خود ما هم نروند۔ و آنکه در طعام تکلف کند براے شاد باشش از وهم
احتراز است۔ و ضیافت یاراں کردن و طعام ایشاں را خورانیدن بچند

کیفیت طعام و آب خوردن ابدالاں و چگونگی صحبت ایشاں با دیگراں

کسے که بخیل و تنگ خوار باشد قبول کردن نشاید

مرتبہ بہتر باشد کہ فقیران اجانب را بدہند واگر باکسے صلہ است او را مقدم دارد بحصہ برتر۔ واگر باکسے کہ صلہ رحم است واو نہ از مردم محترم است زندگانی بحسب حال اوست وداون دستدن کذلک۔

صوفی را باید کہ از خرجات خود کسے را مطلع نکند ومعاملہ باخدا دارد

(۷۹) والبتہ با خود سے کند کہ او را خرچے باشد کہ بران حسن کسے مطلع نگرد وچنانکہ گفتہ اند صوفی را البتہ معاملتے باشد باخدا کہ بران معاملہ جز خدا کسے مطلع نباشد۔ وآنکہ در مجالس ومحافل بذلے کند او را باید ہم ازان جنس بذلے در سر ہم باشد واگر کسے جامہ معین را التماس کند فالاھر مفوض الی الراے اللّٰہ اعلم ای مصلحۃ یطلع علیہ اما مردم را نشاید از کسے خصوص از صوفی جامہ معین طلبد کہ ایں جامہ یا ایں دستار یا ایں کلاہ مرا بدہ

پیش پیر جامہ ہدیہ آوردن

(۸۰) وہر جامہ کہ مرید پیش شیخ فتوح آرد مگر طاقیہ مگر آنکہ طاقیہ نو باشد کہ ملبوس کسے نباشد۔

آداب رفتن ونشستن پیش پیر وطعام خوردن پیش او

(۸۱) ومرید کہ پیش شیخ بیاید او را وہیبت شاید یا دو چشم کشادہ برروے پیر داشتہ چنانچہ مبتلائے سوے محبوب بیند ویا گرد آوردہ نظر بر پشت پا یا بر سینہ خود داشتہ ونیک تیز نرود وسخت آہستہ نیاید وہرچہ بیارد پیش شیخ بریزد مگر مصحفے ویا کاغذے ازاں ادعیہ ویا چیزے تبرک مشایخ باشد۔ وپیش پیر کہ در آید باید کہ روے بر زمین آرد اما آنچنانکہ از سجدہ ممتاز باشد والبتہ بینی و پیشانی را نگاہدارد خواجہ ایں چنیں فرمودے قدس اللّٰہ روحہ وچوں باز گردد البتہ اہتمام دریں باشد طرف پیر پشت نکند چنانچہ باطن متوجہ است صورت ظاہر ہم ہمچنیں شاید مگر خادمے وملازمے کہ او را روزے چند بار بیاید آمد

وکارہا تعجیل میباید کردن او را میسر نیاید وکار شیخ بماند اما ایں قدر نگاہ باید داشت
ہم از اول قدم کہ باز گردد پشت ندہد بلکہ بکید وقدمے پس رود آنکہ پشت دہد
و در مجلسے کہ نشستہ یا نظر بر پیر دارد یا بر سینہ خود البتہ راست و چپ ننگرد بہ آیندہ
و روندہ التفات نکند۔ پیش پیر بدیدن کسے نخیزد مگر آنکہ پیر برخیزد آں زماں
بموافقت او بخیزد واگر پیر خیزد خود نشستہ نماند بسبب کاہلی یا آیندہ نزدیک او
آنچناں نیست کہ برائے او باید خاست و باید پیش پیر نشستہ در غنودن نشود و اگر
خواہش رنجاند از مجلس بیروں آید۔ و پیش پیر نشستہ ورد وے و تلاوتے نکند
و پیر را گذارد و بنفلے مشغول شود ایں نکند۔ و پیش پیر نشستہ برگ نخورد مگر پیر دہد و
فرماید۔ و سخن بلند نگوید و کسے را باواز بلند نطلبد۔ واگر طعام پیش پیر خورد گرد آوردہ
خورد و باید کہ خوردترین لقمہا باشد و باید کہ انگشتان او و کف دست او بطعام
مختلط و ممتزج نباشد۔ اگر خود مرید صادق است ابتلاے او دارد و محبتے
ہست باوے کاشش آنچناں خشک است کہ یکدانہ فرو نمیرود لقمہ خود چہ
باشد بسیار خود چہ گویم۔

(۸۲) شیخ را در امور بشری ہمچو خودمی باید دانست بلکہ اغلظ و افحش
و در امور الٰہی ہمچو پیغامبران بلکہ ہمچو احمد خاتم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
و آنکہ گفتم اغلظ و افحش بنابراں گفتم کہ او عارف است و نفس عارف
ہم عارف است و بعد آنکہ نفس درمیان عرفاں خود جولان گری کردن گیرد
گرد آوردن او دشوارے باشد پس اغلظ و افحش آید بضرورت۔ شنیدہ کہ
گفتہ اند گنہ در مقام ولایت دلیل بر مراجعت باشد و گنہ در مقام محبت

در امور بشری ہمچو شیخ را ہمچو خود شمردن در امور غیبی ہمچو پیغامبران۔

دلیل بر منقصت محبت باشد وگرنہ در مقام معرفت دلیل بر کمال معرفت بود

(۸۳) واگر از مجلس یکے خیزد بغیر موجبے و مصلحتے میان مردم او را بجماقت و برزالت نسبت کنند خصوص پیش پیر بغیر امر او۔ و ہر بار کہ پیر طرف او نظر آرد او را ہر بار روے بزمین آوردن زیادتی باشد بر پیر مشکل می شود اما غض بصر خویش کند و خود را گرد آردو از پیر چیزے التماس نکند مگر خواندنی و گزاردنی و گرفتن سخت بر نفس خویش آں نیز اگر بدل گزارد بہتر اگر پیر را در دل افتد فرماید دریں نسبت مرید بیشتر بود و سلامتی بیشتر بود و استقامت باشد و اگر شخصے پنج آیت می تواند خواند و غزلے میداند خواند پیش پیر نشاید مگر آنکہ او فرماید یا آنکہ آں شخص آں کارہ باشد چنانکہ مطرب سخن درونیست۔

از مجلس پیر بےاذن او برنخیزد و از پیر چیزے التماس نکند

(۸۴) مجالس شیخ را مجلس حق داند شیخ در مقعد صدق عند ملیک مقتدر قدم یافتہ است ہارہ ہمدراں مجلس است و ہماں کار دست موزہ او ست ہر جا کہ نشستہ است ازیں جداگانہ نیست۔ مرید را شاید مجلس او را مجلس حق داند زیرا کہ او با حق است چنانکہ گفتیم۔ و خود را و پیر را در یک پلہ ننہد برائے فروختن بادنجان گذر را پلہ و سنگے دگر است و از برائے خرید مروارید و گوہر شب افروز کفہ و گردارد۔ و بسیار پیش شیخ نباشد اگر پیر ہمہ باب آراستہ است کہ او خبر کمال معرفت عیبے ندارد تر ا با او نہ سنجد

مرید را مجلس شیخ را مجلس حق داند

(۸۵) و ہر چہ پیر فرماید بر میزان شرع سنجد ہر چہ موافق باشد اقدام و طاعت ضروری است و اگر مخالف نماید اگر امرے فاحشی است۔ خود دراں باب تاملے و تانیئے کند و اگر رہ تاویلے و وہم عذرے یابد

مرید را لابد است کہ فرمان پیر بجا آرد

مباشر شود تو نمیدانی او بعلوم واقف است کہ ترا ازاں شعورے و خبرے نیست حکایت خضر و موسیٰ علیہما السلام شنیدہ باشی کہ در ہر سلوکے ایں سخن گفتہ اند و ایں سخن آوردہ اند جملہ تصرفات پیر را تصرف خضر علیہ السلام تصور کند خضر علیہ السلام کودکے را کشتہ است ازیں فاحش تر کبیرہ نباشد و مع ذالک وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ انباء میکند کہ چہا زاید و پیران چہا کنند و ایں ہمہ بامر باری بودہ باشد وَمَا فَعَلْتُهٗ عَنْ اَمْرِيْ ایں معنی میگوید کہ من آں قتل از خود نکردہ ام عَنْ اَمْرِيْ ایں کار من نبود ایں کار خدا بود خود کردہ است و میگوید کہ من نکردہ ام خدا کردہ است اینجا تو بداں پیر کیست و چونہ کسے است۔

(۸۶) و پیش پیر مراقبہ و ذکر مشغول نشو ہمہ مراقبہ و ہمہ ذکر ہمیں حضور اوست تو ہمیں حضور او باش۔ خواب پیر بداں کہ خفتہ است بیداری او بداں کہ از خواب خواستہ است بیدار شدہ است یا بیداری دارد کہ خواب طاری خواہد شد۔ بدانی از پیر غافل بودن حرمانے کلی است یک سخن او بجائے رساند اگر صد سال خدا را براستی و واجبی پرستیدہ تا آنجا نبرد۔ ہر کسے در کارے مہارتے دارد و پیر در رہ بری راہ حق استادی و مہارتے دارد رہ و راز میداند و میگوید علیک بالجادۃ وان طالت و رو وار ہا رامی شناسد از راہ راست طرفے راستائے و چپائے گشت کردہ است از کجہ و کجیچہ زیر زبرے رہے پیدا آوردہ کہ رہ روان مسلک حق بصد سال تا آنجا نرسند کہ پیر بیک ساعت او را داں محل نزول دادہ پس ہرچہ او فرماید ترا آں باید و ہرچیز کہ ترا فرماید کہ آں نسبتے بود بکار او دارد بدانی کہ تعظیم کہ است

در باب من است ہمارہ بسر می باید برد و اتباع دستار و رفتار و گفتار ہمہ مریداں را باید کالشرط اہم ہست۔ و البتہ باید نام پیر بر زبان بسیار رود بہر حقیرے و کبیرے کہ او را پیش افتد۔ و برائے تصور پیر بدل محلے معین ندارد و وقتے معین نکند و حالے معین نکند بہر وقتیکہ باشد بہر حالے کہ دارد بہر جائے کہ باشد تصور پیر از دل خالی نباشد۔ پیر متجلی است عقیدہ بریں باید کہ او صاحب نفس است یعنی ہیچ نفس بے مشاہدۂ غیب بر وے نمیرود و چوں دل مرید مستحضر دل پیر باشد گاہے چنیں ہم اتفاقے افتد کہ بینہما مقابلہ شود۔ پیر متجلی انوار قدسی بر دوام متجلی است چوں عکس انوار قدس بر وظاہر شدہ باشد و دل مرید مقابل آں دل افتد عکس عکس بر وے ظاہر شود چنانکہ عکس آفتاب بر آب افتد و دیوار کہ محاذی آب بود عکس عکس بر آں ظاہر شود مثالش چنیں باشد شمس اکنون نظارہ شود ہر چند کہ دیوار ہیچ قابلیت انعکاس آفتاب ندارد محاذی جرمے شد کہ آں جرم قابل ظہور و انعکاس است آں ہم حظے تمام از و گرفت کہ او بصد مشقت و زحمت دل را آنچناں ساختہ بود کہ عکس پذیر شود و ایں بے مشقت نصیبے تمام گرفت۔ معلوم شد کہ بدل توجہ بہ پیر چہ اثر دہد۔

مرید نام پیر را بر زبان بسیار راند و در ہر جا و ہر حال تصور او دارد

(۸۷) و دائم خود را در حراست پیر داند و گمان نبرد کہ از وے کارے میسر شود بتوفیق اللہ و باعانت شیخ داند۔ ہر کرا ایں حالت ملازم است و دامی او باشد بعد از چندگاہ در ہر چہ بیند پیر را آنجا یابد۔ پیر صورتے و معنی دارد متعلق صورت او شود کہ فیض آں معنی ہم باآں صورت است چو تو متعلق باں صورت باشی ہر آئینہ فیض او بر تو تجلی کند۔ برامتنان فرمان

مرید خود را دائم در حراست پیر داند

می آمد پس روی نبی کنید تا آنچہ بر نبی آمد بشما ہم رسد فلذلک پیر و مرید صوفیان متاہلہ گویند مرید در دل پیر خدا را می بیند و پیر در دل مرید خود را می بیند۔ توجہ بصورت پیر کارے مرتب است اندک چیز ندانی۔

اعتقاد مرید با پیر
مرید را با پیر چہ ہمہ
اعتقاد باید داشت

(۸۸) واقل اعتقادیکہ مرید را بر پیر باید کہ بداں لابدی است و بے ازاں چارہ نیست آنکہ مرید داند کہ پیر ہر چہ میکند باذن من اللہ میکند۔ والبتہ بداند کہ ہیچ قدمے از قدم پیر او بیشتر نیست و دراں ایامیکہ اوست بداند کہ ہیچ کسے از و بالاتر نیست واگر نوعے محقق شود کہ دیگرے از پیرش بیشتر است مثلاً فرض کنیم پیر پیر است باایں ہمہ ایں قدر داند آنچہ مرا از پیر دست بدہد از پیر پیر دست ندہد و من بہ پیر پیر بہ پیر رسم واگر ازینجا خواہم بطرفے دیگر توجہ کنم ایں توجہ از دست بر وود او البتہ بدست نیاید واگر ہم بر پیر متعلق متوجہ ماند پیر پیر رحمتے و لطفے نماید داند کہ مسکین صادق است عقد عقیدہ کہ بستہ است مستحکم تر است وہم ہوا ں نیست۔ حکایت خدمت شیخ الاسلام فریدالدین وخدمت شیخ قطب الدین وخدمت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہم بارہا گفتہ ام شنیدہ باشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از معاذ رضی اللہ عنہ پرسید ہمہ شب چہ کنی گفت ربع شب درود میگویم باقی بعبادت مشغول می باشم گفت اے معاذ اگر توانی درود زیادت کن بعد چند گہہ ہماں سخن پرسید معاذ رضی اللہ گفت تا نیم شب درود تو گویم باقی بعبادت خدا مشغول می باشم گفت اے معاذ اگر توانی درود زیادت کن بار دیگر سوال را معاودت شد گفت

یارسول اللہ سہ ربع شب مشغول بدرود تو باشم یک حصہ بہ بندگی خدا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمود اصبت فالزم واکنوں ترا چہ گمان
رود کار خدا بہتر یا درود مصطفے کہ او آں می فرماید مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
میداند کہ معاذرہ بد وبجود نتواند برد اما اگر من واسطہ می باشم عن قریب منزل
بسر میرسد۔ ہمیں گمان بر مرید و پیر و پیر پیر۔

(۸۹) واگر پیر کارے فرمودہ باشد و وقت نماز در آمدہ بجائے فریضہ
جماعت شدہ وبتواں اگر آں جماعت فوت شود جماعتے دیگر بوقت تواں
رسید کار پیر را مقدم دارد کہ آں رفتنی نیست و در تاخیر آں زیانے فاحش است
ترا آں قدر باید دانست پیر بشر است بشریت با وے باقی است و خداوند
سبحانہ تعالے از جملہ نسب و اضافات منزہ است در کار او اگر تاخیرے
شود او باز در غضب نیاید چہ غضب بر وے اعتبار نیست اما غضب پیر از
خاصیت بشر نیست بسیارے در کار او بحذر باش۔ و نخواہم کہ مقربان
و نزدیکان پیر را ہیچ چیز برنجانی کہ او بشر است و بشریت با وی است و ایں
کساں تا چہ محل و تا چہ وقت با وے ترا ذکر کنند کار تو خراب شدہ باشد و
ترا از آں آگاہ نہ۔ اگر وقتے پیر را رنجانیدہ و او از تو رنجیدہ است با آنکہ
عفو کند اما آں گرہ در سینہ بربستہ است تو بہوش باشی ہر بار در دلش
آید کہ ازیں شخص چنیں چیزہا زاید۔ ہر بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بر خواط الضاری رضی اللہ عنہ مزاج گرم کرے چند چیز کہ از وے بعد
از اسلام زادہ بود البتہ بخ بانش آوردے وگفتے تو ایں چنیں کس ہستی

فرماں پیر را بر ہمہ مقدم دارد و در رعایت احترام ملازمان و مقربان پیر بسیار بحذر باشد

و آنکہ ہر بار خطبہ میکردے وگاہ گاہے ایں سخن در خطبہ فرمودے نہ آنکہ شما آنانی
کہ سنگ می پرستید ید و مردار میخورید و بچگاں را زندہ میکشتید و صلہ رحم
قطع میکردید عزت شما باشد و ہدایت بما یافتید و امثال آں نہ آنکہ گذشتہ
ایشاں بزبان میراند و ایشاں را تقریع و توبیخ میکرد و و لہاے ایشاں را
بداں شکستہ میکرد انید ازیں تقریع و توبیخ کدام سخت تر باشد کہ گوید کنتم
ذلا لا فاعزکم اللہ بی اگر در شما عقلے بودے و شما دانا بودے و در شما حکمتے
و فہمے بودے شما سنگے تراشیدہ نمی پرستیدے عاقل غیر خدا را نپرستد
و انی ایں کدام طعن است و لے طعنے عامے نہ بریکدو فعلی ہذا ترس از پیر
بیشتر از ترس خدا باشد شنیدہ در مذہب امام مالک اگر کسے سب باری کند
پس توبہ کند توبہ او مقبول است غایت ما فی الباب مرتد شدہ باز از ارتداد
باز گشت اما اگر سب نبی کند توبہ اش مقبول نیست البتہ بکشند زیرا چہ نبی از
عالم نسب و اضافات است دشنا میکہ او را دہند وہم الحاق است مثلا
گویند والعیاذ باللہ منہا کہ آں نبی کاذب است دشنامے صریح است کذب و
صدق نسبت بہ انسان دارد پس آں از امور نسبی است وہم آں دارد کہ بذا الحاق
شود اگر او توبہ کند توبہ او قبول نکنند زیرا چہ او را آں ورطہ داشت اما سب
رب صورت الحاق ندارد ہیچ اعتبارے زیرا چہ او از جملہ نسب و اضافات
بیروں است غایت ما فی الباب کسے دلیری کردہ است بے ادبی کردہ
است توبہ کند عفو باشد۔

(۹۰) و در ہر کہ معلوم شود کہ پیر را نوعے اہانت کند بصریحے و کنایتے

بدعقیدہ اندیشیار دوری گزینند

واشارتے ازوچناں تبرا کند کہ مرد زاہد از وجود شیطان واگر مداہنت ومدارات را بمصلحتے روا وارد آں مرد مداہن باشد ومداری بود از حالش آں معلوم شود اورا حمیتے در طبیعت او از طرف پیر نیست۔ چنانچہ علوی بشنیدن نام یزید چونہ میشود ہمچنیں مرید دیدن مخالف پیر و دیدن بدمعتقد پیر وآنکہ بر پیر طعنے تشنیعے کند ہمیں مثال دارد۔ شنیدہ باشی الحب للہ والحب فی اللہ من اوثق عری الایمان۔

حرمت داشتن جامہ پیر وتبرک جستن ازاں

(۹۱) آں جامہ کہ از پیر یابد خصوص انچہ ملبوس باشد آں را حرمت دارد پائمال نکند مگر بساطے یافتہ باشد یا نہالچہ یا غیر آں کہ لابدی است قدم بروے بدارد۔ ودر حالت کہ طہارت ووضو نباشد آنجامہ را بدست نگیرد ونزدیک نیارد ودر استعمال ندارد۔ والبتہ در آں کوشد کہ در اوقات متبرکہ ودر ایام متبرکہ چنانکہ اعیاد وغیر آں بداں تبرک گیرد وآنرا بر خود دارد وشفیع حال خود سازد

حرمت داشتن جاے نشست پیر

(۹۲) جاے نشست وبود پیر را حرمت دارد چنانچہ اورا پشت نمیداد ومی ایستاد وبتواضع وانکساری استاد ہم چناں جاے نشست پیر بایستد وبداں سمت روے بر زمیں آرد گوئی او نشستہ است وپاے پس باز گردد وروح اور ادراں مقام مشاہد اند او از ارواح خلاصہ است

ارواح خلاصہ را طی مکان وطی زماں است

وارواح خلاصہ را طی مکان وطی زماں است ہمدراں ساعت واحد پیر در مدفن است پیر در مجلس است پیر در مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُّقْتَدِرٍ است اگر کسے از مریداں دل را صاف شفاف کردہ است ازو پرس کہ او گوید آرے سخن ایں است کہ او میگوید۔

ربط قلب بہ پیر

(۹۳) من دریں جملہ کہ با تو گفتم ربط قلب کہ در کتابہاے سلوک مینویسند در ابتداے ذکر یا در شغل ذکر ربط قلب بر پیر مستقیم دارد من دریں عبارت تمام گفتہ ام ترا خداے تعالے فہمی دادہ است دانستہ باشی۔

مرید را باید کہ ہر یکے از اصحاب شیخ را بنعمتے مخصوص تصور کند

(۹۴) ہر یارے از اصحاب شیخ را باید بنعمتے مخصوص تصور کنی۔ پیر آبے عمیق رواں است ہر طرفے از وے جویہا بردہ انداز ہر جویکے در کشتے آب رسیدہ تخمے کہ دراں زمین ریختہ اند تخم بر آید ہماں بار آرد۔ جاے جو جاے گندم جاے شالی۔ ہر یکے از پیر نصیب گرفتہ است اما بحسب استعداد او فیضے بدو رسیدہ است۔

مرید را در اتباع پیر در امور بشری احتیاط باید کرد

(۹۵) و در امور بشری پیر در اتباع آں اہتمام نورزی تو بشری خود را میدانی بجسے کہ ترا زیانکار نباید آنقدر اتباع کن مثلاً پیر اکثر النساء او اغلب تقربہا ہست ایں اتباع راہوس نبری نگر در خود ایں معنی یا ایں قوت احساس کنی و کذالک در بشریات دگر۔ اگر در پیر احساس کنی کہ ذخیرہ میکند آنجا نیز ہمیں حکم دارد در باب پیر ایں تیقن باید کرد کہ او ہرچہ ذخیرہ میکند باذن من اللہ میکند و ہرچہ خرچ میکند باذن من اللہ میکند پس بر جمیع امور اتباع نباید۔ در معاملات اتباع است در الٰہیات نہ۔ من در بعض امور مبالغہ میکنم بسبب آنکہ ہر مردم را در فہم نیاید۔ پیر را ہمچو شجرہ موسیٰ تصور باید کرد و کلامیکہ موسی علیہ السلام از شجر می شنید کلام پیر را ہمچناں بباید دانست۔ ایں استحالتے نہ پنداری کہ درو راے شجرہ او تعالی سخن گوید یا آفرینند اگر وراے زبان کسے سخن گوید چہ محل انکارے ہمبریں قیاس دست و پا و چشم حدیث قدسی بی یسمع

اتباع پیر در معاملات است و در الٰہیات نہ

وجی یبصہا شنیدہ باشی دراں چہ بیان زیادت کنم۔

تحقیق کلام پیراز متفقہ نکند

(۹۶) واگر پیر سخنے گوید تحقیق آں از متفقہ نباید کرد تحقیق آں ہم از پیر شود فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ہمیں بیان کردہ است اہل الذکر اہل مشاہدہ اند اہل معانیہ اند۔

مرید را پیر پرست باید بود

(۹۷) چنیں گویند کہ مرید پیر پرست باید یعنی پیر مظہر انوار لاہوتی است ورائے او تجلی رب است تعالی پرستیدن او نمیت پرستیدن حق است پس فایدہ ایں صورت درمیانہ چہ باشد برائے تثبت حضور را زیرا چہ صورت پیر مشاہد و معاین تو است عین بعین تصور می شود تصور غایب باسمہ غایب است خطرات ولمات و وساوس آنجا بسیار مزاحمت دارد۔

مرید را دو کار است تخلیہ و تجلیہ

(۹۸) مارا دو کار است تخلیہ و تجلیہ۔ تخلیہ عما سوی اللہ تجلیہ التزام توجہ اللہ۔ اصل کار تجلیہ است تخلیہ برائے تثبت ایں تجلیہ است بینہما ملازمت کلی است فکما تخلی تجلی و کما تجلی تخلی۔ چنانکہ فنا و بقا حضور و غیبت۔

تصور پیر

(۹۹) و تصور پیر یا ایں چنیں کند کہ خود را در محضر او در مجلس او حاضر تصور کند و یا پیر را درون دل تصور کند یا خود را عین پیر تصور کند۔ ایں نیکبختاں دانند ایں مراقبہ نیست ایں مشاہدہ نیست ایں مکاشفہ نیست ایں معاینہ الیست یعنی عین بعین۔

دوستی و محبت پیر

و دوستی پیراں باشد کہ ہیچ چیز او را از پیر دوست تر نباشد۔ اگرچہ زن و فرزند و ہرکہ ہست و اگر وقت مردن بیاد پیر میرد ہے کار۔ بسیار صوفیاں اند کہ پیر را ہمچو استاوے و معلمے دانند اما میاں ما و خواجگان ما پیر معشوق ما است و ما عاشق پیریم۔ ہیچ یکے را باز از او نہ نہیم و ندانیسم کہ

جنید رضی اللہ از وبہتر بود و یا بایزید رحمتہ اللہ علیہ یا کسے دیگر یا آں عدیل و بدیل ایشاں است۔ ما پیر و مصطفےٰ وخدا را یکے دیدہ ایم یکے دانستہ ایم من آں دو بیت را کہ گفتار او حد کرمانی است رحمتہ اللہ علیہ از زبان خواجہ خود شنیدہ ام

بیت

گفتم کہ پیامبری تو یا پیر　　گفتا کہ دوی ز راہ برگیر

چوں نیک بدیدم ایں نکو بود　　او و من و پیر ہر سہ او بود

آنکہ بدانی کہ از فرمان پیر تفاوتے میکند ندانی کہ او نیک بخت است پیر سفیر اللہ است ایں خزانہ آلہیہ است ہر چہ ترا رسد از و وا ز دست او رسد (۱۰۰) بر مبتدی فریضہ باشد ہر حادثہ و واقعہ کہ او را پیش آید پیش پیر گزراند واگر پیر آنرا تعبیرے و تفسیرے فرماید یا نہ و ذلک مفوض برائہ و ترا گزرانیدن ناچارہ باشد۔ اما متوسط و منتہی را باید ہر چیزے پیش پیر نگذراند مگر چیزے کہ بدو برہ گذر او نسبتے وارد۔ چنیں ہم باشد کہ مرد نارسیدہ راو کار ناتمام کردہ را چیزے نمایند کہ مرداں انتہار ا غیرت و مار از سر ایشاں بر آرد آنقدر زیانکار ایں مرید باشد ناگہاں غیرت بکار شود نہ توبانی و آں دیدار و از پیر سرے بتعین نطلبد وانچہ نقد وقت او باشد بر ہر کسے ازاں حکایت نکند۔ و ہر واقعہ و خوابے کہ بیند اگر چہ انبیا و اولیا را بیند مقابل آں فضل نباشد کہ پیر را بیند۔ و جملہ پیر انرا بر رہ و بر اصل واندورہ پیر قریب تر و سود مند تر بیند۔ و در نماز پیر را القصور طرفین کند یا خود او را امام خود بیند یا در دل خویش داند و خطابات قرآنی را اگر در غلبہ وقت با پیر می شود بداں التفائے

نکند و بداند ان متاع البیت یشبہ رب البیت پیر ہم از انجا آمدہ و بوے
و پرتوے از انجا آوردہ است۔

در سماع حمل بر پیر باید کرد

(۱۰۱) و در سماع البتہ حمل بر پیر باید اگر طلبے و اگر وصلے و ہجرانے و اگر نظارۂ
جمالے و حرکتے و سکنتے ہم با پیر خوشتر آید۔ ایں حکایت از شیخ نظام الدین
قدس اللہ سرہ العزیز درست تر بشنو او گفتہ است قدس اللہ سرہ حق خرقۂ شیخ
ہر بیتے کہ از گوئیندہ شنیدم جز بر ذات پاک شیخ حمل نکردم نگر کہ حالت سماع چہ
نازک حالتے است و شیخ نظام الدین محمد بداؤنی را رحمۃ اللہ علیہ دراں حالت
جز خطرہ بر پیر چیزے دگر نیست اللھم اھدنا الی سواء الصراط۔

پیر را بمثال ساقی تصور کن۔

(۱۰۲) پیر بر مثال ساقی تصور کن کہ شراب محاب و معارف از دست او
تواں یافت۔ شنیدۂ کہ فردا مرتضی کرم اللہ وجہہ ساقی باشد تشنگی نرود مگر آنکہ
از دست او قدح نوشند پیر راہمیں داں مرتضیٰ سرور مشائخ است پیر نائب
او است للنایب حکم المنوب می باید دانست۔

مرید را اتباع پیر واجب است اگرچہ از پیر پیشتر رود

(۱۰۳) و اگر مرید از پیر پیشتر رود باید کہ اتباع او نگذارد و در صفت مشائخ
فردا آمنا و صدقنا او را پس پیر ایستانند باہمہ مرتبہ کہ او را است او را بنام پیر
خوانند مگر آنکہ روشے و ورزشے بر حسب زمانہ یا باذن من اللہ یا باجتہادے
صادق او را روی نماید ایں اقسام ازیں جملہ مستثنیٰ باشد۔ با ایں ہمہ کہ مرید از
پیر پیشتر است توجہ با پیر میکند۔ ہر چند کہ شرعاً معصوم نیست و خوف عاقبت
بر ہمہ باقی است با پیر جز آں گماں نبرد کہ او مقبول و موصول است و ایں را
یقین داند و ایں اعتقاد بریک فرد نیست کہ اکثر مومناں ہمچنیں اند و ہمچنیں

بر پیر اعتقاد درست دارد کہ او مقبول و موصول است

باشد وایں در شرع قادح نیست واگر نہ توجہہ درست نیاید۔

مرید اگر پیر را در خواب یا در واقعہ بحالت بیکرہ بیند نسبت بحال خود کند

(۱۰۴) واگر پیر را در خواب یا در واقعہ ویا نبی را بحالت مکروہ بیند آنرا بدو نسبت نکند بحال خود کند بداند کہ حکایت حال من است کہ مرا بدیں صورت میکنند می نمانید۔ یا خود بداند کہ در جہاں حادثہ شود کہ حالت خلق خدا بدیں آید۔

مرید مصاحبت و مجالست جز با معتقدان

(۱۰۵) والبتہ مصاحبت و مجالست جز با معتقدان و با پیوستگان پیر نباشد۔ و ہر چہ درہ پیر بدل کند منت آں بر سر و چشم خود نہد و شکر بجا آرد کہ ایں ہمہ برکت پیر بود کہ موفق بدیں شدم۔ و آں سخنے کہ پیر بر و نہد سبب مزید خویش داند۔

پیر بدارد

عشق مرید بر جمال ظاہری پیر

(۱۰۶) واگر پیر جمیل باشد و مرید را عشق بر جمال ظاہر او افتد زہے سعادت آں مرید و زہے رہے نزدیک تر بحق اورا بود محمد حسینی ادام اللہ حیاتہ ابتلائے یا پیر داشت کہ اگر با تو گویم استماع آں در تحمل تو نباشد و اعتقاد چنیں مستحکم باید کہ از دیدن خارقے وغیر آں مستغنی باشد۔ و کلی و جزی خود پیش پیر عرضہ دارد۔ مگر آنکہ پیر صاحب قبول باشد و آیندہ و روندہ بروے بسیار بود گفتن دشوار باشد۔ دریں باب ہم بدل توجہہ شود و کار آں پیر گذارد و خیریت آنرا ہم بدل از پیر طلبد۔ و باید کہ ایں مرد را در جملہ امور و معانی و شادی و غم ہمہ با متعلقان و مریداں پیر باشند و صحبت جز با ایشاں نکند اگر چہ مرد عامی یا از احتراف است متشبہ ہم ایں چنیں مردے را گویند۔

پیر بمثال مرضعہ است
مرید بمثال رضیع در

(۱۰۷) پیر بمثال مرضعہ است و مرید بمثال رضیع۔ رضیع اگر از مرضعہ در ایام رضاع باز ماند ضایع شود و چوں آں ایام رسد کہ آں ایام را فطام گویند

یعنی از شیر جدا شود ہم از تربیت دور شدن ضیاع او باشد تا آنجا رسد که او خود را تواند شست و خود را خود از موذیات و از مہلکات باز تواند داشت ہم از تربیت مستغنی نشود و اگر نہ خراب گردد و اہتدا کلی نباشد۔ بعد آنکه ایام رہوف آید ہم احتیاج تربیت باقیست ورنہ نجیب نشود بے ہنر بر آید۔ و بعد آنکه در ایام بلوغ آید آں ایام دیوانگی و مستی است آغاز ہواہا و ابتدائے شہوتہا است جائے افتند که غرق ہواہا شد از انجا ہم بیرون آمدن دشوار باشد مگر بصحبت دانائے حکیمے عالمے۔ و بعد آنکه ایام شباب رسد خود مراد شود جہان را تجربه نکرده است چیز ہا پیش آید خیر و شر آنرا اند حوادث و طوارق بیشتر و بیشتر نیامده است نشنیده۔

بیت

مرد تر دمند ہنرمند را ۔۔۔ عمر دو بایستے اندر شمار

تا بیکے تجربه آموختے ۔۔۔ واں دگر تجربه بردے بکار

از ایام جوانی تا بکہولت یک عمر است۔ از کہولت تا بشیخوخت و کہنگی روزگار دوم عمر است۔ مرد با تجربه و ہر چیز را شناخته و ہر یکے را بدیگرے داشته و دانسته و بر محل او قرار داده۔ المقصود مبتدی که ہیچ ره روی کار نیافته است بر مثال رضیع است اگر از پیر جدا شود ہلاک گردد ہیچ چیز از و نیاید۔ ایام فطام بر مثال آنست که مبتدی را شئے ہائی از غیبیات بر و ظاہر می شود چنانکه نورے و نارے صورتے دیدن آوازے شنیدن خوابے و واقعه مرجوئے دیدن۔ و ایامیکه خود را خود تواند شستن و خود را خود از موذیات و مہلکات نگاہداشتن رشدے و روئے نمود است و رشدے پیش آمده است

(Marginal note:) ہیچ حال پیر را از پیر استغنا نباشد

دربعض اوقات تنبیہ می شود در واقعہ یا در خواب یا در بیداری و ایام رہوف بداں ماند کہ اول قدم در مقام توسط نہادہ است و کمال آں پیش نیامدہ گاہ گاہے تلوینے می شود و استتارے بداں می افتد این نیز ایام غرور و سرور است و غرور و سرور خالی از شرور نباشد خود را چیزے داند و بداں مغتر گرود زیانکار وقت او باشد۔ آنزمانے کہ حکایت ازاں زیاں کردن ہمیں باشد کہ از آتیات و جائیات حرماں پیش آید صفائی واردات نباشد و نقیہ صادرات نشود۔ اما چوں ایام بلوغ آید وقت دیوانگی و مستی است تجلیات می شود کشوفات پیش می آید و آں تجلیات و کشوفات او را برہی می برد تحمل برناشالستہ دارد بگوید تو ازاں من و من ازاں تو میان ما بیگانگی نہ ازاینہا چرا بازمی مانی ایں بیچارہ محروم شدہ ازبسیار مزید و از شہود غیب محروم گرود۔ جہاں در جہاں عارفان دریں غرقاب خلاب افتادہ اند والبتہ سر بر آوردن نتوانستہ اند کشیدن زیرا چہ چیزے است ملذوذے مرغوبے ہوائے بافضلے و نوالے او میگوید خدا میفرماید و مرا بدیں میدارد و بدیں از بیگانگی دور میکند میگوید ان لکل ملک حمی وحمی اللہ محارمہ او میگوید در حمی کسے در آید کہ در محارم باشد معاذ اللہ من ہذا المقال الواہی آمدیم ایام شباب بداں ماند مرد چیزے تجربہ کردہ است و حقایق و معارف را کماہو شناختہ است ولکن او تعالی مکار است وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ ازیں جملہ حکایت کردہ است او را ازاں نماید و بداں دارد کہ او از ہمہ خود را فایق و بہمہ چیزہا ذایق بیند و در واقعہ

درکمین چیزے دارد کہ نظر ایں ازاں دقیقہ غافل است۔ اینجا نیز کسے باید کہ او پختہ کار باشد و سوختہ روزگار باشد و بسیار تقلبات و تحویلات او را نظارہ شدہ باشد و بسیار مکرہا بر و باختہ باشند و بسیار بار آئینہ را بر روے او داشتہ اند و گفتہ اند کہ ایں روے آئینہ است و در واقعہ آں پشت آئینہ است کرّات و مرّات در غلط و خطا انداختہ اند دریں بحر و دریں شطّ بسیار غطّ و غطّ و رفع و وضع دیدہ است بسیار تموجات و تمرجات بحر را تجربہ کردہ در صحبت ایں چنیں مرد شاب کہ تا بکہولت رسیدہ است از بسیار کمینہا و مکرہا خلاص یابد و اگر آں پیر را پرسی او گوید ہنوز در تقلبات و تحویلات ہستم و از مکر خالی نہ ام سخن بر تو راست میگویم اگر مرا پرسی بدبخت کیست گویم آں کہ از فرمان پیر جدا شد آنکہ صحبت پیر را ترک آورد خود را بہواے خود و مراد خود داد۔ نہ ہش باش بہر حالتے کہ ہستی و تا آنجا کہ رسیدہٗ اگر صحبت پیر میسر است نگذاری۔ اینجا جزئیاتے است دقیقہٗ و لطیفہٗ است کہ ہر نظرے و ہر بصیرتے آنرا احساس نمی تواند کرد۔ و من ہفدہ سال قریب در صحبت شیخ خود بودہ ام با خود گمانہا داشتم چوں او از سر من رفت محقق شد کہ بسیار کارہا سینئے کردن کہ آں احتیاج بحضور او داشت اما چوں باز ہم بدو بر بستم چنانچہ حق بربستن است او از من غایب نشدہ و تربیت بساعتہ فساعتہ از من دریغ نداشتہ تا آنکہ ایں کہ گفتم از فہم خود نہ بمجرد علم۔ ہیچ معلوم تو ہست کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باصحابہ رضوان اللہ علیہم چہ تکمیل کرد و بعد از فوت او از ایشاں چہا زاد ایں حدیث منع میکند اذا ذکر اصحابی

بدبخت است آنکہ از فرمان پیر جدا شدو صحبت پیر را ترک کرد او بہر حالتے کہ ہستی و مرد حق کہ حاصل کردہ صحبت پیر را نگذار

مدت صحبت حضرت مصنف با پیر خود و اوشاں را در شدائدہا در سلوک پیش آمدن بعد از رحلت پیر و امداد از روحانیت پاک اوشاں

فاسکتوا وگرنہ شمہ بگفتم۔ ہمبریں قیاس پیراں و مریداں را بگیر۔ و آں مرید کہ
او را جاہ در سر باشد خود را بجاے رسیدہ بیند و قوت رسانیدن ہم در خود
احساس کند خواہد کہ البتہ از پیر جداگانہ شود لبری و سروری پیشہ گیرد و تحقیقت
ذوق حقایق نگرفتہ است و چنیں وانم آنقدر ہم بصور و اشکال غیبی او را ابتلاے
و گرفتارے پیش نیامدہ است اگر ایں نوع نقد وقت او بودے او بدینہا میل
نکردے او از خود و از مقصود خود فارغ است فراغت می بیند آنکہ ایں
وہمیات و ایں خیالات مزاحم وقت او می شوند و ایں بیت نشنیدہ است۔

بیت

مرا بجانانہ خمار برد و بسپار دگر مرا بغم روزگار مسپاری

بعد حصول اجازت از پیر مرید در دست گرفتن چہ احتیاط باید کرد

(۱۰۸) و دیگر اگر ترا قوت ارشادے و ہدایتے شد آنکہ خود را نصب ایں
کار کردن چہ معنی دارد نہ آنکہ نظر بظاہر کار است مگر آنکہ قہرے از پیر باشد و امرے
از مصطفیٰ شود و تہدیدے از خدا رسد اگر ایں چنیں کسے دریں رہ قدم نہد و دست
فراز دو خواص و عوام را دعوت کند شاید۔ و اگر پیر را مصلحت افتد کسے را لبے
آنکہ مقام ارشاد دارد او را فرماید دست توبہ دہد بقدرے کہ او دست مرداں
را بداں دعوت کند شاید بسبب عہد آخر الزماں کہ توبہ کردن ہم عزیز کار است
فرماید نکوکار سیت ایں اما اگر مرید را بعد پیوند و ارادت طلب در سر افتد و
پیران گفتہ اند ہر کہ پیوست پیوست بدوم جا توجہ کردن ارتداد باشد اکنوں
اینچنیں بیچارہ ضایع ماند و از و بدیگرے نتواند رفتن و دیگرے او را دستگیری
نکند سبب آنکہ او را متوجہ الیہ متحد نیست پس راہ او زدہ باشد۔

مرید از پیر مطالبہ علمی

(۱۰۹) البتہ از پیر علمے کہ در اصول سلوک محتاج الیہ نیست مطالبہ آں

نکند کہ در سلوک محتاج بہ نیست و از پیر منتظر خارق عادت نباشد

علم نکند والبتہ منتظر آں نباشد کہ از پیر خارقے بیند۔ دریں باب چند احتمال دارد۔ پیر خارق دارد اما اذن باظہار خارق نمی یابد یا او خود اظہار نمیکند سبب آنکہ قصہ فاش شود مرد ماں وقت او را غارت کنند یا خود امتحان دارد کہ بہ بینیم میاں پیوستگان کہ بر شرط اعتقاد است و کہ متوہم و متخیل است ہر کہ بروئیت خارقے معتقد شد او مردے متوہم و متخیل است بر اعتقاد او اعتمادے نیست و آنکہ او یقین دارد کہ پیر کشف یقین دارد معتقد او را شمرند۔

مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروج نیست وایں عروج بچند طریق باشد

(۱۱۰) و بہ تحقیق است مرید را بے رہبری پیر در سماوات عروجے نیست واں کہ عروج شود بچند طریق است یکے ہماں پیر یا کسے بجاے پیر او را در کتف خویش شاند و گوید مرا محکم بگیر بالتزامے والتصاقے سختے تا آں کہ بالا برد بقوت طیران خویش درے پیش آید پیر زود دست براں درزند دربانان پرسند کیستی تو او بگوید فلاں بن فلاں و آں مرد از آنہا است کہ بارہا رفتہ است و کسے را بردہ است و بنام او در میکشانید گویند کرا بر آوردی گوید فلاں بن فلاں را او از آن من است او را دریں مرتبہ رسانیدہ ام کہ تا اینجا آید بعد آں برود بکشانید القصہ بطولہا است اما مقصود من ہمیں قدر بود۔ و دیگر را بیارند براں دابہ سوار کنند معلوم نباشد کہ آں دابہ در رہ میرود یا میپرد اما بچند پلک زدنی او در سماوات رفتہ باشد۔ و دیگر با شیب سکلے پیش آید و یکے پیش شدہ الی اللہ الی اللہ خواند طرف خود ایں دنبال او شدہ برود۔ ایں ہمہ چیز بے رہبری پیر نتواں رفت۔

مرید را از الہیات ہر چہ

(۱۱۱) و ہر چہ از الہیات پیش آید پیش پیر گفتن لابدی باشد خصوص

اول حال پس آں کہ مرد پختہ و قوی حال شدہ باشد ہر چیز یرا خود تعبیرے میکند واشار تہا فہم میکند اکنوں کار بدست اوست او داند۔

(۱۱۲) و پیر را در قالب خویش بجائے جان خود تصور کند بلکہ جان جاں واگر در ادعیہ در غلبہ حال خطاب بر پیر کند ازاں استعاذہ نکند و آنرا شرے نداند مرد مغلوب است بچیزے مخصوص و ماخوذ نیست و موجب آں سرے است در باپیر است تھر آں سر بریں می آرد کہ او را از و تمام بستاند۔ واگر در صورت پیر جمالے نباشد تصور آں صورت بتصور پر تو نور قدسی کند تا چناں شود کہ آں پر تو نور قدسی او را بیاراید و جمالے بکمال بخشد۔ واگر بیند پیر در وے تصرفے میکند تعبیر کند کہ از خلاصہ او و خواص او نصیبہ شود و اطلاع بر تمام اسرار او شود واگر برعکس افتد بداند کہ آں مرد جائے رسد کہ پیر را ازاں رشک و غیرت آید و پیر خود را ازاں مرتبہ دور بیند و پیر را از و نصیبہ وافر شود و بواسطہ او مزیدے بیشتر باشد پیوستگان بجائے رسند و بواسطہ او پیر را ذکرے و نامے میان مرداں باشد۔

(۱۱۳) والبتہ در نظر پیر خود را بصورتے آراستہ نماید آنچناں کند کہ پیر بداند کہ او صالح و طالب و واصل است چنیں و چنیں کسے است۔ پیر مرد کامل است و خداوند میگوید انا عند ظن عبدی بی چوں آں پیر درباب او ایں گماں برد کہ او را از خداوند تعالیٰ ایں نصیبہ است ہر آئینہ آں بدو رسد واگر گماں ناشایستہ برد خوف آں باشد کہ او را آں پیش آید کہ ظن المومن لا یخطی۔

پیش آں پیش پیر عرض کنند لا ابدی است

مرید پیر را در قالب خویش بجائے جان بلکہ جان جان خود تصور کند

مرید را باید کہ در نظر پیر خود آراستہ نماید

(۱۱۴) و با ہر کہ او را مقابلہ شود اگر با ابدال و اوتاد و یا خضر علیہ السلام و ارواح خلاصہ و غیر آں او از ہمہ رو گردانیدہ رو بہ پیر آورد۔ و اگر از پیر سخنے از حقایق و معارف بشنود آنرا اصول نسازد و مسئلہ بر آں تفریع نکند و ہر چہ در حکایت و سخن پیر فرماید آنرا حجت نسازد و ہر چہ او را فرماید او را آں باید کرد۔ و البتہ زلت پیر را حجت نسازد مثلاً پیر در محلے غضبے افراطے کردہ است ترا نشاید پس روی آں کنی و تو ہم ہمچناں غضب رانی گفتہ اند زلت پیران حجت ساختن بدبختی است اگر پیر سماع عورت شنید ترا نشاید عورت را پیش بنشانی و سماع او بشنوی و بر قصی گفتہ ام کہ پیر ہر چہ میشنود از خدا میشنود و ہر چہ میکند با خدا میکند ترا اینجا مدخلے نیست۔ و اگر پیر از آیندہ و یا از شنوندہ حکایتے گوید و آں بر خلاف افتد ترا نباید اعتقاد نوعے دگر کنی۔ ایں شعوذہ گری آلہیات است تو اینجا نرسی جملہ محققان و عارفان و اولیا و انبیا اینجا گم اند اطلاع بحقیقت کسے را میسر نیامدہ است۔

مرید اگر با ابدال و اوتاد ہم ملاقات شود از ہمہ رو گرداندہ رو بہ پیر آورد

مرید را پیر ہر چہ فرماید بر آں عمل کند و زلت او را حجت نسازد

(۱۱۵) اگر پیر را در خواب یا در واقعہ بینی کہ پیر مقہور بار نسبت مر ترا نماید کہ او مردود حضرت است بدگمان نشوی او را با دوستاں خود بسیار از نہار و دو اجانب را خبر نباشد ہماں دوستاں دانند بسیار باشد کہ دوست مر دوست خویش را دشناہا دہد و انکارہا کند و بیزاریہا ورزد و در دلش آں دوستی باشد کہ حد وصف و اندازہ گفتار نبود۔ یکے را شیخ الاسلام و سید القوم و رئیس الناس خواند و ہم ہمچنیں خطابا تے کہ مردم عظام است و باز یکے دگر باشد او را رند خواند لوندے خواند نقار و مزور گوید و عربدہ ناک خواند و دیگر دشناہا ے چندے کہ مرا گفتن خوش نمی آید۔ آنانکہ مقدم گفتم آں حکایت بزرگان و سراں

مرید اگر پیر را در خواب یا در واقعہ مقہور باری بیند بدگماں نشود او را باطنے دانست مقرباں حق را ایں چنیں معاملات بسیار افتد

سروران است۔ و دوم که گفتم صفت مقربان و محرمان است که میان تو و نفر بیگانی نیست او را جز بطریقه بے ادباں نمی خواند۔ و دیده و شنیده باشی بچه را که تو دوست داری بنامے و لقبے صغیر و محقر خوانی از بس دوستی و ہوا خواہی و بجز نیاتے محرم می باشد باوے که دراں جزئیات جز ایں کلمات نباید کنیزک بچه و کودکے دگر که در بعض بشریت تو محرم ند باوے چنیں بود و حکایتها ئیکه ازاں تو او داند کسے نداند آں فلاں خواجه و فلاں شیخ و فلاں ملک ایشا نرا از ینها خبرے نباشد۔ شعورے نبود۔ حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفته باشم و تو بارہا از من شنیده باشی مکرر چه کنم۔

مصراع

اینجا نرسد زورق هر سودائی

و حکایت شیخ فریدالدینؒ و شیخ بہاءالدینؒ هم بارہا گفته ام و تو شنیده لئن اشرکت لیحبطن عملک آخر هم ازیں قبیل است۔

سخن فقیه را بر معامله کلام وجیه برابر کردن مصلحت نیست

(۱۱۶) و یکے کلی می باید کرد سخن فقیه را بر معامله و کلام وجیه برابر کردن مصلحت نیست۔ چه گوییم با تو بعض فقها هم چنیں گویند هر که گوید در دنیا خدا را دیدم بکفر کافر است هر که ایں سخن بگوید لا اله الا الله محمد رسول الله

مرید چو خدمتے کرد پیر را باید از منت پیر بنالد خود نهد

و اگر توفیق یابد بنوعے پیر را خدمتے تواند بچیزے بدمے و قدمے بمالے بنال منت بر جان خود نهد و شکر پیر بجا آرد که مرا بدیں توفیق داد و اگر عنایت پیر نبودے مرا ایں توفیق نبودے و البته روزے و ساعتے خالی

مرید را باید که هر روز و ساعتے سلامتی پیر از خدا طلبیده باشد

نباشد که برائے پیر را من الله مددے طلبد و دعاے کند و درازی عمر او خواهد و مزید قربت برائے او را خواهد هر چند ازیں چه زاید و چه کشاید اما بدیں چیزها

اعتقاد مرید با پیر

اخلاص و ہواخواہی در ونہ معلوم شود ہرچہ بدست اوست آں میکند و اگر پیر
از جہاں رفتہ است بروح او چیزے دادن و چیزے خواندن۔ و ہمہ روز
و ہمہ ساعت خفتن و خوردن و نشستن و خواستن باید پیر پیر بر زبان او باشد
و مرید اپرسند پیر را با انبیا چہ نسبت می نہی گوید عقیدہ ما ہمانچہ ہست ہست
اما میاں بزرگان من تفرقہ نتوانم کرد و فیہ اشارۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرمودہ است الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ و جائے دیگر گفتہ و ما
من نبی الا ولہ نظیر فی امتی و جائے دیگر گفت علماء امتی کانبیاء
بنی اسرائیل و بعضے افضل ہم گویند۔ ایں فضل ابتدائی نیست۔ اگر پس وی
محمدؐ گویند شاید۔ در دیباچہ ہا خواندہ باشی والصلوۃ علی محمد والہ صلوۃ
بر آل نگویند اما تبع نبی میگویند۔ بجائے بزرگے و سرورے را مہمان طلبند چند کسے
خادمے و غلامے کسے نعلین گرفتہ کسے چہ و کسے چہ برابر آں مرد باشند و
بجملہ طعامے و آبے و بخورے و مجلسے کہ برائے او را باشد ایشاں ہمہ دراں
شریک باشند۔ و بزرگے دگر باشد کہ ہمسنگ آں بزرگوار است اما دریں مجلس
اورا استدعائے نیست آں ملازمان او و آں خادمان و غلامان او و اگر
ہمچنیں گویند کہ ما آں چشیدیم و آں دیدیم و آں خوردیم کہ آں بزرگوار ازاں
چیزے ندارد و اگر بداں مباہی و تفاضلی کند شاید ایں فضل آں بزرگوار است
نہ فضل ایشاں۔ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمود الا وقد صببت فی
قلب ابی بکر پس در دل ابی بکر رضی اللہ عنہ آں ریختند کہ در دل مصطفیٰ
ریختند و مصطفیٰ بچیزہا مخصوص است اگر دریں محل گوید چیزے کہ مرا دادہ اند

کسے را نداده اند شاید۔ وگفتند انفسنا وانفسکم علیؓ نفس محمدؐ داشت صلی اللہ علیہ والہ وسلم ورضی اللہ عنہ پس انچہ در محمد باشد در علیؓ رضی اللہ عنہ باشد مقابلہ ومحاذات میرود ایں ہم فضل تبعیت است نہ فضل اصالت۔ اکنوں بر حسب بیاں ما بر پیر اعتقادے کن اگر مرد نیک بختی۔

(۱۱۷) مرید طالب را چند شرط است۔ از معظمات سلوک اینست کہ نخست مرشد وہادی را بیدا کند۔ میان مرشد وناصح تفرقہ تواند کرد و تفرقہ کردن مشکل باشد۔ ہر یکے علی العموم زباں نصح کشادہ و متضمن نصح وانذار است چوں تفرقہ می شود کہ میان ایشاں منذر کیست وہادی کیست مرشد از دوزخ انذار میکند وبہ بہشت ارجا۔ کذلک قرب حق وابعاد ازوے۔ ایں انذار آمد ہادی ہمیں میکند تفرقہ کردن براں طالب بیچارہ مشکل است نیکبختے اور جما بالغیب وست بر وست یکے نہاد وخود را ازاں او کرد جان وجہاں خود را بداماں او بہ بست ودر واقع او مرشد وہادی است بے آنکہ او بتمیز خویش اختیار کردہ باشد واگر بمنذر رسد واو ازیں جہاں خبر ندارد وشاید در وے انکار ہم باشد ومن بسیارے شنندگان را دیدہ ام کہ ایشاں دعوت میکردند واز عالم ہدایت وارشاد ایشاں را شعورے نہ بلکہ تکلا وانکارا۔ اگر چنیں باشد کہ شخصے دعوت میکند والبتہ از گفتار او معلوم می شود کہ بمطلوب ومقصود قوم اشارتے می نماید معاملہ او بر حسب ایں طایفہ است نوزدہ سہم گماں برند کہ مردم مرشد وہادی است۔ وشرط دیگر طالب را باید جوانمرد باشد ہمہ چیز خود را تواند باخت مال ومنال وجاہ و رسم وعادت واہل وولد ومسکن وبلد ہر چہ جز مقصود است از ہمہ چیز

شرائط مرید طالب او
معظمات سلوک ایں است
کہ نخست مرشد وہادی را
بیدا کند
شرط دیگر اینکہ طالب
بایکہ جوانمرد باشد

تواند خواستن۔ وشرط دیگر پاکی نفس و پاکی نفس حدے ندارد تا آنکہ میتوان تزکیہ

کن بخست از مکارہ شرعی دیگر از اخلاق ذمیمہ چنانچہ حرص وحسد وغضب و شہوت

و دور بند چیزے ماندن محسوسے وملذوذے عقلی وحسی و شرط دیگر ہر چہ کند کند آنرا

وزنے ننہد نداند کہ چیزے کردم۔ وشرط دیگر تنہا باشد اگر بادیہ و سرا بہ میسر آید

نکو تر باشد۔ شرط دیگر البتہ از صحبت زن دور باشد و اگر مرد متاہل است

جز بقدر احتیاج نزدیک نشود۔ وشرط دیگر اہتمام در حلال خوردن باشد۔ اگر زنا

چنیں افتد حلال مشتبہہ شود از طرف خویش احتیاطے کند۔ وغذا جز بقدر قوام

بنیہ نباشد تا چیزے طرف مخمصہ نگہ داشتہ شود۔ وبعضے صوم دوام راہم

شایبہ از مخمصہ داشتہ اند۔ ابو یوسف رضی اللہ عنہ میگوید الثلث یحکی

حکایت الکل بل الربع و روزہ سیوم حصہ ایام مخمصہ است پس خالی از اثر او

نباشد۔ ودر تقلیل آب بیشتر جہد نماید واین سخن گفتہ ام و ملازمت پیر بر کاریکہ

او فرمودہ است ودیگر ہر چہ او را پیش آید بداں سر فرو نیارد و اگر او را چیزے

پیش آید از اعیان و آثار آنرا چیزے نداند و در پے آں وقت خویش بغارت

نبرد۔ واندک خوابے کہ مرید کند باید کہ بغفلت نباشد خواب او میان خواب

و بیداری بود۔ و دو کارے کہ او را پیش آید خیر الخیرین را اختیار کند و نزدیک

فہم طالب ہر چہ اصعب و اشق باشد ہماں خیر الخیرین است۔ و البتہ ہوی

نفس بنفس ندہد و اگر بغلبہ شرہ و حظ نفسانی گرفتہ باشد کفارت شرط است

بر نفس سخت تر نہد۔ و فخر بشرف آبا و اجداد بسیادت و شیخوخت و دانشمندی

نباشد خود را از ہمہ شکستہ تر و خوار تر بیند و بداند ہر کہ خوار تر و شکستہ تر او نجدا

شرط دیگر پاکی نفس

شرط دیگر ہر چہ کند آنرا وزنے نہند

و شرط دیگر عزلت و تنہائی و از صحبت زن دور ماندن

شرط دیگر اہتمام در اکل حلال

شرایط دیگر

نزدیکتر۔ در ترجیح ملت و دین و مذہب آں کوشش کند کہ ہماں مقصودش نماید و در توضی و طہارت آنقدر مبالغت نکند کہ از وظایف داو را و یاز ماند و وقت بیشتر ہمدریں منصرم شود۔

(۱۱۸) بارہا سخنے علی العموم گفتہ ام دو کار لابدی طالب سالک است یکے تزکیہ نفس دوم توجہ تام۔ آں قدر کہ انبیا مبعوث بودند خبر ایں دو چیز نیاوردہ اند

(۱۱۹) و باید ترتیبے و ہیئتے مخصوص خود را ندارد و در بند آں ہم نباشد و البتہ در فراغت وقت کوشد۔ فرض کنیم کہ اگر حالتے است تو طہارت نداری دل از مراقبہ و حضور خالی نداری دل را ہمبداں گرفتار دار۔

(۱۲۰) و برائے تزکیہ نفس را ہیچ شرط نیست جز مخالفت نفس و برائے توجہ را ہیچ شرط نیست جز دفع خطرات۔ مرتاضاں اجانب ہم ایں دو چیز با خود دارند و بے ایں دو چیز میسر نباشد ہرگز۔ اجماع جملہ ادیاں بریں است ایں جامعے کلی است اغتنم۔ صحابہ را رضوان اللہ علیہم باہمہ جہادہا و باہمہ مسافرتہا و مشقتہا کہ می دیدند ایں دو چیز ایشانرا ملازم بود۔ و مرتبہ و درجہ ہم ازیں دو چیز بود۔

(۱۲۱) و طالب را سلامتی ایماں خواستن نیست او را بجائے ہمہ شہود مطلوب مقصود است پس آں ہرچہ شود گو شود کہ جائے رباعی نوشتہ دیدہ ام

رباعی

در ہر دو جہاں ہرچہ شود گو شو گو | وز دور زماں ہرچہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش و سر از دو کون | وز سود و زیاں ہرچہ شود گو شو گو

طالب اہر چہ دہند اور اسے آں طلبد

(۱۲۲) یکے کلی طالب وگرانیست ہرچہ اورا بدہند وبدامن او بربندند او ورائے آں طلبد۔ ودیگر مرد طالب را باید دردو درماں بروے یکساں باشد درعین درماں دردے وارد کہ درحالت ہجراں نبود ودرعین ہجراں درمانے دارد کہ در وصال نبود۔ وگفتہ اند جملہ طالبان تمنائے مقام واصلاں دارند وجملہ واصلان تمنائے مقام طالباں دارند۔ ابوالحسن رضی اللہ عنہم ازیں گفتہ است درما ابدی است۔

محبت بے رویت و معرفت وجود ندارد

(۱۲۳) محبت بے رویت ومعرفت وجود ندارد دگروہے ولقصورے بحقیقت محبت لبعد رویت ومعرفت است۔ پیراں گفتہ اند کہ عہد مکن کہ البتہ طالب از تقلید واز طلب بیرون آید کہ طلب وتقلید چیزے با برکتے است وچیزے با دردے ودرمانے است وچیزے با سوزے وراحتے است۔ بسیاراں از تقلید بیروں آمدند والبتہ ایں گفتند اے کاش آں تقلید ابدی بودے۔ نعرہ وگریہ وسوز کہ در ذکر وسماع وغیر آنست ہم از جملہ تقلید است وطالب از ہر شئے مطلوب بجوید تا از کدام رہ درے بروکشانید لَا تَدْخُلُوْا مِنْ بَابٍ وَّاحِدٍ وَّادْخُلُوْا مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ یوسف را از ہر درے بجوئید تا از کدام دریا بید جملہ ابواب بر در عمل طالب باشد۔ بعضے طالبان دیوانگی کردہ اند مولہ شدہ اند قلندر شدہ اند برہمن وجوگی وبہرہ شدہ اند مگر جائے یابند مطلوب در حجب غیرت و در تتق عزت محتجب است بدیں نہا کسے نیافتہ است مگر دراں رہ کہ پیر فرمود وپیغامبر برد۔

بجز متابعت پیر ودیگر رہ بمطلوب نتواں برد

طالب را نباید کہ زقمی

(۱۲۴) والبتہ در طلب آں نباشد کہ خارقے مراد ست دہد برمن کشف

ضمایر و کشف غیوب شود۔ ہر چہ ورائے حجب و استار می شود من بدانم کہ بلائے است آنرا کہ پیش آمدہ است ہمو اند۔ و مرد ماں جز ایں کار بہتر ندانند پیغامبر را ایمان بدیں آرند کہ خارق دلیل بر صدق نبوت اوست و اولیا را معتقد باشند بریں کہ ایں صدق ولایت اوست۔ شنیدہ باشی بارہا ابو سعید ابو الخیر بر در کلیسا آمدے و ازاں قوم پرسیدے کہ امروز در دین ما چیزے نیست در دین شما چیزے ہست۔ اکنوں رہ طالب ہمیں است قبلہ او مقصود اوست ہر چہ جز اوست او را کفر است او را دوزخ است او را بلائے است۔ گفتہ اند طالب مرید است او تعالیٰ مراد۔ و چون بحقیقت نظر کنند ہر یکے مرید و مراد است اگر ایں مرید مراد او نبودے ہرگز مرید نبودے۔ امور نسبی است ہر یکے طرف خویش میکشد نسبتے تامے می یابد۔

(۱۲۵) حاصل یعنی ایں آمد بر مرید دو چیز فریضہ شد یکے تحصیل مرشد دوم التزام و التیام امراو۔ و اگر پیر گوید فلاں مرید من نیست ایں مرید ازاں گفتار پیر از ارادت او بیرون نیاید و اگر یکبار مرید گوید کہ من مرید او نہ ام یا در اطاعت او در آمدنی نہ ام او از ارادت بیرون آید اگر چہ صد ہزار اظہار اعتقاد کند ارادت صفت مرید است صفت پیر نیست ہم ازینجا معلوم می شود زیرا چہ پیر مراد است نہ مرید۔

(۱۲۶) مرید پیش پیر سخن بسیار نگوید خصوصاً آنچہ مال لا ینفع شی دینیہ و دنیاوی باشد۔ پیش پیر غیبت کسے نگوید۔ و از کسے گلہ نکند و از کسے شکایت نکند و اگر چہ اصحاب پیر او را از ہر نوع جفا کنند۔ و البتہ پیش پیران گوید ...

او در غضب شود یا در اندوہ و غمے افتد و ہیچ از عیوب خویش پیش پیر عرضہ ندارد
و برائے دفع آں را بدل استمداد اوے کند و اگر در محل ناشایستہ تصور صورت پیر در خاطر
آید از بس غلبہ احضار صورت متخیلہ در خزانہ خیال بدان التفات نکند و دل را جہد
نکند کہ ازاں باز آید۔

(۱۴۷) و باید بتحقیق عقیدہ کند کہ حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت
نہ اند بلکہ ہر یکے خلاصہ دیگرے است چنانچہ جوز و مغز با آنکہ پوست جوز از
مغز بصورت و ہئیت چیزے دیگر شود اما جزئی مغز بجسمہ و تتمت در پوست
جوز ہست تا آنکہ از دو روغن میکشند ہمچنیں ہر سہ باہم آمیختہ اند و یکے از دیگر
خلاصہ تر است۔

از جہت تحقیق عقیدہ دارد کہ حقیقت و طریقت خلاف و ضد شریعت نیستند

(۱۴۸) و مرید را نباید پیرے دیگر را بیند تا آنکہ پیر در صدد حیات باشد
و نباید مرید را در موطوءہ پیر طمع نکاح نہد زیرا چہ او مادر طریقت شدہ است
زوجات مطہرات نبی امہات المومنین اند و الشیخ فی قومہ کالنبی فی
امتہ ہمیں حکم دارد۔ و مرید از پیر معصومی نطلبد و اگر چیزے در نظرش آید
حمل آں دو چیز است یکے در خود اندیشہ کند کہ ارادتے بود کہ مارا نمود و حضرات
الشیخ مقدسۃ عنہما پس ایں بقصد عیسے علیہ السلام نماید چیزے
نماید و سر بسر آں چیز نباشد۔ و حمل دوم با خود اندیشہ کند کہ انبیا را زلتے افتاد
با ایں ہمہ از درجہ نبوت فرو نیفتادند ہمچنیں ولی اگر ازو زلتے زاید با ایں ہمہ
از درجہ ولایت فرو نیفتد ہر دو توبہ کنند ایں چنیں باشد چنانچہ گناہگارے
توبہ میکند تا آں کہ بجائے رسد ولایت داشت کدورتے و آں ولایت دید

در بیان آنکہ مرید با پیر دیگر رجوع نکند تا پیر او زندہ باشد و موطوءہ پیر را نکاح نکند و از پیر معصومی نطلبد

بسبب فعلے کہ از و زادہ است توبہ کردو او خود در قدم ولایت ثابت است کذالک النبوت۔

(۱۲۹) و مرید البتہ در تذلیل نفس خویش کوشد و تعزز او دشمن دارد و درین همہ فرمان پیر غالب است اگر پیر عزت فرماید عزت گزیند و اگر خواری فرماید خواری گزیند۔ و اگر مرید را شہرتے شود و ذکر خیر فاش شود خود را بداں نہد و بہ سبب ایں خود را و را اعداد سے نیارد و در خفیہ معاملتے دیگر ورزد بہ ستر با خدا سے خویش و آنرا بسر برد تا آں موجب کفارت شہرت گردد با خود داند شومتے است در عمل او کہ ایں بلا پیش می آید و گرفتاری است از خدا یا ہندروش او می شود امتحان من اللہ داند کہ اگر ایں طرف سکونے و قرارے نفس را باشد حرمانے عظیم و محنے فاحش پیش آید۔ و ہم رزق مقسوم و اجل معلوم گفتہ اند۔ شاید رزق و نصیب کسے نیست و دیگرے فراخے و وسعتے دارد۔ ملاقات دوست و یا گرفتن ہمین نسبت است۔ و ترسے دگر ہم ہست شاید کہ مطلوب چنیں گوید متقاضاً مشفقے کہ ور دہ ما دیدی و تعبدے کہ کردی بندگان خود را گماشتیم فتوحات زیر پاے شما بچیدند اعتقاد و تعظیم کردند و گر شما راچہ و ہم وھذا خسران عظیم و خذلان جسیم و آنکہ گویند اذا احب اللہ عبدا امال الیہ الخلق آرے اول بلاے کہ آید و اول امتحانے و فتنے کہ ابتدا ایں باشد کہ میل خلق سوے او شود۔

(۱۳۰) و مرید را نشاید کہ تمنی بمنزلت و درجہ پیر کند و البتہ بجاز ایں تمنی شیخوخت مجتنب باشد۔ و از صحبت اہل دنیا اگرچہ اقارب او باشند احتراز واجب داند

روش مرید با اغنیا

وفقرے کہ اختیار کند باید بعزت باشد والبتہ بواسطہ فقر علوِ ہمت را فرو و نہ گزارد و سر بکسے فرو نیارد نہ بتکبر اما بعزت فقر شاعرے گفتہ است۔ شعر

وما کنت بنظار الی جانب الغنا　　اذا کانت العلیا فی جانب الفقر

ومقابلہ فقر شکر خدائے تعالیٰ بجا آرد۔ واگر غنی صاحب حقے باشد یا از آنہا کہ مردمان او را حرمت میدارند تواضعے کہ باوے کند بموافقت مسلمانان و برائے رعایت حق او کند و نشاید کہ نظر بر غنائے او کند و ایں نیز نشاید بسبب غنائے او را ترک آرد و رعایت حق او نگاہ ندارد۔

روش مرید با معتقد خود

(۱۳۱) واگر بر مرید آیندہ بیاید و با اعتقاد آید و انتظار نصحے دارد اگر احتراز میسر آید بصفتیکہ آیندہ شکستہ دل نشود بہتر واگر نہ بضرورت یک دو سخنے کہ جامع نصائح باشد دریغ ندارد۔

اگر پیر مرید را بکارے نامشروع دعوت کند او را باید کہ بطریق احسن از آں پیر جدا شود

(۱۳۲) واگر مرید را پیر بکارے نامشروعے دعوت میکند اگر میسر آید بطریقے از پیر جدا شود کہ پیر نداند کہ بد اعتقادی جدا شدہ است نیکو باشد واگر نہ الفراق عما لا یطاق من سنن المرسلین۔ واگر ہمہ آں کار پیر را می بیند او را بدو گذارد والبتہ در کار او درنہ شیند و مبالغت در تغیر واہانت ننماید و او را ہم بدو گذارد چنیں ہم ہست کہ شخصے باشد در خمارہ رود و آنچہ می نوشان و اسبابے کہ در کار ایشاں است ہمہ را بحضور آرد و بحسب آں مباشر بود مردم دانند بعینہ فلانے آمد و رمے چنیں داد شرابے بہ بہا خرید و حریفاں فلاں و فلاں بودہ اند ورشتہ دامنے و جلوس سادہ خالی نبود و میوہ و جگرے و دلے ہم نقلے و کبابے شدہ وآں مرد بہمہ چیزہا مباشر۔ و در واقع بحقیقت ایں

حکایت یکے از پیران حضرت بندہ نواز

صورت است آں مرد آنجا نیست او سیم نداده است او می بہ بہا نخریده است
او بچیزے مباشر نشده است او حریف فلاں فلاں را حاضر نکرده است۔ اگر
اینچنیں گماں درباب پیر رود بر شرط اعتقاد مریداں باشد۔ یارے حکایت
میکرد وقتے من بیرون شہر گشتے میکردم زمینے حضیضے دیدم اطراف او بلند بود
دیدم مردے بیستے نشستہ کہ انگشتان دست و پاے او در گداز اند و بینی
و گوشش نیز و آں پرکالہا جامہ آلوده خون نیز گرد بر گرد او افتاده نشستہ و دیگے
در شانده کھچری می پزد و آوند جغرات نزدیک داشتہ ایں استاده از حالت او
تجربہ میکرد و از ابتلا و گرفتاری او می دید آں مجذوم با ایں مرد صوفی مخاطبہ کرد
گفت دیرباز است چند سال شده است کہ من طعام با آدمی نخورده ام و آرزو
آں میبرم کسے با من خورد و کسے با من نمی خورد تو مرد صوفی درویشے عارف
می نمائی توانی با من بنشینی ایں جغرات و کھچری و روغن من و تو بنشینیم یکجا
بکنیم بخوریم آں مرد میگوید از ہیبت ایں دعوت گریختم بفریاد گفت اے مرد صوفی
درویش سر پس کن نظاره بسوے ما کن میگوید سر پس کردم دیدم جوانے خوب
صورتے ریش تنک بر می آید و سبلت سبز می شود و جامہا بغایت حسن و لطافت
پوشیده ایں صوفی برغبت بر طرف او میل کرد آں مجذوم گفت اے مرد
ظاہر بینے لایق چیزے نہ۔ ایں مرد تا از وے سخن پرسد چیزے دیگر پرسد
یا باوے چیزے گوید نظر کند ہیچ چیزے نیست آنجا نہ آں جواں است نہ
آں جامہا نہ آں بیت ہیچ چیزے نیست۔ اکنوں ایں چنیں ہم ہست
ولیکن نادره کار نیست قولہ تعالی وما قتلوه وما صلبوه ولکن

شُبِّہَ لَھُمْ گواہ گفتار ما است۔ اما ایں چنیں شیخ لایق شیخی نباشد۔ اما اگر
با ایں قدرت شیخ باشد بازیہا ازو نزاید۔ انچہ اصلح و انفع باشد خلق را دعوت
ایشاں آں طرف است و افعال ایشاں ازاں جنس است اگر کسے را حرماں
خواہند شعوذہ گری با وے بازند و آنرا کہ نصیبے و وجدانے مطلوب دارند
او را بدرہ اَھْدِی اِلَیْہِ سَبِیْلًا پیشوا شوند۔

مرید را بقدر ضرورت دینی و دنیاوی علم حاصل کردن باید۔

(۱۳۳) مرید در تعلم بسیار نکوشد تعلم او قدر مایکفیہ فی دینہ
ودنیاہ حملا بہ منہ کالصوم والصلوۃ وبعض المعاملات واگر
تا اینجا تعلم کند کہ سخن عربیت را فہم کند و از کتب عربیہ معنی درست بیروں
آرد خالی از نفعے نباشد بلکہ مرشد را بیشتر مطلوب باشد۔ البتہ مرید را
روزے چند سخن سلوک مطالعہ باید کرد و ایں دو چیز است یکے مسلک و انچہ
لوازم و لواحق اوست و دوم حکایات و سیر سلف و انچہ مجاہدہ و مشقتے کہ ایشاں
دریں باب دیدہ اند۔ در قسم اول مرد بینا شدہ رہ دانستہ در رہ رود و در قسم
دوم مَا یُثَبِّتُ بِہٖ فُؤَادَکَ ہمتے عالی آموزد و البتہ وا ندیے ایں مجاہدات
وبے ایں شاق کارے بسر نمیرود۔

مرید را عادت بر یک لباس نکند بلکہ بحسب وقت باشد

(۱۳۴) وعادت بریک لباس نکند باید کہ بحسب وقت معیشت باشد
گہے باشد ردائے و دستارے فرجینے و مرقعے چنانچہ صوفیا نرامی باشد
وقت باشد ایں ہمہ ایثار فقیرے کند بغلبہ وقت سماع طرف مغنی بروں انداز
تا ثانی حال بفوطہ و پرکالہ گلیمے بر دوش کند و طاقیہ بر سر باشد ہم بدیں قناعت
کند۔ و اگر زمانے تنگ آستینے و یکتائی کسے آرد یا او را دست دہد آں پوشد

البتہ مقید بلباسے معین نباشد کہ مرد بدیں قدر رسم شو بخیل صفت گردد و
آنکہ گویند مطلوب رعایت لباس صورت پیر است نیکو سخنے است اما معاملتے
کہ ما گفتیم معاملہ شاہبازاں است و ایں معاملہ رسم پرستان است ۔ پرستیدن
رسم پیر اگرچہ کارے دارد بسیار مرید ہاست در روا اما بہ اسمہ رسم است اگر از ادنیٰ
بہ اعلیٰ رود علیش نکنند ۔ و یک کلئے است در داد و ستد و در خوردن و پوشیدن
درستی اتباع چنداں میسر نیست ایں بشریات است ہر کسے با قتضائے بشریت
خویش معاملتے کردہ است ۔ آں بشریتے کہ خدمت شیخ فرید الدین را قدس اللہ
سرہ میسر بود خدمت شیخ نظام الدین را قدس اللہ سرہ میسر نشد معاملتے و معیشتے
جز آں بود ہمچنیں شیخ نصیر الدین قدس اللہ سرہ و کذلک بعضے مریدان شیخ
نصیر الدین قدس اللہ سرہ و بعض از اں اشق پیش گرفتند و بعض از اں اہل
بحسب زمانہ یا بحسب اقتضائے بشری ۔

(۱۳۵) در عوارف گفتہ است الشیخ صورۃ یستنشق منہا
المطالبات الالٰہیۃ ایں سخن دو معنی دارد ۔ آنچہ از خدا مطلوب داری از اں
صورت طلب کن و دیگر ہر آئینے کہ خواہی از اں صورت یاب ۔ و دیگر ہر چہ
از خدا مطالبہ باشد و متوقع و منتظر باشد از پیر ہماں خدا لطف کند کرم کند
غضب کند قہر کند جلال نماید جمال فزاید رد کند قبول کند فافہم ۔ الشیخ
ازیں یک لفظ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہ بسیار امر مفہوم شدہ است
اگر بنویسیم بسیار گوئی میشود ۔

(۱۳۶) مرید پیر را گذاشتہ در خانہ کعبہ رود مگر آنکہ پیر مصلحت خویش او را

آنسو فرستد۔ بدانی اگر پیر تو مرشد محقق عارف ہست تو پیش او بروی زیارت خانہ کعبہ التماس کنی او رضا دہد اما در دل بداند ایں احمق مارا نشناخت۔

(۱۳۷) اگر مرید در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت ازاں طایفہ نکند و خود بصفت آں طایفہ ظاہر نشود و اگر ملاقات کند کاحد من الناس ملاقات کند۔ و اگر پیر عارف و محقق است خود احتیاج او دا ایم باقی است ازیں طیر و سیر و عروج و ولوج چہ کشاید۔ و اگر ابدالے برائے پیوند آید مرید شود پیر را باوے ایں نصیحت باشد کہ بر کسے بر صورت مستکرہ ظاہر نشود و اگر شود مرم برحسب آں باوے معاملتے کنند مقابلہ آں انتقامے نکند۔

مرید اگر در مرتبہ ابدال رسد پیش پیر حکایت ابدال طایفہ نکند

(۱۳۸) و اگر مرید خواہد کہ خرقہ و لقمہ از غیب گیرد نہ بدیں امید نشیند کہ او ضامن رزق است البتہ رزق خواہد داد چنانچہ در بعض سلوک افتادہ است وانچہ نصیب من است بمن رسد۔ اما من ایں میگویم اگر توکل نشیند باید نفس را بدیں قرار دادہ بود کہ خداوند سبحانہ و تعالی مرا آب و نان و جامہ دادنی نیست من بگرسنگی و تشنگی و برہنگی خواہم مرد از کسے نخواہم خواست و نظر بر یارے نخواہم داشت۔ پس آں تا چہ پیش آید۔ اما از من ایں قدر گوش داری کسے ایں چنیں نکردہ است کہ او ضایع رفتہ است اما شرط کار انست کہ گفتیم استقامت بریں است۔

کیفیت توکل مرید در حصول رزق

(۱۳۹) اگر مرید امطلوبے باشد کہ پیر را ازاں آگاہی نیست او از مطلوب خویش درنگذرد و ہر چہ پیر فرماید ہمراں رود ہماں مطلوبے اکہ در فہم پیر در نمیگنجد ہم دراں کار طلید امید دارم کہ فوز مقصود باشد۔

(۱۴۰) و مرید بیشتر اوقات خویش در یک عمل نگذارد مثلاً بیشتر روز و شب نماز میگذارد یا تلاوت میکند او را در هر دری سری باید زد تا از کدام سو فتح بابی شود در یافت دل مسکینی و رعایت حقی و سیرت حسنه همه ملحقات این کار اند ابوالحسن نوری قدس اللہ سرہ گوید سی سال بیدار بودم یک شب بخفتیدم همه را خواب مقصود رسیدم والقصة علی الشهرة۔

مرید را در بیشتر عمل حسنہ بجا باید آورد تا فتح باب او میسر شود۔

(۱۴۱) مرید به تصنیف کتابی و به التقاطی و بشعری و غزلی مشغول نشود و با این همه استعداد وقت خویش را مصروف مقصود خود گرداند یا بکاری که موصل مقصود باشد۔ و ندانی که موصل مقصود جز بکسب دل باشد و اعظم امور که بدان کسب دل است حضور تام است۔ ابواب برّ را نگذارند اما در هر کاری که باشند حضور را بکار دارند اگرچه در هر کاری حضور آن بحسب آن کار است اگر بران اجتناب قادر نباشد یا تلقین نیافته است همین تصور شهود وجود بسنده اش بود فافهموا واغتنموا فلتدخر ولتتصف۔

مرید به تصنیف و التقاط و شعر و غزل مشغول نشود و حضور تام نگهدارد

(۱۴۲) مرید را بر رهگذر نباید نشست و مردمی که البته سخن ایشان بجز دین نباشد احتراز واجب دانند و اگر مرید در پیر احساس انحراف مذهب کند شرط نباشد که این مرید هم منحرف شود اما در حق پیر بد اعتقاد نباشد و انحراف او را بد و گذارد۔ عاقل این قدر داند مرجع مذاهب مراسم رود و حق حقیقت ورای نسب و اضافات است۔ گفته ام در استقصار تعصب مذهب نباید بود تو در پس حق رو واللہ یهدی الی الصراط المستقیم و آنکه گوینده عاشق را مذهب معشوق است اکنون این سخن دیوانگان

مرید را بر رهگذر نباید نشست

مرید را توجہ تام بر پیر باید داشت

دیگر است ما را بایشان کارے نیست۔ ودیگر تا مرید را توجہ تام بر پیر نباشد از مشرب او بحق آشرب نباشد۔ مریدے است کہ با صوم وصلوۃ ودیگر اوراد و اذکار بیشتر و دومی است کہ ایں قدر ندارد بیک اتفاق گفتہ اند ایں دومی بہتر از اول نخستین است۔ اگر دریں شخص اعتقاد وحضور وتوجہ بیتر تمام تر از اول است ایں مخ کار دارد۔

مرید را جد وجہد در اخفائے اعمال خود باید کرد

(۱۴۳) اگر مرید در بند د باید کہ شغل ظاہر وباطن وے بیشتر بود از آنکہ گاہ کشادگی در بود۔ ودر باغ وصحرا رفتن ہمیں حکم دارد خصوص کہ تنہا باشد۔ وجد وجہد در اخفائے اعمال باشد بقدر الوسع والامکان۔ وآنچہ از ظاہر ہا است کہ میان صوفیاں اصطلاح یافتہ است ازاں چارہ نیست مثلاً اشراقی وچاشتی وغیر آن۔

مرید را غافل نباید خفت۔ خواب او بین النوم والیقظہ باشد

(۱۴۴) عیبے تمام است مرید را اگر شب یا روز غافل خسپد ہمارہ خواب او بین النوم والیقظہ باشد والبتہ اجتہاد کند کہ وقت خفتن کہ چشم بندد دل بمراقبہ دہد بندد تا ہر چہ پیش آید از وہم وخیال امیدواری باشد واز عین خلل وخطرہ جدا بود۔ خواب او نباشد مگر برائے دفع ملال یا استعداد بیداری شب باشد یا خواہد چیزے حکمے یا کارے درست تر ببیند خود را بخواب دہد چنانچہ گفتہ ام۔ ودیگر برائے آں خسپد تا اخذ ملذ تیں باشد۔ وفائدہ چنین شود در بیداری چیزے است کہ در خواب نیست ودر خواب چیزے است کہ در بیداری نیست۔ در پردہ بیداری زینتے وجمالے وحسنے است کہ ہماں بینندہ داند ودر پردہ خواب ودر آئینہ خیال لطافتے وشکلے است دخنکی

وموانستے است من ذاق عرف۔ در بیداری ہر لذتے کہ داری وہم منغص باقی است اما در حالت خواب ذہول محض است تو با مقصود خود بتمام خویش وہم وخیال غیرے نیست ہم ازانجا است کہ سلف صالح خدا یرا بخواب دیدہ اند۔

مرید برای حضور از حالتے بحالتے تفرقہ نکند و بدہد

(۱۴۵) مرید برائے حضور را از حالتے بحالتے تفرقہ نکند خود را بتمام بدہد و دہد ہر حالتے کہ ہست گو باشں کہ غرض دارم نمیخواہم کہ آنرا تفرقہ باشد البتہ میخواہم بجمع باشں بہر حالتے کہ ہست ہاں وہاں دلرا فارغ نداری۔ و مرید را نباید کہ در روش آید کہ من یک ساعتے دیگر خواہم زیست ہموارہ باید بر دہلیز مرگ نشستہ باشد تا ساعتہ فساعتہ بکاریکہ بہترین کارہا است بداں کار مشغول باشد۔

منتظر موت باید بود

مرید را برائے شب بودن مقام خالی باید کہ ہیچ کس نباشد

(۱۴۶) و مرید را مقامے مخصوص باید برائے شب بودن راکہ آنجا شخص مائی مزاحم وقت او نبود اگرچہ ہر جنس کہ باشد باشد باید آدمی زاد نباشد اگرچہ پسر و دختر و مادر او ست یا خادم یکہ یاری میدہد برائے وضو و غیر آں تنہائی بخاصیت خود اثرے دارد در رسول اللہ صلی اللہ والہ وسلم نخست وحی در خلا بود و در ملا نبود تو از مرداں پرس در ہر دینے برائے تسخیر کواکب را برائے تسخیر شیاطین را خلوتے ملازمے اختیار کردہ اند با شرائطے مشکلہ اگرچہ آں دست دادہ است در کارہا ہم تنہائی شرط است با پاکی نفس و ذکر و مراقبہ۔ دریں صفت امید ظہور ملک و ارواح خلاصہ و ابدال و اوتاد و غیر آں ملاقات ارواح انبیا و دریافت دولت وصول مقصود ہیچ کسے بدولتے جز بدیں عمل نرسیدہ است۔ شخصے نماز بسیار میگزارد و تلاوت

برائے حصول خلوت تنہائی شرط است با پاکی نفس و ذکر و مراقبہ

بسیار میکند با امید دریافت مقصودے کہ طالب آنرا باشد۔ خداوند سبحانہ وتعالیٰ
ایں صلوٰۃ وتلاوت و روزہ اورا قبول فرماید تا او را از غیب بغیر واسطہ کسے اورا
تلقین ذکر ومراقبہ شود وبدانچہ دفع خطرات میسر آید دل مصفی شود شفاف صاف
عکس پذیر گردد ہمچو آئینہ باشد عکس انوار قدسیات بر دلائح شود یا ابدال و اوتاد
یا ولی و مرشدے اللہ تعالیٰ بر وگمارد تا بروے آید وایں رہ او را تلقین کند
ونماید مقصود ما دریں باب ایں است کہ بے کسب دل ہیچ شدنی نیست
ہر چہ کنی بکنی۔

بے کسب دل ہیچ شدنی نیست

مرید را تخلیہ بہتر از تجلیہ است

(۱۴۷) ومرید را باید تخلیہ بہتر از تجلیہ داند۔ تخلیہ اصل کار است ومجمع علیہ
است بزرگان ہم بدیں سخن آشنائی دارند طایفہ جوگیہ ہم بریں میروند
اما اگر تجلیہ را بجائے تخلیہ داد ایں نیز کارے است۔ ابتدا تخلیہ دہد واگر
تخلیہ وتجلیہ ہم یکجا شوند زہے کار وایں عمل خواجگان منست رضوان اللہ
علیہم اجمعین۔

مرید را نشاید کہ پیش از کشوفات وتجلیات وحصول مقصود خود مطالعہ کتب اہل تحقیق کند

(۱۴۸) ونشاید مرید را پیش از کشوفات وتجلیات وحصول مقصود
خود مطالعہ کتب اہل تحقیق کند وعلمے از آں حاصل کند زیراچہ ایں آں علم است
کہ صوفیان ایں را حجاب اعظم نامند۔ اینکہ گویند العلم حجاب اللہ الاکبر
ایں علم سلوک محققان است جز ایں علم را ایشان علم دنیا وعلم مجازی میگویند
بسیارے دیدم کہ ہم یاراں من بودند ہم مطالعہ علم ومسائلہ سخنے تحقیق ایشاں
شدند ایشاں ہم بداں قرار ماندند وبا آنرا علیں مقصود [illegible] وگرویدند دانستند کہ
ورائے ایں چیزے نیست حرمانے کلی وہجرانے اصلی پدید آمد نعوذ باللہ منہ

(۱۴۹) واگر مرید معیل است او را با عیال ایں تدبیر است اگر بلغت
من العیش دارد و تدبیر ایشاں بغیر سعی و قصد ایں ہست ایشانرا بدیشاں کلاً
وجملتہً گذارد و خود بفراغت وقت خویش باشد و از ایشاں حصہ و رفقے نگیرد
مگر آنکہ بصفتے آیند و آرند چنانکہ بیگانگاں باشند بحکم مروت و اشفاق بقدر
حصہ ایشاں با ایشاں مدارتے کند بلکہ اگر چیزے از غیب آید ایشانرا ازاں ہم
قسمتے کند۔ واگر قوت ایشاں بفراغت نیست تا مرد خود کسبے و کارے و احترافے
نمیکند غرضے بکفایت نیست۔ واگر چاکرش پیش آید اگر آں چاکرے از آنہا
است کہ در اوراد و وظایف خلل کند و وقت را بغارت برد آں چاکری و آں
کار برو حرام باشد۔ اکنوں ایں مرد را کمر ارادت کشود و غاشیہ خدمت
بر دوش بود ایں را بہ ارادت و مریدی چہ کار۔ واگر ترلیصے میکند اول وقت
چاشت بکار شود تا آخر وقت پیشین باقی وقت بہ وظیفے و صحبت اصحاب
گذراند و کسبے کہ کند ہم بدیشاں بدہد خود بلقمہ گدای یا از غیب قرار گیرد
یا تعینے از بیت المال برای ایشاں را کشاند بشرط آنکہ اوراد و کار دو روقت
مشوش نگفتہ مثلاً در رکابی سگے نرود بر در نوبت ندیہ نرود و خواری برای
ایں کار نکشد۔ و تدبیر دیگر ایں است خود را مردہ بیند بصفت مردگان سازد
چیزے از صفت موتوا قبل ان تموتوا نقد وقت خویش کند با خود گوید
اگر تو بمیری زن چہ کند یا بعد از من حسن غیب نگہ دارد یا در حکم دیگرے دہد
ضایع نمیرند و اگر زن بیند نجیب برآسند یا بیاسند اکنوں انگاراں خود را طلب بگو کہ
من مردم اکنوں او اگر بگرسنگی و فقر با تو بماند نخ و اگر نہ دود ندوست دارد

فرزندان یا گرسنگی میرند و یا به پرورش کسے آیند برایشاں بر آیند یا چنانچه خدا خواهد غلکین۔ بریں صفت گوشه گیرد۔ چوں بر رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله وسلم فقر غلبه کرد فرمان آمد ایشا نرا الطلب اختیار ایشاں بدیشاں بده والقصه علی الشهره۔ چنیں هم کرده اند چند ے بگردند و چند ے بکاله حاصل کنند قوت اهل و ولد سازند و همه روز و همه وقت بخدا مستغرق باشند۔ ازیں جمله ایں معلوم شد که ایں کار بے فراغت دست دادنی نیست تا از همه چیز فارغ نشوی ازیں ره نصیبه نبری۔

از همه چیز فارغ نشوی ازیں ره نصیبه نبری۔

(۱۵۰) مرید را هزل نباشد مرید قهقهه نخندد و مرید مطایبه بسیار نکند بر زبان مرید فحش نرود و سخناں شنیع نگوید و بر امرد و بر عورت صورت خوب نظر تیز نکند و اگر افتد در نخپند باستغفار و توبه گراید و ایں نظر بازی را قسمت اهل دل نشمرند و تحقیق دانند بدیں قدر سخن بر من تقلید کنند که نظر بر امرد و بر عورت جمیله که در نخپیده دارند خالی از شهوت خفیه نیست هر که دارد و هر که داشت حکایت صوفیان زمانه خود و هر چه اند که من قبل بوده اند با ایشاں نمیگویم سخن با با سراں طائفه است که دریں کار علم اند خالی از شهوت خفیه نبودند۔

مرید در هزل و قهقهه و مطایبه نخندد و فحش بر زبانش نرود و به عورت نظر تیز نکند

(۱۵۱) و اگر مریدے طالبے را پیر از سر رفته اگر یارے است که هم مرید پیر است و آں یار مرد ارشاد است برو بشرط اطاعت و انقیاد و خدمت در آید اگر او توجه خویش فرماید قبول کند او از پیر رو گردانیده نیست غایت باب از اول صف بدوم گردانیده است و او متوجه هم بداں پیر است و اگر غیر مرید پیر با شد اما خلیفانه یکے است برو رود و استرشاد ے کند اگر او هم

اگر پیر از سر مرید برود او را چه باید کرد

پرورش پیر دارد و ہم ازاں رہ او راہ نمائی کند اطاعت کردن واجب باشد و اگر غیر آں کار فرماید ولیکن مخالف کار پیر نیست ہم اقدام نماید و اگر مخالف روش و معاملہ پیر افتد اینجا تاملے باید کرد۔ طالب بیچارہ را اینجا مشکل حالتے است نہ دست آویز است نہ پائے گریز۔

(۱۵۲) مرید باید کہ از رسم و عادت کہ مرداں برسوم پیر وند بیزار باشد و آنکہ گویند مرید مرید نباشد تا فرشتہ دست چپ او سی سال بیکار نماند راست میگویند مرید غرق دریائے ارادت است او را کجا پروائے آں کہ صاحب شمال بنویسد تا دل مرید از تصور حضور مقصود کار معنی مقصود نگشد لذتے بکمال نگیرد رہ روی بیش آمدنی نیست چناں بدان لذت مشغول شود کہ شعور ازوے برود دراں حالت او را نقدے باشد۔ خود بسیارے از معتقدان مشاہدہ ہمیں قوت غلبہ حضور گفتہ اند و ایں تصور چناں بکمال گیرد کانہ ہو شود ہمچنیں گفتہ اند۔ صاحب تعرف در کتاب خویش ہمیں سخن میگوید۔

(۱۵۳) و مرید آخذ بعزایم باشد و عزیمت او ہر چہ بر نفس اشق و صعب بود و اگر ایں مرید را رہ ذکر و مراقبہ گشادہ است و ازیں در فتح بابے شدہ عزیمت او ایں است ہر چہ حضور و قوت ذکر دست دہد ہماں عزیمت او ست مثلاً مرید را دغدغہ شہوانی شد شہوت امصرف نرساند و کسر آں بمجاہدہ و ریاضت کند۔ و آنکہ او را جمال حضور و حسن ذکر جلوہ کردہ است او را ہر چہ ایں دست دہد عزیمت ہماں است۔

(۱۵۴) و مرید در خواب بہر صفتے کہ بیند پیر را داند آنچہ او ست او را بداں

مرید از رسم و عادت
مرداں دوبار باید بود
مرید آخذ بعزایم
باید بود
مرید در خواب بہر صفتے کہ

درخواب بیند داند کہ برائے تنبیہ حالت اوست

تنبیہہ میکند۔ و آنکہ برائے تدبیر استقامت خیال را استعمال مخدرے کند مرید را نشاید اینچنیں او را باید تدبیر او ہم بدل او باشد تا بفراغت تواند بخیدا مشغول شدن آں خارجی تا آید و تا باشد و تا پاید۔ و مرید پیر را در دل خویش بیند اما تصوراً و اما تحققاً و ایں را تمثل قدوسی دانند۔

پیر را اگر ابتلاء شود مرید را بد عقیدہ نباید شد و لیکن دریں باب اتباع او نکند

(۱۵۵) اگر پیر را بہ عورتے و امردے ابتلا شود مریداں بد اعتقاد نگردد باخود دانند کہ پیر سرے را در مظہر ایں شخص مشاہدہ کردہ است نظر بریں ندارد نظر بر متمثل وی میکند۔ چنیں باشد صورتے در عالم قدس نظارہ شود مثال آں در دنیا بیند بیندہ مبتلا شود۔ ابتلاے او بریں صورت نیست ابتلاے او برانچہ گفتیم۔ اما من باآں پیر میگویم اگر دریں موقف وقفہ نکردے از قدس باقدس رسیدے

بیت

ہر چہ ازاں نام و نشانت دہند گر نستانی بہ ازانت دہند

مرید را دریں باب اتباع پیر نشاید کرد و اگر نہ در حلقۂ شہوت و دام ہوا گرفتار گردد نعوذ باللہ من ھذا الحرمان۔ و اگر مرید را مثل ایں ابتلا پیش آید پیر نشاید کہ امتحان نماید و آنرا کارے و بارے داند چنانچہ در بعض مردم شنیدہ ام۔ مرید را از صحبت امارد احترازے بجد است خصوص از مطرب امرد مگر میان طایفہ باشد عقب شدہ و محاورہ با وے شرط رہ نیست خصوص امرد ملیح باشد و اگر در مجلس چنیں اتفاق افتد احتراز بہتر باشد و اگر احتراز میسر نباید غض بصر بریں صفت کہ نظر بر سینۂ خویش میدارد۔ و اگر شخص چنیں کسے است کہ دیوار عورت و امرد و شیخ پیش او منظور نیست و ایں از نظر او

ساقط است باوے سخن نیست۔

(۱۵۶) مرید بلہو وطربے مشغول نشود چنانکہ اسپ دوانیدن تیر فرستادن حکایت کردن گشت وتماشاے باغ کردن بہوا وطبیعت۔ واگر نفس را ملالے باشد خواہد دفع ملال بدیں کند تا در وقت مزاحمتے نہ نماید شاید واگر او را آنجا حضورے وکارے دست میدہد خود بہتر۔

(۱۵۷) ومرید در سفر وحضر بے مسواک وتسبیح ومصلا ورومال نباشد وبعضے ابریق را برابر داشتہ اند۔ اگر سفر است یا بصحرائے بروں آمدہ است خود لابد است چنانچہ شیخ شہاب الدین قدس اللہ سرہٗ در عوارف آوردہ ہر صوفی کہ باوے آوند آبے نیست بدانکہ او قصد کردہ است کہ ترک صلوٰۃ کند وعورت خود را برہنہ کند خواہ ایں قصد کردہ یا نکردہ باشد او را ایں پیش آید واگر مشی ہم در شہر بکارے ومصلحتے زیادتی نیست۔

(۱۵۸) مرید را در ایام ارادت خطرہٗ از دواج شود مزاحمت شہوت پیش آید اگر برائے دفع آں محلے حلالے پیدا کند موجب باز ماندن وباز افتادن او باشد او را چارہ جز ایں نیست کہ بمجاہدہ ومشقت آں قوت را بشکند وآں آبے کہ ہیجان کردہ بود برائے خروج راہم در صلب او قرار گیرد مرد قوی شود وبسیار مجاہدہ را بسر تواند برد۔ مرید ناصبور باشد ہر ساعتے کہ بروگذرد بے مقصود او بلاے است برجان او مردن ہزار بار بہتر از آں حیات باشد۔

(۱۵۹) مرید در تزئین ظاہر خود نکوشد تا آنکہ میخواہد البتہ وستارے خوبے بستہ جامہ خوبے پوشیدہ ہم چنیں باشد ایں کار مریداں نیست۔ مرید در بند طعام

نباشد۔ و مرید را زن و کنیزک بسیار نباشد و ایں کار بسیار نکند مثل ایں سخن
گفتہ‌ام بارہا۔ مرید از مراء و جدال دور باشد و از محافل و مجالس گریزاں بود و در
قبالہ و خطے نشان و گواہی خویش نکند و برائے دادن گواہی را و برائے اثبات
دعویٰ را بدر حاکم نرود۔ از برائے مال و منال را خصومت نکند۔ و برائے
میراث نقود و عقار را مطالبہ نپیوندد۔ و مرید در دل عہد با خدا کند کہ دریں جہاں
و دراں جہاں خصمے با کسے نکند و اگر کسے از مال او و از ملک او چیزے بستاند
اگر بظاہر باشد و ہوئے کند و لے بباطن بخشیدہ باشد۔

(۱۶۰) مرید چوں قدم در ارادت کند بخلوت نشیند با خدائے خویش عقد
عہدے کند کہ ہر کجا کہ حق ہائی از آں من بر کسے متوجہ شدہ است من ازاں
بگذاشتہ‌ام ہمہ و بخشیدہ‌ام کہ او تصرف کردہ است یا برو ہست۔ ازیں
معاملہ امید باشد ہر جا کہ کسے بر وے حقے دارد خدا از جہت او رضائے خصوم
کند۔ در رہ ارادت نخستیں رد مظالم است ایں معاملہ کہ گفتیم آں شخص
امیدوار باشد کہ رد مظالم او شود۔

(۱۶۱) و اگر از مریدے درستے ذمیمہ آید باید بہیچ یکے ازاں حکایت
نکند ہم بدل پیش دارد و ساعتہ فساعتہ بملامت پیش آید و خالی از احداد
نگذارد نفس و مرید را نشاید اگر مریدے دیگر یا یارے و شیخ دگر دوچہار شود
سلام علیک گوید اشارتے بسلام کند زیرا چہ چوں آں صوفی ہمیشہ مرید است
یا بظاہر یا بباطن او شغل بخدا دارد تو او را سلام کنی او را در سلام باید کرد ہر
آئینہ تفرقہ در جمعیت او بشود۔ اگر چیزے میخواند آں سررشتہ گم گردد اما اگر تو

مرید چوں قدم در ارادت نہد با خدائے خویش عہد کند کہ بہ دیگراں [illegible] آید

در رہ ارادت اول کار رد مظالم است

اگر از مرید در [illegible] ذمیمہ آید حکایت آں پیش کسے نکند

مرید را نشاید کہ یار سر راہ در راہ سلام کند

اشارتے بسلام کردی کہ خلف از سلام است سبب کاریکہ بہترین کارہا است
این را خلف او کردہ او نیز اشارتے بعلیک خواہد کرد از طرفین تفرقہ نمی شود و
چو ایں مرید است زبان و دل ایں ہم بکار است ایں را ہم شاید عادت تسلیم
باشارت کند۔

(۱۶۲) و اگر مرید از موسیقار چیزے میداند و میگوید نشاید ذہن را بداں
گماشت کہ کار را بغارت خواہد برد و ہمہ ضروب و نوای و نغمات سرود
در دل خواہد نشست اما اگر برائے تطییب وقت خویش را یا برائے نوحہ کردن
بر روزگار خود یا اصحابے کہ بدر رواند و ہیچ یکے میان ایشاں از دیگرے
دعوے تفوقے و تفضلے ندارد اگر بدیں مصالح گاہ گاہے بداں فن آویزد
زیانکار وقت او نباشد بلکہ مزید کار او گردد۔

(۱۶۳) مرید نشاید لباس پیراں کند چنانچہ اوحدی فرجی چہلتاک
مرقع صدق اینست کہ ظاہر با باطن برابر باشد تو مریدی ہر جا کہ تشخصے
و تخشفے کہ ہست بر خود نہ ترا بایں کارہا چہ کار۔ و مرید نشاید نمازی باخود گیرد
مصلا و ابریق و نعلین دست گرفتہ برد ایں شیوہ مشائخ است۔ و مرید در رہ
متبختر و مترفع نرود و منکسر و منخفض رود۔

(۱۶۴) و کاریکہ مرید پیش گیرد مصلحت یابی از آں کار [illegible] نباید آنرا
بسر برد مثلاً خواست طی کند ضعف قوت آرد بسبب آں افطار کند ہمت بر بندد
تا بسر برد۔ ایں نفس است اگر سست گذاری عقب گیرد۔ و اگر مرید در خواب
یا در بیداری حال کسے را مشاہدہ کند اظہار آں بر کسے و بر آں شخص مصلحت [illegible]

ورنہ ایں مرید را شیخی پیش آید واز مقصود باز ماند۔ و مرید را نشاید مرد مجلسی شود ہر جا کہ بنشیند ہم با وے یار شود و را بر یک جاے استادن وہم بداں جا دادن شرط است۔ و مرید را دیں وہم کہ نفس را ذلیل و مستذل سازم در محال غیر شایستہ ایستادن نشاید نفس خوار گردد چوں خوار شود جاے گردد صحبت بجا آں محل نصیبہ ازاں کدورت گیرد

مرید را باید کہ مقصود خود را قریب الحصول دانستہ باشد

(۱۶۵) مرید و طالب را باید مقصود و مطلوب خود را قریب الحصول داند ایام مرجوہ و حسنات و مبرات دیگر چنانچہ ذکر مراقبہ و نماز ہر بار کہ بدیشاں مشغول شود ہمچنیں یقین کند ایں بار آں بار است ایں وقت آں وقت است در فتح مقصود می شود و چوں ازاں کار باز آید چوں آں مرام بکام نباشد گریہ و نعرہ و شکستگی دل دم سرد و سینہ گرم نقد وقت او باشد ایں نیز کارے دارد۔ دو کار داریم یکے بر دو جداں مقصود دوم گرمی طلب و در نایافت با سوز و تاپاک دل با فراط۔

مرید را سوی الخلق و قوی الترکیب باید بود

(۱۶۶) مرید طالب سوی الخلق قوی الترکیب باید تا مشاق را البسر تواند بر دو احمال شداید را بمنزل رساند۔ و اگر ضعیف باشد از بسیار کارہا محروم ماند در ہر مشقتے در رہ کار و بر در مطلوب راحتے و لذتے دارد کہ ہماں واجد داند و آنکہ بمقصود رسد آں خود فوزے و ظفرے دیگر است او را ہیچ کارے بہہ ازیں نیست زاویہ را ملازم گیرد چشمے و لبے بستہ بخیال دستے ملازمت نماید عظیم کاریست ایں اگر بریں ملازمت میسر آید محسود جملہ طالباں باشد

مرید را دلاور باید بود

(۱۶۷) مرید را باید کہ دلاور باشد از شبہاے تاریک و در بادیہ ہا ماندن

وتنہائی بسر بردن ودر زمین مسبع بیتوت کردن وہمچناں موذیات دیگر بے تشویش بے تعلق بے التفات ماند۔ و مرید را باید ہراسے از جنے و شیطانے نباشد۔ ہم ہمچنیں مار وکژدم وشیر وغیر آں او خود را بنجدا دادہ است در درد طلب چناں گرفتہ است کہ از جملہ دردہا دل فارغ آمدہ است۔ مرید را باید قلندر صفت باشد یعنی از جملہ رسمہا وعادتہا و از ننگہا و عارہا بروں آمدہ بود۔ نمی بینی کہ ایں مردکان چہ بے شرمانند کسے کردہ است سر وریش را تبرا شدہ وخر سوار شود یکے خود خود را تعزیر کند او را چہ گوئی۔ اشارت ازیں صورت اینست کہ ما ہمہ چیز را فرو انداختہ ایم وجملہ رسوم شرعی وعادتی را طرح دادہ ایم کار ایشاں چیست اللنبان اللنبان مرید طالب را ہم ازیں بے التفاتیہا نصیبہ باید۔

حبس نفس

(۱۶۸) و مرید را اعتیاد کردن بر حبس نفس لابدی است چنانچہ میاں جوگیاں است اگرچہ آں قدر کہ ایشاں می توانند کرد نتواند ہم ازیں قسم خالی نباشد و ہر کرا ایں نوع مطلوب افتد صحبت از عورت قطع کند کلا وجملتہ و آب بیشتر کم کند و طعام را آنقدر کم کردن لابدی است کہ ہمیں قدر قوت ماند کہ نماز فرائض و نوافل استادہ تواند گزارد۔ اگر مقیم است واگر مسافر است آنقدر کہ در رہ تواند رفت۔ وسخن فضول و امثال ایں سخن رباشد اگر حبس نفس میسر آید خطرات خود دفع می شود خطرہ تابع نفس است

مرید با خیر و شر

(۱۶۹) مرید را بر خیر و شر کسے کارے نیست۔ امر بمعروف ونہی از منکر و

کارے ندارد

وظیفہ مرداں دیگر است و او را کار با خود افتادہ است۔

مرید را ضیافت دیگراں رسد

(۱۷۰) و مرید در ضیافت نشاید البتہ خواہد ہر کہ برو بیاید برود و او را طعامے بخوراند و او را کار لیست باخود کہ ایں ابواب بر سد آں راہ می شود۔ ایشاں مستتان آں کار اند۔ مرید در غم و شادی کسے یار نباشد و اگر در ولایمے و وفایمے حاضر شود جز برائے حفظ سنت و رعایت دل ہیشینہ نباشد و باید الضرورت نتقاں لقدرہا بکار ماند۔

و غم و شادی ایشاں کارے نبازد

مرید از ہمہ غم ہر کس خود را دور دارد

(۱۷۱) مرید را ہوسے حسے در سینہ نباشد۔ و اگر ایں نوع سر بر کند قدم در اتمام آں حسنے نکند و ست در مجاہدہ و ریاضت کند تا آں آرزو در دلش محو شود۔ و اگر البتہ نمیرد و اگر از قبیل مباحات است و تشیئے یسیر است پیش سگ استخوانے انداز د تا او بداں متعلق شود و از حفیدن باز ماند و ترا رہ رفتن بغیر تشویش میسر آید و اگر العیاذ باللہ از قبیل نا شروعات است ایں مرو را دانید کہ مرید طالب نیست و اگر ہمت کارش ایں باشد کہ جاں باز د و بداں کار نسازد۔

مرید خواب نکند و خواب بر دغلبہ نکند

(۱۷۲) و مرید استقبال خواب نکند چنانچہ مثلاً یکے بساطے فراز میکند و سادہ می نہد و بخوشی و خرمی پا میفراز د و چشم می بندد و انتظار خواب میکند استغفر اللہ ایں خواب خدا ترساں و خدا پرستاں نیست ایں کار اہل ہوا است مرید را خواب با غلبہ است ایں چنیں غلبہ کہ در وے بجا آوردن نمی تواند و باید بغیر وضع خسپد تا خواب بغلبہ خویش آید و مرد زود ترے از اں غفلات باز گردد۔

(۱۷۳) و مرید را استعمال دسومات نباشد و احتراز کلی ہم نہ و اگر چندورمے روغن زیادتی خورد مقابلہ غذائے معہود خود را بسیارے ترک آرد بد نباشد معدہ سبک بود و قوت مردباقی و مزاحمتہائے ہر ساعت وضو چنداں نہ و برائے قوت مزاج را و رطوبت دماغ را ہم اثرے دارد۔ اما دسومات و حلوا و اطعمہ پرخوردن کار مرید نیست۔ آنچہ ایں کبراویاں سہ اربعین امیدارند و دراں عنایتہا میکنند اما مرید را علی الدوام ایں کار می باید کرد۔ او مرید است کہ ایں کار بارہ کند و کہ وقتے تعین دارند برائے ایں کار را ایشاں مہوسانند۔ اما چنیں شاید شخصے ہمہ روز و شب بکار جدہست در سال یکدو بارے چندگاں روز اشق و صعب گیرد و الزم و واجب دارد۔ مرید را کہ طعام نجار انگیز و دبطی الہضم باشد ازاں احتراز بواجبی باید کرد۔ و شرم باشد مرید را کہ گویند مبضیہ افتادہ است۔

(۱۷۴) اگر مرید را صاحب حقے برائے کار مزاحمتے میکند مگذارد کہ او کار اہل ارادت کند بداں التفات نماند از قدم ارادت پس نیاید چنانچہ مادر و مہرباں نخواہد کہ جواں او چندگاں طی کند و ہمہ شب بیدار باشد و از اکتساب و تجارت دست بازدارد و خواہد از دولت و معاملہ مقرر تے شود تا نسلش زیادہ گردد و چشمش بنظارۂ جمال پسر روشن گردد ایں انواع را التفاتے نکند و حسابے نیارد و در کار خود مستقیم ماند۔ لفظ جبار از قبیل اضداد است۔ جبر شکستن و شکستہ را بستن اگر طالب را در رہ طلب فتے گرنی کار رعایت حقے فوت شود خدا و ند سبحانہ و تعالے جبر کسر او کند چنداں حرمت خویش بداں شخص نثار کند کہ ہمہ حقوق خویش را بخشند و منت بر خود نہد و ہمچو مرد صادق باشد اول حال کہ آں صاحب حق

مرید پر استعمال دسومات
اعتدال بورزد
و از طعام بطی الہضم
احتراز کند
مرید از مزاحمت صاحب حق التفات نباید کرد
و قدم ارادت را استقامت باید بود

مزاحمتے میکرد آخر وقت ہمو معتقد شود و خواہد کہ بندہ و مرید گردد مقصود من ایں است
تو ہیچ وجہے قدم ارادت راست مبر پیشتر بر البتہ پس نیائی ہیچ غرضے۔

اگر در حیات پیر یا بعد وفات اوازبزرگے دیگر مرید را چیزے رسد او را عقیدہ باید داشت کہ ایں ہم دادۂ پیر است

(۱۷۵) اگر کسے در حیات پیر یا بعد وفات پیر ملاقات با پیرے دیگر شود
اگر از و آں بیند کہ از پیر احساس نمیکرد از موارد سے و معارفے و حقائق یقرہ
بد اعتقادی بدل نمی باید داد شاید پیر را روزگارے است کہ ایں ہمہ کارہا و
ایں ہمہ چیزہا در جنبہ او است و در خفیہ کنیف او است اما اظہار شرط نیست
و اگر ازیں پیر نصیبہ گیرد داند و اعتقاد کند کہ ایں دادۂ پیر است کہ بدیں رہ
مقید بود و بدیں شرط مشروط۔ اما بہتر ایں باشد مرید ہر پیرے را صحبت نکند و
اگر مرید در تربیت پیرے دگر افتد و از و نصیبہ گیرد ہمیں عقیدہ کند کہ گفتیم چنانچہ
شخصے در خانہ کعبہ رود و آنجا فتحے و فتوحے شود آں تحقیق داند از دولت ارشاد

مرید را باید کہ خانہ پیر را و برکات او را بسیار احترام کند

دعوت و صحبت و دست بیعت پیر است۔ ہم ہمچنیں از ہر درے کہ بر و چیزے
رسد ہمیں عقیدہ کند۔ سمت خانہ پیر را حرمت دار د اگر تواند خوے آں سوے
نید از د و پا آنسوے فراز نکند۔ و ہم ہمچنیں کفش پیر را و دیگر چنانچہ مصلا و دستار
و طاقیہ و دراع و ہر چہ ہست بے وضو دست نگیرد و در محلے با حرمت دار د و گاہ
گاہے بکشد بر رو و بر چشم و بر سینہ مالد و از پیر خواہد انچہ تبع ایں بر من ارزاں
کردہ بمن ارزانی دار۔

مرید وصیت کردہ برد کہ چیزے از برکات بیر در گور او بنہند

(۱۷۶) و البتہ وصیت باشد چیزے جامہ شیخ باوے در گور باشد خصوص
طاقیہ و اگر گرد تربت شیخ چند گرتے گرد د شاید کہ حرمت آں قالبے است
کہ دل آں قالب مقعد عرش باری و مقعد رحمان است و در کتب فقہ

ادب حاضر شدن بر تربت پیر

ہم رواتے است - وزیر پاے شیخ البتہ مہرے بدارد - والبتہ گل بر در تربت
اندازد - ارواح را از بوے خوش نصیبے تمامی است - و پیش تربت پیر بسیار نہ نشیند
زیادہ از سورہ یٰس خواندن نمی شاید - ہرچہ بیشتر خواہی بود خوف آں باشد
راستاد چپا نظر شود و آں بے حرمتی آں قبر باشد - ترا باشد دو چشم ہم بر تربت
بداری یا چشم بستہ ہم در خیال صورت پیر باشد - و اگر چیزے نزدیک تربت
گذارد می شایدش کہ رضاے آں مقبور بریں است و او را بیان مریدے و فضیلتے
می شود - و اگر در حیات پیر یا بعد وفات او بحضور او نشستہ است اگر آیندہ در آں
حالت بیاید براے احترام آں آیندہ نخیزد مگر آنکہ پیر خیزد آں خاستن موافقت
پیر باشد -

مرید را باید کوشید کہ بار خود بر پیر ننہد

(۱۷۷) و مرید البتہ کوشد کہ بار خویش بر پیر ننہد و البتہ اہتمامش در آں
باشد تعلقے از پیش او برگیرد - و مرید بداند چنانچہ پیر را در دین احتیاجے بمرید
نیست فکذلک در دنیا - و اگر مرید را وسعتے ہست در رزق و پیر را نہ آں
سعت از ہمہ پیر داند آں ضیق عیشے کہ پیر با خویش گرفتہ است آنرا باختیار
او گذارد و اگر چہ بیند کہ گاہ گاہے از ضیق معیشت شکایتے می باشد آں
شکایت ہم بمصلحتے حمل کند -

مرید را از تسخیر کواکب اجتناب باید ورزید

(۱۷۸) و مرید را نشاید در تسخیر کوکبے و جنے مشغول شود یا ایں کار را معتقد
باشد ایں ہمہ کار دنیا و یست و او دنیا را باخرت وداع کردہ است حالت
سیر و اسبق المفردون نقد وقت او شدہ است

ادب مرید و امور متفرق

(۱۷۹) مرید پیشوائی کسے نکند - مرید خدمت پیر را اختیار نکند و اگر پیر

در تاکل

فرمایا آں کارے دیگر است۔ مرید بر سر خرچے و بر رہ وادے و سندے نہ ایستد
مرید ہر روز گوشت نخورد و بکلی ترک نیارد۔ حلاوا و مالحات وغیر آں ہمیں
قیاس است۔ و مرید در محافل و مجالس برائے نشست خویش امن عند نفسہ
محلے تعین نکند۔ مرید در رہ راست و چپ انگراں نرود۔ مرید اگر مباشر
خلاف شرعی را بیند انکارش بدل سیندہ بود و ذلک اضعف الایمان
ہمیں معنی دارد یعنی ذلک الایمان ایمان اضعف عباد اللہ از مرید
ضعیفہ و مسکین ترکیب است۔

مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد

(۱۸۰) مرید را از سماع شنیدن چارہ نباشد اگر طالب و مرید و محب است
طالبان بر انواع اند۔ طالبے باشد بعقل و فہم خویش اختیار طلب خدا کردہ باشد
زیرا چہ اعلیٰ و اجل است و اوجب و اثبت است و اعظم و اقدم است۔
اکنوں آں مرد طالبے برہ حکمت است عاشق نیست۔ عاشق و محب دیگر است
آں حالتے است کہ جز القا من اللہ نیست در مضیق گفت و شنید نمیگنجد ہماں
واجد مبتلا و اند از آں قرینہ کہ گفتیم۔ یکے اختیار اولی و اقدم کردہ است۔

طالبان بر انواع اند یک گروہ برہ حکمت روند گروہے دیگر برہ عشق و محبت

سنائی رحمۃ اللہ علیہ اشارتے می نماید۔ بیت

مرا پاے بحمد اللہ ز راہ ہمت و حکمت   بسوئے خطہ وحدت برد عقل از خطہ اشیا

اگر عاشق را پرسند کہ فلانہ را بچہ دل دادی او اگر عاشق است و او را عشق
ربودہ است او ہیچ بیانے نتواند کرد و اگر گوید ہمیں قدر گوید نمی دانم کہ چہ بود
در ربود چیزے بود کہ بروں است از گفت و شنود۔ اینجا تحقیق دانی ہر اعتبارے
در آنگیزند دور تر روند۔

مرید سعت وقت و ضیق وقت را طالب نباشد

(۱۸۱) مرید سعت وقت را و ضیق وقت را طالب نباشد۔ اما اگر سعت پیش آید شاید موجب تشتت وقت او باشد اما اگر در ضیقے تشتتے دارد در ارادت او نقصان است۔ اوان ارادت از اول بلوغ تا گذشت چہل اگر دریں ایام قصدے پیوست باشرط آں کار یرجی منہا الفوز بدولت وصول الحصول واگرچہ دریں ایامے کہ ریاضت و مجاہدہ می بیند مقصود بدام او ندہند نزاع نباشد کہ در پیران سال باید در وقت مرگ یا بدیا بعد آں عن قریب من الموت او خود بسوال آید۔ تو بداں مقبور را چہ حضور باشد کدام دولت او را دست دادہ بود و اگر نہ وقت بعث گاہ حساب یا در بہشت پیش از آنکہ آنجا وعدہ عموم شود۔ و اگر آں درد او را و آں احتراق او را تا آنجا ارند کہ برہمہ مومنان مشاہدہ دیدار شود او را مخصوص باشد چنیں مخصوص کہ یغبطہ الانبیاء والاولیاء والشہداء والصدیقون۔

غرض ما اینست دریں ایام طلب باید ایام طلب ہمیں است از پیران کارے نسازد۔ گفتیم مگر پیرے کہ جوانی بدیں کار بسر بردہ باشد۔

(۱۸۲) و مرید را نشاید کہ ہوس ملبوسے و مطعومے کند و ایں ہوس را بسر برد۔ استغفر اللہ برائے ایں خطرہ خیلے بر نفس مذمت و ملامت و مشقت پیش آید کہ نفس را کار بجاں افتد۔

(۱۸۳) مرید را ایں قدر باید دانست اگر یکے را در صورت مجاز میلے افتد او را بارے رہ بردن بدو چند کار است۔ اعتکاف بر در او یا ملازمت برآمد و شد کوچہ او۔ در ساختن باکساں او بدانچہ تواند و بذل کردن ہر نقدے کہ

بدست اوست وسحرے وجادوئے وتعویذے کردن وبرعاملان ایں رہ و برساحران ماہر ملازمتے والتماسے کردن۔ ہمبریں منوال مرید الابدی است بود او ومسجدے باشد درحظیرۂ باشد درکنج وخرابۂ یا گہے برون مسجد وگہے بمصلحت بامردم وبازہا دوعباد ومردم صلحا آمیختن ضرورت است وره ازایشاں آموزد وجدان مقصود ازایشاں یابد وہرچہ باشد بدل ایں راہ کند۔ نمازے وروزۂ وورودے ودعاے ازضروریات کارمرید است مقصود ہیچ دریراکہ آں از ابواب برّ است فرود اشت نکند ہر رہے وہر درے می پویدتا ازکدام رہ روئے مقصود بیند۔ وبعضے مریدان صوم دوام اختیار کردہ اند ایشانرا بیشتر ایں صفت بود کہ چیزے رسد نقدے جنسے طعامے ایں برائے افطار دارند۔ ومریدے دیگر روزہ اختیار نکند ہرچہ بنقد رسد ہم بداں سازند اگر ہمہ روز گذرد وچیزے مشروبے دماکولے نرسد اورا امساک باشد۔ اما تقلیل شرط است ہم ازیں گفتہ اند من صام صوم الدھر فافھمہ انہ قد اجتمع عندہ لاشئ من الدنیا اما ما چنیں می گوئیم صوم دوام بہتر باشد واگر اختیار مرد آں بود کہ البتہ چیزے را بمصلحتے نداد اگر ہماں وقت رسد افطار کند نیکو معاملتے است ایں واگر نہ فاقہ را قوت وقت سازد واگر چیزے دارد برائے دفع تشویش وقت را یا دوسہ دیگر صایم اند برائے موافقت ایشانرا ازمعاملہ محققان دور نباشد۔

(۱۸۴) مرید را ہرچہ بدستش باشد باید کہ ازاں خاستن تواند اگرچہ بادشاہی باشد۔ حکایت سلطان ابراہیم شنیدۂ قدس اللہ روحہ۔

(۱۸۵) مرید اگر وقت اضطرار سوالے کند بخورد شاید واگر جائے میزبانی است

مرید باید کہ ہرچہ دردست او باشد ازاں برخیزد

وقت اضطرار مرید را

خبر ستدعی را دخل ہست و خصم خانہ بر آں کارہ نیست شاید کہ بر وو دراں مجلس
دفع تشویش خویش کند۔

(۱۸۶) و مرید بیچارہ در دہلیز مرگ نشستہ باشد گمان نبرد یا خود کہ دو دم ساعت
زندہ ماند تا کارے کند۔

(۱۸۷) و مرید را نشاید کار و شغلے کہ از پیر گرفتہ باشد و پیر را دراں باب استتارے
و ضنّتے باشد کہ آنرا آشکارا کند۔ و مرید از پیر سرّے طلب نکند و اگر کند پر خطر
باشد اگر بر مزاج افتد زہے کار و اگر بر خلاف افتد زہے بلا و اگر مرید در زیارت
بزرگے یا پیرے رود التماس نہ پیوندد اگر التماس نکند صورت ضرورت آں باشد کہ از
پیران بزرگ صالح طلب کند کہ خاطرے بدارند کہ پیر او برو نظر شفقت کند۔ و اگر از گور
بزرگے یا پیر پیر استمداد کند بگوید اللہ علیک کہ پیر مرا اشارتے فرمائید و مرا پیش او
بہ نیکی ذکر کنید و او را بریں آرید کہ بر من نظر شفقت کند۔

(۱۸۸) مرید پیر را ہمچو شیشہ صافے شفافے تصور کند و انوار قدس را ورای
آں شیشہ آنچنانکہ آں انوار دروں شیشہ نماید ہر بار کہ مرید پیر را بیند داند کہ
نور قدسی برو تجلی کردہ است و ایں معکس اوست و من در نظارہ آنم۔

(۱۸۹) مرید را باید ہر چہ پیر فرماید در حال صورت امتثال پیش آید و اگر چہ
امرے محال نماید۔ مثلاً اگر فرماید شتر را دست و پا بر بند بر کن بالائے بام
بیار اگر چہ ایں امرے متعسر است و ایں را محال عادی گویند اما مرید اقدام کند

(۱۹۰) و مرید ہر چہ در خواب و مراقبہ و واقعہ بیند پیش پیر گذراند تا پیر تعبیر
آں کند و بحسب آں معاملتے فرماید۔ مثلاً در واقعہ یا در خواب بزغالہ بیند کہ بطرف

او میل کرده یا بر و غالب آمده یا ہمیں صورت او دید پس پیر ایں را تعبیر بہ شہوت
کند و سبب دیدار او برائے دفع آں کارے فرماید۔ ہم چنیں ہر حیوانے و
ہر پرندہ کہ بفعلے و صفتے مختص است چنانچہ سگ و مورچہ بشحّ نسبت اند
ستور و خر باکل و شرب مار و کژدم و امثال آں باید او شیر و گرگ و پلنگ
ہمیں حکم دارند و بغضب نسبت کنند و پیر را دریں باب برائے دفع آں تدبیرے
ہست و آنکہ انوار را ہر جنسے بیند او را نیز تعبیرے خاصے است و پیر را آنجا
فرمائشے و کارے۔

(۱۹۱) اگر مرید را اتفاق افتد در مجلس چند بزرگے حاضر شود مثلاً آنجا
خضر است و ابدال و اوتاد و دیگر اند و پیر است باید از ہمہ گذشتہ روے
بہ پیر آرد۔ اگر چیزے جوید و طلبد ہم از وے و اگر پیغامبر را بر صورت پیر بیند
اشارت بریں باشد اتباع او اتباع پیغامبر است۔ و اشارت بریں باشد کہ
پیر موفق باتباع نبی است۔ و اشارت بریں باشد کہ ایں پیر بجائے من است
میان من و او بیگانگی نیست۔ حکایت ما بدیں ماند کہ نحن روحان حللنا
بدنا۔ و اگر ایں چنیں اتفاق افتد ایں را خواب و واقعہ گویند ایں کار بدست
من و توفیست تا از غیب چہ آید در پیش۔

مرید را اگر اتفاق افتد در مجلسے پیر را با دیگر اکابر باید کہ از ہمہ گذشتہ پیش پیر رود

(۱۹۲) اگر چنیں اتفاق افتد مرید در واقعہ پیر را بیند و داند کہ ایں
خدا است تعبیر کنند ایں مظاہر او است و متقلب بانواع تقلبات او و خدا
کارہا بدو سپردہ است کہ افعل ما شئت و معنی افعل ما شئت ایں است
کہ ہمہ متعلق باخلاق باری باشد و اگویند چنانچہ او تعالی آنچہ خواہد کند تو

مرید اگر پیر را او خدا بیند

معنی افعل ما شئت

نیز آنچناں کن فانک معفوای فانک موضوع عنک وزرک وثقل وجودک ومحو عنک وھم انیتک دلبسیار مروم اینجا ایں گفتہ افعل ما شئت یعنی ہرچہ خوشش آید کن از نیک وبد۔ استغفر اللہ ایں گفتار محققان نیست۔

(۱۹۳) مرید اگر چیزے را در خواب یا در واقعہ بیند وآں چیز ہم ہمچناں شود مثلاً آمدنی بودنی شدنی را دید ایں را از قبیل کرامت نشمرد وایں را از خوارق نداند جملہ عوام دریں قسمت مشترک اند بل الکلام فی الاجانب ومرید اخطارہ در دل آید ہماں زماں اثر آں ظاہر شود ایں نیز ہم ازیں باب ہست۔

(۱۹۴) ومرید امروز کہ عمر دنیا بہ ششصد وہفت سال رسیدہ القلیل احتیاط باید کرد کہ فاش آشکارا معلوم حق کسے نخورد واگر در احتیاط کوشد گر گرسنگی میر یا طعام غیب آید۔ اگر تکثیر وتقلیل کند بجائے مخمصہ باشد۔

(۱۹۵) ومرید داں کوشد کہ دریں دو وقت سخن با کسے نگوید بعد اداے سنت بامداد تا اداے صلوۃ اشراق وبعد صلوۃ عصر تا فراغ از اوراد ایں مگر بجائے او را ضرورت باشد وآں ضرورت بلاے باشد براں مکین۔ اما مشائخ ومرشداں ازیں قسمت مستغنی اند۔

(۱۹۶) اگر مرید عمل کیمیا داند وسیمیا داند البتہ اظہار آں برکسے نکند وآنچہ نیاموزد وخود آں کار نکند نہ براے خود ونہ براے خدا اگر ای کند خود بہ نہ ایں رنگ آمیزی کند واگر در اثناے ارادت وثبات ایں چیز را پیش آوَرَند للہ علیک ایھا المرید ان تلحظ الیہ بدانی امتحانے عظیمے ازاں

آمدہ است وبلاے قوی متوجہ شدہ است ترا از درخود چناں خواہد راند کہ تو لائق شاگردی ابلیس ہم نخواہی ماند۔ والبتہ صادقانرا ازیں جنس پیش آمدہ است و آیدا ما صادق کجا بدینہا پردازد۔ چگوئی کسے را کہ اضطرار شد وا و دراں اضطراد اصطبار ورزید بداں سوختگی قرار گرفت من اللہ براے او فتح بابے از غیب شد و اگر نشد براں جان عزیز را تسلیم یار کرد و دیگرے عملے کرد آں وقت را گذرانید کہ بہتر یکے جان خود را بذیل آلہیت بر بستہ است ویکے بدنیا بر بستہ است فشتان شتان بین المنزلتین۔ و آنکہ عملے بذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نسبت کنند آں بکیمیا و سیمیا وعمل ودارد و نسبتے ندارد او متعلق باخلاق اللہ است واللہ یفعل ما یشاء ایں را قسمتے از نسبت روح اللہ تصور باید کرد۔

حصول نعمت از طلب درست

(۱۹۷) مرید را طلب آنکہ درست افتد یا از عالم غیب بر و شاہدے شدہ بود آں جمال و امکان حصول آں جمال او را در طلب و ارادت آرد یا القا من اللہ در دلش افتد کہ بدولت دیدا ہم دریں جہاں کبار را بود و باشد

مامون العاقبت بودن پیراں

(۱۹۸) مرید را باید بداند کہ از معاملہ پیران سلف و خلف ایں محقق شد کہ پیر بجائے میرسد کہ مامون العاقبت می شود۔ ایں شجرہ نبشتن و ہر یکے را سندے لبندے داشتن و دوام توجہ مرید با پیر در حیات و ممات دلیل کرد کہ اجماع ایشاں بریں است کہ ایشاں مامون العاقبت بودہ اند و اگر درمیان ایشاں بہ شخصے مائی وہم خلل افتد مرید را توجہ درست نیاید و ہیچ فضلے از ایشاں نتواں گرفت۔ قول ذوالنون رحمۃ اللہ ہم بریں سخن گواہ است

ما رجع من رجع الا عن الطریق ومن وصل لا یرجع چنیں دانم بعد کشف حقیقت از طرف الٰہیت بندہ را حفظے درستے است او بجائے رسیدہ است فرو افتادن را امتناع نماندہ است زیرا چہ او شخصے است فرد و بالا او رایکستاں گشتہ است۔ یک سخنے کہ میاں صوفیان و متفقہ اختلافے مبینے وارد ایں است کہ گفتیم۔

(۱۹۹) و مرید را لہوے و ہزلے و طربے کہ حلال آمدہ است بر خود حرام گرداند او را جز یک طلب و جز یک کار ہمہ گذاشتنی است۔ پسرے باشد کودکے باشد کہ مطایبہ با وے مباح است بر مرید حرام باشد کہ با وے مطایبہ کند ہم ہمچنیں مباحے دیگر کسے رباعی گفتہ است نیکو رباعی است۔

رُباعی

در ہر دو جہاں ہر چہ شود گو شو گو | وز دور زماں ہر چہ شود گو شو گو
مشغول بحق باش مبر از دو کوں | وز سود و زیاں ہر چہ شود گو شو گو

(۲۰۰) مرید را ہر حدیثے و اثرے و حکایتے کہ در باب عبادات و طاعات و مجاہدات رسد برائے صحت تحقیق او را تتبع حاجت نباشد زیرا چہ محض خیر است برائے محض خیر را سند چہ مطلبی کہ اتفاق است حمد وح فی الادیا ملکھا۔ و اگر سخنے در ترخیصے و تسہیلے باشد برائے تصحیح او را تتبع باید کرد کہ جوالا گری زنادقہ است

(۲۰۱) مرید اگر کاغذے در رہ گذرے افتادہ یابد و دراں سخنے نوشتہ باشند بداں سخن مردم را رہ سلوکے دست دہد عمل کردن براں واجب است

نوشتہ شدہ است باید کہ براں عمل کند

مرید عاشق ایں است بے ورہ کائے باشد کہ بداں روئے مقصود تواں دید۔ دریں
قضیہ مرید ہذیان گوی باشد چنانچہ عاشق و معشوق را گہے بہ سرو نسبت کند گہے
بگل نسبت کند گہے بمارے و کژدمے نہ آنکہ ایں ہمہ ہذیان گوی عشاق است۔

مرید ہر مالے کہ در ابتدائے ارادت دارد باید کہ آنرا صرف کند

(۲۰۲) مرید را اگر در ابتدائے ارادت مالے در ملک باشد خرچ آں
مال ضروری بود البتہ آنچناں شود کہ بر وزکوۃ واجب نیاید۔ و اگر آنچناں شود
کہ ابو بکر کرد رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پرسید ما خلفت
لعیالک فقال اللہ و رسولہ و اگر نہ معاملہ عمر کند رضی اللہ عنہ بلغت
تکفیھم اگر عیال باشد ورنہ شبانہ بر خود ندارد۔

مرید کار امروز را بفردا نگذارد

(۲۰۳) مرید را نشاید در دل ایں گماں برد شب افتد چنیں کنم و شب
گذرد روز را چنیں کنم و مرید را ہر چہ پیش آید ہم بنقد وقت سازد تسویف
و اہمال را از حرماں شمرد

مرید را اگر ناگاہ نظر بر جمیلے افتد بار بالقصد بروں نظر نکند

(۲۰۴) اگر مرید را نظرے بر جمیلے مستحسنے افتد بازش لعمداً نہ بیند و آرزوئے
دیگر از وے بہر دو سرے فرو افگند چشمے بندد و بخیال او بدل مشغول شود نکو کار
باشد۔ ہست اینجا رہ روی اگر از ہوا کلی برات باشد ایں معاملہ آں مرید است
کہ اورا با صورت خیالی پیر کارے نیست۔

مرید از اعمال جوگیہ احتراز ورزد الا حبس نفس

(۲۰۵) مرید را آنچہ اعمال جوگیہ است از ہر جنسے کہ ایشاں دارند
خبر حبس نفس و نسبتے مخصوص کہ ایشاں دارند و مکانے کہ با ایشاں باشد
احتراز واجب داند و ایں دو سہ چیز کہ از آں جوگیہ گفتہ ایم
لابدی صوفی است۔

مرید را آگر آرزوے خوردنی و آشامیدنی پیدا شود او را چہ باید کرد

(۲۰۶) واگر مرید را آرزوے خوردنی و آشامیدنی شود میاں ایں سہ معاملہ یکے کند نخست دراں کوشد کہ آں خطرہ و آں ہوس از دل بکلی رود و اگر باز می رنجاند استخوانے پیش سگے اندازد و خود بفراغت مشغول شود یا بماند آں قدر باندنی ہست ہوس او بدو ندہد یا بمقابلہ آں مجاہدتے سختے برو نہد او آنرا قبول کند بدیں ماجرا دفع کدورت آں ہوس میشود۔ واگر مرید را عیال باشد و ہر بار خاطرش براے تقرب میکشد بناید ہر بار بداں ترا ثرخائی مشغول شود بدارد تا حالت توقاں رسد کو رشدہ آں تشویش ازخود دفع سازد و اگر نہ ایں جنس سبب حرمانے عظیم است و اگر بدارد البتہ البتہ مزید ہا بیند و شوق و ذوق غالب تر و قوی تر گردد و طلب قوت گیرد و عشق موج باوج رساند و اگر مرد صاحب تجلیات است تجلی با جمال تر باشد و با شیوہ و شکل بیشتر بود و ربا بندہ تر آید۔ اے عزیز حکایت از تجربہ میرود۔

مرید را باید در خیال مقصود

(۲۰۷) و مرید را باید بادیہ و زاویہ حجرہ و گشت کوچہ و بازار و خلوت یکرہ باشد یعنی البتہ دلش از تصور حضور مقصود و یا ذکر خفی بر تخیل او زاں او خالی نبود۔ ازیں عاشقان مجاز پرس ہست ایشاں را دلے خالی از خیالی معشوق۔ مرید را ہم ایں صورت است۔

عمل مرید کہ بندہ کسے باشد

(۲۰۸) اگر مرید بندہ کسے باشد او را تدبیرے نیست جز پاکی نفس و دل متوجہ تمام۔ اینچنیں بندہ آزاد وقت خویش باشد ایں بسیار آسانی است بروے جز پنجوقت نماز فریضہ بدنیات دیگر برو متوجہ نیست زکوۃ را مال باید حج را سفر باید او بخدمت مولی مشغول است۔ جہاد اگر فریضہ افتد

اجازت و فرصت باید۔ اگر بر نفس او چیزے رود حد او نصف حد احرار است
روزه همان سی روزه ماه رمضان پس اگر خوند کارے ظالمے آں کار فرماید که اقامت
روزه نتواند کرد شرعاً معذور باشد۔ الغرض مقصود آں دارم که مرید طالب را همان
دو چیز که گفتیم خمیر مایه جمله سعادتها است و جمله طاعتها و عبادتها بے ایں دو چیز به
خسے و به پوست جوے نه خرند۔

مرید را بر پستی نسب خود نظر نباید کرد و همت بلند باید داشت

(۲۰۹) مرید را بر خست نسبت و نسب خویش نظر نباید کرد و طلب کند شود
و شوق کم گردد و هم حرماں و خذلاں افتد بداند۔

بیت

اینجا همه ژنده و دل پاره خرند بازارچهٔ قصب فروشاں دگر است

مریدا ایں عمل مبارک است که دلش از همه طالباں مشتاق‌تر و از همه
سوختگان افروخته‌تر و از همه روندگان شتاب‌تر و تیزتر و از همه بلند همتان
بالاتر و بیشتر و بلندتر و از روے ظاهر نظر بر خست نسب و شکستگی نفس خسیس و
خبیث و از همه کمتر و پستتر دانستن۔ ایں چنیں مریدے بادیه‌ها قطع کند کوهها
را پامال سازد و دریاهاے آتش را شناور شود کارها سر و از وے که رشک گاه
جمله طالبان و محبان بود۔ مرید باید دریں سخن اندیشه کند که سرور فقها چه میفرماید
و پیشواے علما چه گوید رحمة الله علیه عِلمنا هذا لا یصلح الا لمن ضرب دکانه
و فرق اخوانه و طلق نسوانه ایں حال علم ظاهر است باطن را چه
پرسی و چه گوئی۔

مرید را در خانقاهے

(۲۱۰) مرید در خانقاهے و لنگرے براے قوت را قرار نگیرد و ننگ حاجت

خرچ آنجا و خادم نکشد و اگر بضرورت برائے دفع تشویش درخانقاہے در باطے سکونت اختیار کند ایں ضعیف حال را باید کہ ہمہ روز و ہمہ شب برائے غذا و برائے پرکالہ نان راحاضر و شاہد میاں آں ساکنان نباشد۔ البتہ تنہای گزیند یا ہمدران خانقاہ زاویہ گزیند کہ جز برائے فریضہ بیروں نیاید یا کہ روز شدہ در گورستانہا و بادیہ ہا رود و شب شدہ در آید۔

(۲۱۱) و مرید را از دو ختنی و سختنی چارہ نباشد زیرا چہ بود او در تنہای است۔

(۲۱۲) مرید ترشی بسیار نخورد کذلک شیرینی۔

(۲۱۳) مرید را اگر احتلام بر حرام افتد باید بر توبہ خود اعتماد نکند۔ و آنکہ گویند احتلام عارفاں از النعمۃ اللہ است آں سخنے دیگر است۔

(۲۱۴) مرید برائے آنرا کہ ایں کاریست کہ معاونت است مر مسلماناں را و تفریح قلب مسلمان است و کفایت مؤنت مومنے است و وقت را غارت کند و برائے فوز درجہ و ثواب را اقدام نماید نشاید ایں ہمہ حسنات است ابواب براست کسے نگوید کہ بد است۔ اما مرید طالب راہے عا جدہ است کہ آں رہ بدیں تنہا مغشوش میشود و مکدر میگردد گوی خارے و کلوخے در رہ افتادہ باز می ماند۔ و اگر گویند خداوند تعالیٰ از برکت آں او را فتح بابے روزی کند نکو سخنے است ایں کہ از برکت ایں فتح بابے شود انشاء اللہ اما آنکہ مرید طالب دارد بداں ماند کہ کلیدے بدست کردہ و قفلے کلید را در عمل داشتہ میگرداند و می جنباند تا صورت فتح ظاہر گردد۔ میان ایں کار و آں کار چند تفاوت است

حاشیہ: تنہای برائے قوت قدر نیاید کہ برید۔
مرید از دو ختنی و سختنی چارہ نباشد۔
مرید ترشی و شیرینی بسیار نخورد۔
مرید را اگر احتلام بر حرام افتد بر توبہ خود اعتماد نباید کرد۔
مرید او را بکار خویش مشغول باید بود نشاید کہ بکار دیگران مشغول شود۔

اندیشہ کن بہ بین آرے فسخ امکان ہست چو امر ممکن است شاید در بعض مواضع واقع ہم باشد کہ بہ رعایت مبرات و حسنات امید رجاے مثوبات ہست لیکن بنقد تشتت است جمع ہم نیست و دراں کار یاد محبوب در دل کار محبوب در دل و رہ محبوب نزدیکترین راہ ہا است از دویدن و پوئیدن و تا در محبوب رسیدن و سر براں در کوفتن است فشتان بینہما شنیدہ دو رہ است یکے رہ طالبان و دوم رہ نیکمرداں۔ ہرچہ ثواب دراں بیشتر و امید بہشت و نجات از دوزخ بسیار تر آں کار نیکمرد را موافق تر۔ و دوم رہ طالبان است با ایں ہمہ عبادات کہ نیکمرد دارد او را دل متعلق بخدا و متوجہ بحق و جز او چیزے دیگر در دل نہ و ازیں ہمہ عبادات جز دریافت مقصود چیزے دیگر مطلوب نہ و کاریکہ طالب دارد ہیچ کارے وزنے و قارے ندارد۔ اگر حضوری کہ طالب را است بادے نیست۔ مرداں سالہا نماز گذاردہ اند و شبہا بیدار ماندہ اند در روزے و شبے ختم قرآن کردہ اند او بوے از رہ طلب نیافتہ اند چوں اینکا او خبرے نداشتہ اند۔ اینجا سخنے بسیار است اگر نویسیم مختصرے دراز گردد ایں محل سخن نیست۔

راہ دو است یکے راہ طالبان خدا و دیگر راہ نیکمرداں

(۲۱۵) و مرید را باید کہ بداند کسے را کہ کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر شد ببلاے مبتلا گشت کہ مبادا ہیچ مسلمانے بداں مبتلا گردد۔ غیب با ہمہ غیب است اللہ اعلم فردا چہ زاید۔ مرد بارے بہ نقد وقت خویش خوش است۔ و آنکہ او امروز داند کہ فردا چنیں مصیبتے پیش آید ایں مرد صاحب کرامت بہ نقد غمگین ماند و گلیں باشد۔ آنچہ شدنی است خواہد شد اما ایں غمے زیادتے

مرید را باید دانست کہ کشف غیوب و اطلاع بر ضمایر بلاے عظیم است الا آنکہ برضا باید بود

است کہ بروے افتاد۔ دیگہا سرپوشیدہ میجوشند تادرہر دیگے چہ چیز است
ہم ہمچنیں دلہا است خداوردلہا چیزے نہادہ است درد لے مکرے وغدرے
ونفاقے ہست ایں صاحب کرامت را اطلاع بر ضمیر او شدکہ درضمیر او چنیں
وچنیں است آنکہ چہ شود بروی گوید او انچہ ہست ازاں باز آمدنی نیست
مرداں بسیار ایں کار کردہ اند وایم اللہ کہ بسیار جا شوخی ودلیری ایشاں
شدہ است۔ واگر نمیگوید بدل می داند ایں آیندہ با من ندارد وور دل او
چنیں وچنیں است نہ آنکہ بہ نقد وقت ناخوش است والا بغیب میگذشت
میدانست کہ مراحب است وچنیں وچنیں است ویوہم وخیال خویش بوقتے
خوش می بود ایں مرد صاحب کرامت راکہ بر وکشف غیب است وآنچہ
وراے استار وحجب است او میداند مرداں میگویند زہے دولتے کہ او
دارد۔ او زنے دارد او کنیزکے دارد او مادرے وخواہرے وپسرے دارد
کارہا در کارخانہ خدا است کارے درغیب ودرستر میرود وایں مرد بر آں
مطلع اکنوں آنکہ چہ میگوی خاموش باند ماہن گردد ہرچہ کسے میکند گوئکن
گوشتہ می بیند یا برحسب آں معاملتے با ایشاں کند آنکہ چہ گویند دیوانہ
شدہ است عقل برباد دادہ است سخرہ ومضحکہ گردد وتو چہ گوئی او را چہ
گویند وایم اللہ ایں بلائے است کہ ایں قوم بسیارے از خداے استغاثہ
کردہ اند کہ میسر نیامدہ است۔

(۲۱۶) ومرید را نشاید البتہ خود را بنامے شہرہ کند چنانچہ کیے را گفتہ
اند کہ بشر حافی وفلانرا گویند دہنکرہ پوش ودیگریرا خوانند چرم پوش

مرید را نشاید کہ خود را بنامے شہرہ کند۔

کار او خلوت است و کار او نسیتی است و کمی است۔ پاے برہنہ گشتن بضرورت احتیاج باشد و دہنکرہ و چرم پوشیدن برائے قطع مونت باشد البتہ آنچناں کردہ تراحافی نامند و چرم پوش و دہنکرہ پوش گویند نہ بجاں و سر خود کہ نکنی ایچنیں کارے۔

مرید چوں چشم از خواب بازکند او را باید کہ خیال کند کہ وقت بیداری در دل او چہ گذشتہ است

(۲۱۷) مرید را باید نخست چشم از خواب بازکند در خیال دل خود درود کہ خاست از خواب در دل چہ گذشتہ است از آنجا بداند کہ او طالب آں چیز است و اگر خبر مقصود و کار مقصود در دل گذشتہ است او بداند کہ او مرید خدا و طالب خدا و طالب حق نیست ہوسے است کہ می پیرد از مرداں شنیدہ کہ بہتر ازیں راہ راہے دگر نیست و خوشتر ازاں نام نامے دگر نہ خود را مرید طالب نام نہادہ است۔

مرید را در نماز مراقبہ پیر باید کرد۔

(۲۱۸) و مرید در نماز مراقبہ پیر کند تصور او در راستا و چپا باشد بداند کہ پیر یکے از دو طرف او حاضر است یا او را امام تصور کند یا خود را بین یدیہ داند۔ و اگر موضع سجدہ گاہ پیر را تصور کند یا او را حاضر و شاہد یابد کارے باشد ایں قدر امیدواری بسیار بود۔ و در وقت تصور پیر بر بہترین صورے و شکلے کہ او را دیدہ باشد ہمداں صورت تصور کند و تخیل آں بندد۔

(۲۱۹) و مرید ہر جا کہ باشد اگر در بادیہ و اگر در شہر باید کہ نماز فرضیہ از جماعت فوت نشود۔ و آں بزرگانرا کہ شنیدہ عمر در بادیہ گذرانیدہ اند ایشاں را جماعتے از غیب بودے ارواح خلاصہ یا فرشتگان یا مرداں غیب با ایشاں می آمدند نماز مسگذارند جماعت فوت نشدے۔ و دیگر اگر یکے تنہا ماند و آنجا

قابل نیست کہ دومی پیدا شود آنجا بضرورت سنت بدو متوجہ نیست و آنکہ گویند اگر تنہا باشد حفظہ را تصور کند کہ با وے میگذارند خیال است ایں تحقیقے ندارد واگر ایں مراد از آنہا است کہ فرشتگان باوے شاہد شوند و امامت کند و ایشاں اقتدا کنند ایں فضلے دیگر است ایں ہمہ گفتیم بدینہا سنت جماعت بجا آوردہ نمیشود برائے آنرا انا سے باید و باقیات در ہاویہ تناسی ساقط اند۔ اما مردمان غیب و صلحائے دیگر یاری کنند آں جماعت است ارواح خلاصہ و فرشتگان اینجا دخل ندارند۔

(۲۲۰) مرید ہرگز گماں نبرد کہ جنید و شبلی و بایزید از پیر او بہتر اند یا کسے در عصر او ہمچو پیر اوست و اگر بنوعے اگر تحقیق شد یکے از و فایق است مرید را دست از دامن پیر فرو نباید ہلید۔ پدر پسر را پرورد نہ مرد اجنبی اگرچہ رحیم کریم باشد او را با توجہ لطفے و رحمتے۔ اما پرورش پسر برگردن پدر فریضہ است او دست دادہ است و تو متولد از سرا وئی۔

(۲۲۱) مرید بعمل دیو و پری و کفتار اگرچہ داند مشغول نشود و ایں کار نکند۔

(۲۲۲) مرید را آوند آبے دایم برابر باید خصوص کہ از شہر بیروں شود بزیارتے یا بجائے۔

(۲۲۳) مرید بر دریا و رنہ شنید کہ تشتت وقت و تشویش حال آنجا حاضر است مرید بسمتے کہ کعبہ و حرم مدینہ و زیارت بزرگے نیست مسافری نکند لہ بغیر ایں مقاصد جز ہوا پرستی نباشد۔

مرید ہرگز گماں نبرد کہ کسے دیگر از پیر او بہتر است یا کسے باشد
مرید بعمل دیو و پری مشغول نباید شد
مرید را آوند آب ہمراہ با خود دارد
مرید را سفر دریا یا سفر دیگر بدون مقاصد دینی نباید کرد

(۲۲۴) مرید ہر جا کہ استدعا کنند برائے طعامے وسماعے را اجابت نکند واگرنہ ترسم کہ نفاق وبرخوردن وخوشاں ماندن نقد وقت او باشند مرو مجلسی گردد چنانچہ ندیماں وشاعراں در مجلس می باشند۔ ومرید بذلہ گو ولطیفہ ساز نباشد۔

مرید در بازار ہا نرود الا بضرورت شدید

(۲۲۵) مرید برائے خرید وفروخت را خود نیاید مگر بضرورتے کہ افتادہ باشد کہ کسے ندارد وچوں ایں چنیں اتفاق افتد باید کہ طریقہ عوام خلق کہ بس ملح می باشند ومکیس میکنند نکند ہرچہ پیش آید ہمیراں سازد واگر گوئی مکیس آمدہ است نمیگویم نہ آمدہ است میگویم کہ مرید اوست کہ او را پروائے ایں چنیں ہا نباشد واگر کسے را در بازار بسودا فرستد برائے محاسبہ را مناقشتے نکند وآنکہ گویند تنبیہیں حق را تا از آں ایں برا و چیزے نماند واز آں او بریں چیزے نرسد ہر آئینہ ہم برائے ایں را باشد واگرنہ چہ معنی دارد اما ایں میگویم کہ حق مرید برا و ماند بخشد وباستقضائے پیرا مون حق پیشینہ نگردد باایں ہمہ استرضا را درکار میدارد۔

مرید در طہارت ونظافت ہماں قدر کوشد کہ فقہا فرمودہ اند۔

(۲۲۶) ومرید را در طہارت ونظافت آں قدر کوشش نباید کرد کہ لابدیات درخلل افتد۔ تطہیر وتنظیف ہماں قدر کہ فقیہہ فرمودہ است باقی دگر زیادتی است۔ مرد احمق برخود میگیرد امر تعبدی است پس منحصر باید بود ہمبراں اختصار باید کردن کہ از خدا بر تو وارد است وعلما را آنجا اجتہادے است عارف گوید اصل در اشیا طہارت است اما در تشخیص وتعیین امر تعبدی است از حد مطالبہ تجاوز نکند۔

(۲۲۷) مرید را نشاید در صحبت قلندراں یک نفسے شنید و نشاید در مجلس مستاں حاضر آید اقل مداہنت نقد او باشد۔ و از صوفیان نظر باز اغماز کند لحظہ بدلیشاں کردن مصلحت اہل ارادت نیست ترسم ترا ہندے در پا افتد و از حقیقت محروم گردی من جہانے را چنیں دیدہ ام و بسیاراں ہستند چنیں۔ و اگر مرید را الصورتے و ہیئتے تجلی کرد و مثال آن او ریں حاضر و ید نشاید طرف او تیز نگریستن و پے او رفتن و او را دوست گرفتن و اگر نہ از شواہد غیوبات دیگر محروم گردد۔

(۲۲۸) و اگر بر مرید دو سہ جامہ برائے تطہیر و تنظیف را باشد و با ایں ہمہ وقت دادن بکسے تامل نمی باشد شاید۔ مرید را نباید زمستانی نگاہدارد تا سال آیندہ پوشد مگر آنکہ در محلے است کہ کسے از جہتے تدبیر خرقہ و لقمہ او میکند تا او بفراغت بخدا مشغول باشد اگر نگاہدارد برائے آنرا کہ تشویش آن شخص را نشود و تعلق زیادتی بر و نیفتد واجب آید۔ و آنکہ درویشاں خرقہ میدوزند و در ہم و رہم سوزن میز نند و خشتنے و سنخنے و و رشتے میسازند برائے دفع تشویش زمستان و تابستاں را ایں خرقہ را سالہا دارند مستحسن باشد و اگر میراث گذارند زہے کار۔

(۲۲۹) مرید کہ گہے گدائی ہم کند و لیکن شبے رو پیچیدہ بچندرے گردد آں مقدار کہ قوام بنیہ شود و سد جوع او گردد ایں نوع را ازیں زیادتی نباشد و جمعے نبود یا آنکہ از کسے خواہد اما الطریق تعفف و تعزز مثلاً گوید وقت بر درویش تنگ است سعادت تو باشد اگر ایں وقت را دریابی و مثال ایں

(۲۳۰) مرید را نشاید کسے را لقبے مکروہے و مقبوحے کند

(۲۳۱) مرید را مراقبہ و ذکر بیشتر باید مراقبہ وقتے معین ندارد اگرچہ

زیادہ باید کرد

ذکر ہم ہمچنیں است براں نمطے کہ گفتیم اما رعایت ضرورت او خالی از تعلقے نیست اما مراقبہ یکی دریکی است۔

مرید را سہ چیز یعنی گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری را دوست می باید داشت

(۲۳۲) مرید سہ چیز را دوست دارد گرسنگی و تشنگی و تنہائی و شب بیداری۔

مرید را نباید کہ آنچہ خاصۂ پیر است ہوس آں کند۔

(۲۳۳) مرید را نشاید آنچہ خاصۂ پیر باشد کہ خصوصیتے خاص باوے دارد کہ آں طرف لحظہ کند و قصد آں چیز کند کہ آں چیز او را باشد۔ حرمت زن و کنیزک پیر را از احترام زوجات مطہرات و جویرات او آموزد کہ صحابہ را دراں باب چہ فرمان بود ایں را ہم ہماں باید بلکہ ازاں زاید زیرا چہ نبی صاحب شرع است اکثر معاملات او برخص است تعلیماً للامت و ترخیصاً لہم۔ اما مرید از رخصت بقدم عزیمت آمدہ است۔ تا مرید را از احوال پیر و لمحۂ از حقایق معلوم نشدہ باشد نشاید از صحبت پیر بدور ماند تا خللے در عقیدہ او رہ نیابد و مرید را اگر ہوس تعلم باشد یا پیر فرمودہ است یا خود او بے آں کار نمی تواند ماندن باید شغلے بعلوم دینی باشد از مثل علم نجوم و طب و معقولات و حفظ اخبار از مثل ایں مجتنب باشد۔ و بحدیثے و تفسیرے یا بمسایل فقہی و سلوک ہم داخل حدیث و تفسیر است مرید را بدیں ہم مشغول شدن تضیع وقت است اما ہم شغلے بقال اللہ و قال رسول اللہ است۔

مرید را تا کہ حقایق بر وے منکشف نشدہ است نباید کہ از پیر دور شود

مرید را اگر تعلم ناگزیر باشد باید کہ تعلم بعلوم دینی کند۔

مرید را از نمامی و غیبت احتراز کلی می باید داشت و بر غلامان و کنیزکان تشدید نباید نمود

(۲۳۴) مرید نمام نباشد مرید مغتاب نباشد۔ مرید در عیب کسے ننگرد و تعیب کسے نکند۔ مرید بر غلامان و کنیزگان آں غضب کند کہ دست بر ضربے و شدتے بنہد۔ و مرید در جہاز درنہ نشیند۔ و مرید بقصد خود در مخاوف

وجہالک نرود۔ مرید گراں بار بر کسے نباشد یعنی بر ہمسایہ یا بر آشنائے وقرابتے ویارے۔ ومرید سبکبار باشد۔ ومرید را روا نباشد کہ صفت کاہلی چیزے دروے باشد۔ مرید با عورات بسیار نہ شیند اگرچہ مادر وخواہر او باشد۔ ومرید را اگر اتفاق افتد با کسے شستن باید کہ آں شخص ازو مجتہد تر ومتشقق تر باشد ومرید را سوزنے وریسمانے برابر باید۔

(۲۳۵) واگر مرید را آمد وشد خلق شود گفت مرداں درحق خود خطبہ نسازد وخود را بداں خطاب نہانی نکند کہ قبول خلق علامت قبول حق است ایں را بلائے ومحنتے داند کہ خداوند سبحانہ وتعالیٰ بروے گماشتہ است۔ وآنکہ گویند وآں را خبر نامند اذا احب اللہ عبداً مال الیہ الخلق معنی سخن ایں است کہ چوں خداوند سبحانہ وتعالیٰ بندہ را دوست دارد البتہ برو بلائے نامزد کند۔

(۲۳۶) مرید ترس دوزخ نکند۔ مرید آرزوئے بہشت نکند۔ مرید درجہ ومقامے نہ طلبد۔ مرید چوں در مسجد یا خانقاہ پا نہد باید دل را بیدار کند ودر روے بگوید واز خدا مزیدے طلبد وپائے راست نہد واگر پائے چپ نہد درویشاں ازوے ماجرائے طلبند وشکرانہ۔ وماجرائے کہ میان صوفیاں آمدہ است مرید آں را بدل وجاں مباشر ومعتقد باشد۔ ومرید در مجلس ہر جا کہ جائے یابد بہ نشیند۔

(۲۳۷) از آغاز بلوغ چہاردہ پانزدہ سالگی تا چہل چند ایام سلوک ہست بعد ازیں اگر دریں ایام سلوک نکردہ باشد وعمر ہمدریں رہ صرف نکردہ باشد

مرید را آمد وشد خلق

برخود بلائے داند

مرید از ترس دوزخ و

آرزوئے بہشت بے نیاز باشد

درآمد مسجد وخانقاہ

ودر مجلس نشستن

عمر سلوک از ابتداء بلوغ

تا چہل وچند سال است

اگر ہوس سلوک کند زیادتی باشد آں موارد ے کہ ایں طائفہ راست آں البتہ بدست نہ دہد دریں ایام سرخوش عمر رفتہ است و ردے ماندہ است در ورد صفا بکمال نباشد۔

(۲۳۸) مرید را باہمہ جہاں صلح باشد۔ مرید را با خدائے تعالیٰ عہدے باشد کہ ہر جا کہ حقے از ان اوست بحل باشد و حلالے دادہ شدہ است چنانچہ حق کسے بر تو متعلق است پابند است ہمچناں حق تو بر کسے کہ ہست پابند است از جملہ حقوق بیزار شود۔

مرید حقوق خود کہ بر دیگراں باشد بحل کند و با جملہ جہاں بصلح باشد

(۲۳۹) مرید را باید البتہ سماع بشنود او را ازاں چارہ نیست و اگر در خود احساس ذوقے نمیکند او را مصیبت بر روزگار خود باید داشت خوف آں باشد کہ مگر تخم محبت در زمین دلش نہ کاشتہ اند۔

مرید را سماع باید شنید و اگر ذوق آں در دل خود نیابد او را باید ترسید کہ شاید تخم محبت در دل او نگاشتہ اند

(۲۴۰) مرید بہ نظارہ ہنگامہ نہ ایستد شعوذہ گراں را نظارہ نکند در تماشائے سواری بادشاہ وغیرآں چشم نکشاید۔ ایں ہمہ ملہیات اند و با اصحاب کہ ہم خرقہ او اند کہ اگر کشادگی وقت بحسن مطایبہ یکدیگر بہ نشینند موافقتے کند و اگر ایشاں ہمیں شیوہ سازند کہ با ایشاں ایں بسیار میباشد فالاجتناب والاجتناب۔

مرید را نشاید کہ در نظارہ ملاہی بہ ایستد

(۲۴۱) مرید را اگر در اول حال پیش از آنکہ قدم در ارادت نہد ورہ سلوک را سپرد جاہے و مالے بودہ باشد نکو بود زیرا چہ بواسطہ تنہا بودن و عبادت کردن مردمانے بر او چشم دارند و پیش او ازیں دریہات و تنبکات ایثار کنند و ایں را قبول حق نداند زیرا چہ دیدہ و چشیدہ آمدہ است

مرید کہ پیش نہادن قدم در ارادت صاحب مال و جاہ بود بہتر بود از غیر آں۔

مردانے کہ ایشاں خسیس و خسیس زادہ باشند بسبب آنکہ او را بہ معاملہ خواص بینند اعتقاد کنند و دست و پایش گیرند و چیزے برا ایثار او کنند آں مرد چو خسیس و خسیس زادہ است ہر آئینہ گماں برد کہ ایں قبول الٰہی شد۔ چوں نداند او ایں را قبول الٰہی پدر و مادر و جد را دیدہ است کہ سرہنگ و رئیس و شحنہ شہر را سیلی خوار بودہ است امروز رئیس و شحنۂ شہر الملک وزیر شہر را می بیند کہ قدم بوس او می کنند نہ آنکہ او داند کہ ایں قبول الٰہی است۔ آنکہ او با حرمت و عزت بودہ باشد کابر اعن کابر اگر او را ازیں نوع پیش آید نفسش بدیں لحظہ نکند بلکہ بلاے داند با خود گوید من ایں جنس را گذاشتہ آمدہ ام برائے اختیار ذل و فقر را پس ایں چہ روز بد پیش آمدہ۔

(۲۴۲) مرید را با اغنیا صحبت نشاید تحمل بش میل کند و شاید نفس خود را شکستہ و خوار بیند بہ سبب تنگدستی کہ او را پیش آمدہ است و کشادہ احتیاجے کہ دیگرے دارد و تحمل کہ در نفس طمعے ہم خیزد۔ و دیگر فقر اختیار کردہ صحبت با غنی باشد و غنی بر افتقار و احتیاج او مطلع شود و معاونتے و بہ منظا ہرتے کوشد محبت اغنیا شوم تہاے و گر ہم دارد اما بدیں قدر کہ گفتیم کفایت باشد۔

(۲۴۳) و مرید را ایں صفت لابدی است کہ ہر چہ بدو دہند او بداں سر فرو نیارد چنانچہ خواجہ من می فرمود قدس اللہ سرہ العزیز اول ارادت من میفرمود کہ اگر تو بہ صفوت آدم و خلت خلیل و کلام موسیٰ و معرفت عیسیٰ و قربت محمد سر فرو آری صادق نباشی۔ و اگر مریدے را ایں صفت پیش آید کہ ہر چہ بدو دہند او بداں سر فرو نیارد و کسے باشد کہ چنداں احتیاجش

بہ پیر نماند زیرا چہ پیر ہمیں میکند کہ مرید را در بند چیزے شدن نمی دہد و ہر چہ پیش آید از آں پیشتر می نماید و از آں پیشتر می برد میگویدش ان اللہ یحب معالی الھمم و یکرہ سفسافھا۔

مرید را صورت ملامتیاں اختیار کردن نباید

(۲۴۴) و مرید صورت ملامت اختیار نکند ملامت او ہمیں باشد کہ در ظاہر کارے نکو شد و اگر بغیر اختیار او ظاہر شود بداں ہم چنداں التفاتے ننماند۔

مریدیکہ تمام شب بیدار بودہ است شاید کہ پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند۔

(۲۴۵) و مرید اگر ہمہ شب بیدار بود البتہ نغلطیدہ است و نشستہ ہم نخفیدہ است اگر بعد اداے بامداد پیش از طلوع آفتاب قدرے چشم گرم کند شاید بلکہ البتہ بباید کرد تا در وظایف دگر نفس گرانی ننماید۔ مرید اگر از اوراد و وظائف خویش وقت فارغ ماند بمراقبہ مشغول شود کہ بہترین ہمہ کارہا است و اگر مراقبہ دست نمید ہد نباید بہ سبب ایں تکلا نفس سآمت افزاید و از آں سر بر کند و بحکایت و گذاردن و خواندن و بکارہاے دگر مشغول شود

مرید را شاید کہ یک کار خود را ناتمام گذاشتہ بکار دیگر مشغول شود

ہم در خیال حضور در چفسیدہ ماند می افتد و می خیزد وقتے چنیں ہم باشد یک نفسے استوار ہم خیزد ایں کار گذاشتن و بکارے دیگر مشغول شدن حسنے ندارد غبنے فاحش باشد و حرمانے نقدے بود ازیں جا پس آمدن و پس افتادن است زینہار ہزار زینہار ازیں ورطہ بیروں نیای و اگر نوعے دست دہد بخ بخ وان یزید فتوحًا علی الفتوح ورنہ جزاے مجاہدہ و ثواب مقاسات مشقت نقد وقت است باز تاکید میکنم ازیں کار نگذری۔

آداب مرید در راہ رفتن۔

(۲۴۶) مرید در رہ رود باید کہ جامہ بر سر باشد تا اطراف لحظات را مانع گردد۔ ہر چہ در رہ رفتن پیش آید ہماں منظورش بود و صور و اشکال جوانب

موجب مزید خیال او باشد و اگر جامہ نبود دستار پیل گوش نیابت جامہ
نگہدارد۔ و از صوفیان شنیدہ ام کہ مرید یار فروش باشد و دستارش پیل
گوش و اگر آں چناں اتفاق افتد کہ البتہ دلش از مراقبہ نفرت دارد و امکان
صورت حضور می نماید بغزلے و حکایت محبتے و عشق آمیزے تعلق کند و اگر انجام
ذوق نیابد روے بصحرا نہد تازہ وضوے کند می افتد و می خیزد رکعتے چندے
گذارد و نماز ست حسنة "بعینہا است از خیرے و ثوابے خالی نخواہد بود و دراں
صحرا کہ رود و نماز کہ گذارد خواہش از خدا جز ایں نباشد کہ دلش بحضور آید العزیز
حضور دل خمیر مایۂ ہمہ سعادتہا است۔

(۲۴۷) و اگر مرید افسونے داند کہ در عملہا اثرے دارد باید بکار بندد اگر
از اہل دل است و اگر براے نفع پیشینہ چند لفظے کہ دراں اسامی شیاطین
نیست و از اں خواص حروف اثرے میدہد دریغ ندارد نفع مسلمانے است
چنانچہ افسوں مار و کژدم و پچکیہاے دیگر۔

(۲۴۸) و اگر مرید بجذامے و برصے مبتلا شود آں وقت را غنیمت شمرد
بداند خداے سبحانہ و تعالے ہمہ را از من بطبیعت نفرت داد و مرا فارغ
و بے تعلق کرد و دل ہمہ را از من گسست و دل مرا از ہمہ گسست اکنوں ہاں وہاں وقت
ایں است کہ من تمام خود را باو دہم و ہمہ از اں او باشم۔ حکایت کلیب
و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی۔

(۲۴۹) و اگر مرید را در آوان ارادت زلتے پیش افتادہ است باید
از ارادت پس نیاید باں بدبختی بہم دست از دامن نکیختے باز نیارد ہماں

ارادت او را کشاکش کند کہ طرف خود بر د و اگر قنوط و یاس آرد لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ دامن گیر ہمت او شود۔ ور گہہ است شرمندہ ہم باشد و خواہندہ ہم بود و چیدہ و گزیدہ و رسیدہ ہم اگرچہ ہر یکے منزلے و مقامے خود دارد اما نظر بحضرت ور استعمال یکجا اند۔ میگویم با تو پس آمدن رہ نیست ہر چہ آمد آمد ہمدراں درود ور گہہ او آمد۔

مرید را در حکایت کردن اسرار و واقعات بخیل باید بود و در ادراک معانی حریص

(۲۵۰) مرید بخیل باشد ہر چہ او را از اسرار و انوار و واقعات و حالات پیش آید البتہ ازاں حکایت نکند ہمہ را در جنبہ بخل طبیعت نہاں دارد۔ و مرید حریص باشد البتہ از ادراک معانی سیر نگردد ہر چہ پیشتر دہند او پیشتر طلبد مرید باذل باید بذل نفس و روح خود کند در رہ طلب ہیچش پا بند نشود ہمہ را بذل و ایثار کند۔ مرید در رہ سلوک ایں چنیں باید کہ اگر روندہ را در اثنائے رفتن ذیل خرقہ او بخارے در چفسد اینجا دو تدبیر است یا بہ ایستد تا دامن خرقہ را از دست خار رہاند و یا آں قدر کہ خار خلیدہ ماند گو ماند و خرقہ نقصان پذیرد پارہ شود فلیکن ہر چہ شود گو شود او از رفتن خویش واپس نہ بیند و نہ ایستد

مرید را ہر چہ آید آید در راہ نہ ایستد

آنکہ بتدبیر خرقہ را از قبضہ خار رہا کرد ہر آئینہ وقفہ یا بد و اند کے عملے باید تا ایں کار بسر شود تا آں زماں رفیقان چند گامے پیشتر کردہ باشند ایں مرد از ایشاں پس ماند ہر چند کہ ایں ہم بگام میرود و ایشاں ہم بگام خویش میروند پس افتاد ضروری آمد و آنکہ بدود و بہ رفتار رسد ہر آئینہ آزردہ شود مفاصل درد کند و مرد را دم گیرد با ایشاں رود و لے نہ بوقتے خوش۔ و آنکہ غم خرقہ نخورد و پارہ شدن و نقصان و سوراخ او را در حساب نیارد از یاراں پس نیفتاد و از روندگان

بدور نشد۔ مرید را دریں مثال اندیشہ باید کرد ہر چہ آید آید او از قدم ارادت پس نیفتد۔

مرید با بید ور پیر جفا و قفائے کسان پیر کشیدن ضروری است

(۲۵۱) مرید صاحب توقان باید شہوتش بداں قوت بود کہ یک زمانے از ہوائے خویش باز ماندن تواند و اگر باز ماند بضرورت حادثہ ملول و رنجور و ناخوش و ناسودہ و دردمند از ہمہ جہاں رستہ و جستہ با ہیچ چیزے قرار نگرفتہ ضیق نفس دم سرد وحشت وقت نقد حال اوست۔ مرید گدائے نیکو ملح باشد یک ساعتے و یک زمانے سر از در خوند کار بخشندگار گدا پرور صدقہ دہ برنکند با ہمہ الحاح و زاری سر از آن آستاں برنکند اگر چہ خوارش و زارش بافراط کنند۔ اما او در کار خود استوار باشد۔ چنیں ہم می باشد کہ مخدومے توانگرے صدقہ دہے از الحاح گدائے تنگ می آید میگوید بر کسان و ملازمان خود کہ ایں گدائے ملح بے شرم را مرادش بدامانش بدہید کہ مراد تعب میدارد۔ ایں معاملت مرید را بر در پیر لابدی است و جفائے و قفائے کسان پیر کشیدن ضروری است و ایں معاملت در حضرت تعالیٰ و تقدس نیز اثرے تامّے دارد و شاید خداوند سبحانہ و تعالیٰ بر بعضے مقربان خویش گوید آں فلانے بے شرم گناہ ہا میکند و مع ہذا چیزے میطلبد کہ لائق حال او نیست اما چہ کنیم او ملازم حضرت ما شدہ است سرش بہ حسب مراد او از آستانہ ما بردارید کہ او رہ بر آیندگان ما تنگ کردہ است۔

مرید صاحب غبطہ بود

(۲۵۲) مرید حسود باید۔ ایں حسد عبارت از آں غبطہ است کہ محدثان و مفسران گویند ایشاں ہمچنیں گویند۔ غبطہ ایں است کہ یکے را منعم بینند و خود ہم

خواہند کہ منعوت بہ نعت او شوند ایں آرزو دارند کہ ہمچو او باشند و حسود آنست کہ زوال نعمت محسود خواہد مرید ایں نخواہد ایں خواہد کہ ازیں پیشتر رود و اگر غیرت مردان در کار شود دراں باب سخن گفتن دشوار باشد۔

مفہوم و معنی الکسل ام السعادت

(۲۵۳) مرید را از کاہلی ہم نصیبہ باشد گوشہ کہ شنید و سرے کہ آنجا فرو افگند و چشمے کہ بر بندد و حبس نفسے کہ کند نخواہد کہ از آنجا بر خیزد ایں آں کاہلی است بر عکس مذموم اگر گوی الکسل ام السعادت روا باشد۔

کبھی حرفتِ کار مناسب حال مرید طالب اند

(۲۵۴) مرید را چند کسبے موافق طلب اوست بمزدوری بارے بردن آنچنانکہ بآں مزد آید کہ کسے کہ از کروہے زیادت نباشد۔ برائے آں میگویم تا در سینہ اش آزارے نرسد از نفس کارے دگر نسزد۔ و دیگر خیاطی و پارہ دوزی۔ ایں کار راست کہ ممکن است کہ تو دریں کار باشی و دل و زبان را در یاد خدا داری۔ حیاکت ہم نزدیک بہ خیاطت است اما در حیاکت اسباب بسیار باید و بے یاری دہ نشود۔ و دیگر راندن ستور خراساں و دیگر چرانیدن گوسفنداں۔ ایں خود کارے لطیفے مبارکے کہ انبیا کردند۔ گویند ہیچ پیغامبرے نبود کہ گوسپنداں نہ چرانید نگر کہ چہ خوش کارے است ہمہ روز در صحرا و بادیہ تنہا ماندن۔ نماز شام برائے دفع ملال و انس بشریت را در خانہ آمدن۔ عارفانہ حیاتیست تا آنکہ انبیا را بدیں صفت کنند۔ ہمبریں مثال ہر کسبے و کارے کہ در اثنائے مباشرت آں کار یاد خدا تواں کردن آں کار لائق حال مرید است۔

مرید را از رسوم مردم دور باید بود۔

(۲۵۵) مرید از رسوم و عاداتے کہ میان مردم در ولایم و ضایم دراں مباشرت نباشد۔ مرید و ہیچ مصیبتے بر رسم عوام نہ نشیند۔ مرید در رعایت

صلہ رحم بداں اندازہ مبالغ نہ باشد کہ از کار مقصود باز ماند۔ مرید را غربت نیک موافق است بدیں شرط کہ ذل غربت متحمل او باشد و خود را باترفہے و توجہے متثبت مرفع نکند۔ چنانچہ رسم غریباں است ہمچناں منکسر و متواضع ماند۔

(۲۵۶) مرید را در حیات پیر نشاید کہ بر سجادہ شیند خصوص نہالچہ و تنک زندیا تنخخ کند و خادمے را در پیش دارد و در داد و ستد روش پیر را نگاہ دارد کہ ایں محل رشک و غیرت پیر است و در سماع سری نشود و ہر بار کہ در سماع بجنبد و باز بیاید بر مصلاے خویش ایستد ایں وضع مشائخ است۔ مرید را ادب باید نگاہداشت۔ اگر مرید در خانقاہ و یا در مجمع صوفیاں می باشد البتہ کنج و گوشہ اختیار کند براے فراغت ذکر و مراقبہ را۔ مرید کہ در پیش پیر آید جامہ کہ در بر او باشد باید بہ صفت اسدال نبود زیرا چہ آں ہیئت بے التفاتی است چنانچہ در صلوٰۃ منع کردہ اند و مسایل ظاہر را بر معاملت پیر باز نیارد۔ اگر پیر پیر است بہ تحقیق او کسے است کہ در شان او ایں تواں گفت الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ بتواں دانست چنانچہ نبی ملہم من اللہ است ہر چہ او کند از خود نکند کذلک پیر۔ فعلی ہذا پیر را من اللہ فرمائشے باشد در چیزے مخصوص کہ نبی آں وضع نہ کردہ است۔ مرید را بر اہل بیت پیر خادم و سقاؤ کناس و جز آں کہ با خانقاہ نسبتے دارند رعایت بواجبی داند۔ مرید نخواہد کہ ہیچ جاے او را ذکر خیر کنند مگر پیش پیر و نترسد کہ کسے او را بد گوید مگر پیش پیر

(۲۵۷) اگر مرید را صورت زیبا ملیح دل و نفس فریب نباشد موافق حال

مرید را ادب پیر بجاں نگاہ باید داشت و نشاید کہ در حیات او بر سجادہ نشیند

مرید را رعایت خدام پیر بطریق احسن باید کرد ... [illegible]

اوست مناسب روزگار اوست ورنہ البتہ از تشویشے خالی نباشد۔ قصۂ یوسف
وزلیخا نیکوتر شنیدہ۔ مرید طالب اگر رنجور شود باید شکایت و نالہ نکند
وخود را از زحمت عاجز کردہ دادن و بدان سخت مضطر و مضطرب بودن و غم
اہل وولد خوردن نباشد۔ واگر نالد نہ از الم زحمت۔ نالش او برائے این بود
کہ نباید اجل در رسد و من بغیر فوز بمقصود خویش ازیں جہاں روم۔ و دیگر
نالد کہ عمرے در کار طلب بسر شد مقصود بدام نیامد و شکایت او نہ از سختی
مرض باشد واگر شکایت بود موجب آں خلل در اوراد و وظائف باشد اگرچہ
بجا آورد اما در زحمت از تشویش خالی نیست و شاید مرض باشد کہ بسبب مطلوب
تطہیر دست ندہد۔ مرید طالب از خدا عمر خواہد نہ برائے نظارۂ دنیا نہ برائے
بقائے ہوا اگر بشتے بائی فائز شدہ است خواہد ازاں برخورد و بیشتر برد و اگر فائز
نیست لذت عبادت و درد و سوز و طلب کم از لذت وصال نبود عاشقاں چنیں ہم گفتہ اند

ہجراں خواہم صنما وصل نخواہم　　من تجربہ کردہ ام کہ ہجراں خوشتر

گفتا عطار رحمۃ اللہ علیہ ہم بوے ایں سخن دارد ؎

کفر کافر را و دیں دیندار را　　ذرۂ دردت دل عطار را

آرے ہجراں بحقیقت است و وصال وہم و خیال

(۲۵۸) مرید در زحمت ہیچ وردے از اوراد خود فوت نکند۔
وقت کارہاں است مرید را و زحمت بہانہ بود برائے ترک طعام و آب
و برائے ملاقات و صحبت خلق را و اگر تپ باشد تپ بہ طبیعت ذہول
دارد چشم بہ بندد و دل بہ مراقبہ دہد خالی از ذوقے و فتحے و فتوحے نباشد

مرید را نشاید کہ در حالت رنجوری سخت مضطر و مضطرب بود

مرید را باید کہ از خدا تعالیٰ درازی عمر خود خواہاں باشد برائے ترقی درجات خود

ہجراں بحقیقت است و وصل وہم و خیال

مرید را در حالت مرض چہ باید کرد و چگونہ باید بود۔

تا آنکہ بعضے ایں مرض تپ را دوست داشتہ اند۔ و آنکہ مصطفے صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم گفت حمی لیلۃٍ کفارۃ سنۃٍ تپ یک شب کہ با فکر و اندیشہ باشد
ہر آئینہ کفارت اوزار یک سالہ شود۔ ہر کدورتے و ظلمتے کہ بر دل افتادہ باشد
تپ یک شب کہ بتفکر و محاضرہ باشد ہر جا کہ تاریکی و غبرتے بود بشوید ببرد۔ و مرید
را در زحمت یک اندیشۂ دیگر ہم باید نظر در قدرت قادر کند و در خاطر دارد سبحان
خالق با ہمہ چندیں قوت و قدرت کہ داشتم و سرے و سرفرازی و خود نمائی
بآں بود مگر کہ یک ساعت چگونہ ہمہ مذہوب و مذہول شد عجز و بیچارگی ضعف
و درماندگی پیش آورد و یقین با خود داند کہ البتہ مقابلۂ ایں خالی از لطفے و مرحمتے
من اللہ نخواہد بود۔ و مرید در زحمت اختیار خلوت کند البتہ دراں بے مردم نباشد
یک دو ملازم او بوند کہ او را حکایت و سخن وارند بداں دل بر زحمت تمام
نرود اما اگر خلوت باشد او باشد و دل بحضور خدائے تعالیٰ و رابطۂ مطلوب و رمیان
زہے کار و مرید را باید در زحمت طرف شکرت گراید نہ سوئے شکایت با خود گوید
الحمد للہ مرا لیہ نگذاشتہ است البتہ بہ بخشش وردے یاد آوردہ است۔ ایں
حکایت طالبان و عاشقان است۔ اگر صحت است شکرت عافیت و اگر
زحمت است شکرت مذاکرت است و دیگر با خود گوید خداوند سبحانہ و تعالیٰ
ما را بدیں نعمت مخصوص کرد کہ ما را بہ چیزے مبتلا گردانید کہ دل و نفس ما بضرورت
طبیعت التجا و اکتناف نکند مگر بکنف حمایت باری تعالیٰ۔ مریض را چنیں ہم باشد
کہ بغیر اختیار او از زبان او اللہ اللہ رود عظیم دولتے است ایں چنانکہ یکے را ہمہ
راہہا و درہا بروے ببندند ہماں یک رہ گزارند و آں رہ وصول بدوست باشد

دانی چہ نعمتے است ایں کہ از ہمہ پریشانی ہا باز آورند و جز یاد خود و تصور خود ہیچ نمی
نکردن و ہر وہلہ و غلبہ و جمعے شود رجوع او جز بہ تسلی یاد کردن دوست نباشد و داند
بغیر واسطہ او ایں فعل بر تزکیت او میکند بغیر واسطہ کسے در مجاز شنیدہ باشی اگر
معشوق عاشق را بضربے و شتمے و ایذاے و المے مخصوص کند او میان اقران
خود سرفرازی و خود نمائی نماید کہ منم کہ بدیں مخصوص ام۔ دل مرید رنجور را از ہمہ ہواہا
دور باشد مطلوب خود را در تصور خود در محضر داند و از ہمہ غافل و فارغ بود۔ مرید را
در زحمت غم زن و فرزندان و اہل و ولد نباشد و از خدا عاقبت خیر طلبد و عاقبت
خیر او بحسب روزگار و حال او ایں باشد کہ وقت انزہاق تجلی او تعالیٰ بر صفت
رضا و ظہور جمال و حسن بود۔ خوف عاقبت عرفا جز ایں نیست یعنی ترسم کہ
آخر الامر تجلی بہ صفت قہر و جلال باشد کہ او گفتہ است کما تموتون تبعثون
پس بعث ہم بداں صفت شود چوں بعث بداں صفت شود ہر آئینہ مقر و مستقر ہم
ازاں جنس شود۔ شنیدہ بہشت کہ دار الامان است اہل آں را نیز خوفے باشد
نہ خوف احتراق خوف تجلی جلال باشد۔ چہ میگوئی شخصے کہ در محضر بادشاہ بود و بادشاہ
بعزت و جلالت خویش نماید تو میدانی بر جان تو چہ بلاہا باشد اگر ایں رہ وقتے
دیدہ باشی دانی تلخی زقوم و حنظل چشندہ شناسد۔ مرید طالب اگر در زحمت نالد
از بس لذت بود نہ از وجع الم۔ حکایت لیلی و شکستن کاسہ مجنوں شنیدہ باشی
مرید طالب را در زحمت تجلد باید و اگر عجز و مسکینی اظہار کند نہ بانکسار و انزجار
طبیعت بلکہ مطلوب اظہار عبودیت و مسکنت خویش باشد۔ چنیں ہم باشد اگر خوند
کارے بر مسکینے و بندہ صورت ضربے و شتمے پیش آوردہ است و او تجلد میکند

خیریت خاتمہ بحسب روزگار و حال مرید باشد و خیریت خاتمہ دریں است کہ وقت انزہاق روح تجلی و تعالےٰ بر صفت رضا و ظہور جمال و حسن بود
مفہوم خوف خاتمت کہ عرفا دارند
در بہشت کہ دار الامان است اہل آں را نیز خوف باشد نہ خوف احتراق بلکہ خوف تجلی جلال۔

واظہار عجزے و مسکنتے نمیکند ہمہ را شکر وارے میخور و شاید از دیاد فوران غضب او باشد و بیں یدیہہ اظہار عجز دور ماندگی کردن تحمیل موجب ازدیاد لطف و مرحمت گرد صبر ممدوح است زیرا چہ در و اظہار شکایت نیست۔ تذلل و تواضع ممدوح است زیرا چہ خود را نہادن بر مرتبۂ خود است۔ بندہ بندہ است عجز و مسکنت و ذل لازمۂ بندگیست۔ جلالت و کبریا و عظمت و مدح و ثنا خاصۂ خداوند است اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔ مرید در مرض دل بحضور حق و ہمہ متمناے او دراں حالت جز ایں نباشد۔ خداوند تعالےٰ را سنتے است کہ در حالت اضطرار بندہ رحمتے کند و رحمت ہر کسے بہ حسب مطلوب اوست۔ طالب مرید خواہندۂ کشف و تجلی است رحمت در حق او بحسب خواست او باشد و چنیں ہم باشد کہ مرید طالب مریض باشد بچند مصلحت یکے ایں باشد کہ بواسطۂ وجعے والمے کہ در مرض است کدورات نفسانی شستہ شود و دیگر امید از ہمہ چیز منقطع گردد دل در دہلیز مرگ نشیند و البتہ خوف بروز و ظہور امارات او باشد دریں ورطہ امید کشفے و ظہورے ہست زیرا چہ دل راست برخدا نشستہ است۔ طالب حضور چنیں ہم کردہ اند کسے رفتہ است در بیشہ شیر نشستہ است غرض دارد کہ شیر براے در آمد بیشۂ خویش طالع شود دل راست برخدا نشیند و دریں محض امید حضوری مطلوب ہست۔ بعضے خود را دفن کردہ اند زیر زمیں ہم براے ایں غرض را کہ وقت آخر شود و امیدے نماند دل راست برخدا نشیند ابوسعید خراز رحمۃ اللہ علیہ ایں تدبیر کردہ بود و کذلک حریری رحمۃ اللہ علیہ۔ و میان طالبان کسے اشتیاق مرگ ہم کند امید آں کہ وقت انزہاق روح امیدش بدامن او دہند۔ و کذلک وقت فرود آوردن

درگور وکذلک وقت سوال وجواب بعضے چنیں ہم باشند گویند درد ودرد وغم

اندوہ سوختیم رہ کارے نشد بمیریم ازیں بلا برہیم برائے ایں کار راو زمین مسبع

وآنجا کہ شیر درندہ ومارے عقورے باشد رفتہ اند۔ ناظم مقالی ازیں حال

خبر دادہ است۔ ؎

اجل کجا است بیا کو چو یار با ما نیست — کہ در فراق ازیں پیش زندہ نتواں بود

وطالب را در مرض فسوس ودریغ بسیار باشد اندیشہ بردوغم خورد کہ قدر حیات

ندانستم وقت باو را ووا دکار خوش میگذشت ایں دم نگرانی وبدشواری بجا آورد

شود آں ذوق وآں لذت نمی باشد۔ وطالب باید در مرض صامت وساکت

باشد بسیار گوی نکند واز مرض گلہ نکند واگر نینے وآہے ازو بر می آید باید کہ چنیں

باشد چنانچہ کہ محبوبے محبے را بدنداں وناخن رنجاند ازیں عاشق ہوا پرست

پرستے کن تحمیل کہ سخن ما در فہم تو آید۔ واگر مرید مریض را بحکم طب احتمائے فرمانید

باید آں احتمار ا بجا آرد باخود ایں راست نگیرد کہ ہرچہ خدا کند آں شود دارو چہ

حاجت است۔ آرے راست است ہرچہ کند خدا کند پرہیز کردن وبے پرہیزی

ہرچہ خوش آمدہ باشد گرائیدن یک فعل است وہمہ فعل خدا است اما رسم

بے پرہیزی کردن از شرہ نفس باشد کہ ہر کہ در زحمت از مضر پرہیز نکند چیزے کہ

نفس را دراں التزامے والہامے درستے ہست او ازاں چونہ باز خواہد آمدن

ودیگر در پرہیز دارو رعایت سنت نبی است شنیدہ باشی ماقہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد الدواء یعلی۔ واگر احداث مرض شود

کہ طالب مرید داند کہ امید صحتے نیست از ہمہ چیز دل یکبار برکند وبہ ہیچ لذوذے

مرید مریض را بحکم طبیب احتما باید کرد

ومحبوبے لحظہ نماند تمام دل را بحضور خداوند عجب نباشد کہ ہرچہ مطلوب است
نقد در ذیل خرقہ او بندند۔ و مرید طالب برائے صحت را عجزے و زارے نکند
نہ بر طبیبے نہ بر راقی وغیر آں۔ و چنیں ہم باشد عجب ور ا ایلام محبوب نالہ نکند
چنانچہ شنیدہ باشی مرداں آہ آہ میکنند و نہ آں کلمہ از درد و علت باشد۔ از
بس لذت بود ایں سخن ترا مشکل باشد اگر امکان وجودے طلبی از اہل شہوت
وہوا پرس کہ در لذت چونہ می نالد و چشم ایشاں چونہ آب پر می شود۔

(۲۵۹) مرید طالب را باید ہمارہ جویاں وصال مراد و مطلوب باشد
واگر بہ مطلوب رسد بے شبہہ است بہ انتہا و غایت مراد و اصل نیست نہ او تنہا
ہمہ را ایں حالت است و اگر نخواست خود برسد خود در وے باوے بے شبہہ
می باید کہ او متردد میان فقداں و وجداں باشد تا ذوق وصال و لذت
در مستقیم ماند کہ ہر دو مطلوب کلی است۔

مرید طالب را باید کہ ہموارہ جویان وصال مراد و مطلوب خود باشد

(۲۶۰) ہر چیزے آفتے دارد عشق را دو آفت است یکے آفت ابتدائے
اوست دوم آفت انتہائے اوست۔ آفت ابتدا ایں است طالب بسیار جوید روئے
مطلوب نہ بیند تا آنکہ عسر الحصول بلکہ گمان استحالت ہم برد ایں چنیں ناامیدے کلی شود
واز حصول تسلی کند بحرمان ذوق طلب کم شود امید ہزت و نہزت و اضطراب
واضطرار ہمہ برود مرد فارغ شود شنید۔ و دوم آفت ایں است وجداں مقصود
رسد فارغ شود باخود گوید انچہ می جستم یافتم ہم دریں ماند تا آنکہ لذت وصال و
وجداں از وے کلی برود مرد فارغ ماند خایب خاسر گردد۔ واگر متردد میان
فقداں و وجدان است از ہر دو جہاں از عالم درد و درماں نصیبہ بر ترگیرد اگر

عشق را دو آفت است یکے آفت ابتدا و دیگر آفت انتہا

درد اعتیاد شود ہماں درد درماں گردد۔ اما عاشقے کہ بعد تحصیل معشوق التزام
صحبت کرد عجب نباشد کہ فارغ شود مگر آں کہ سوختہ دگر ہم باشد کہ ایں مقدار
گوید یافتم ولے بنہایتش نرسیدم کار برادنشد۔ یک افروختہ دگر ہم باشد کہ
آں مقدار سوز و طلب و شور ارادت در سر دارد ہر چند کہ مرادش بدامانش
بدہند مردے سیر نشود و سیراب نگردد۔ صانع نظم بدیں سخن اشارت کردہ است ؎
عجبے نیست کہ سرگشتہ شود طالب دوست　عجب ایں است کہ من واصل و سرگردانم

مرید طالب را غم قوت نباید خورد۔

(۲۶۱) مرید طالب غم قوت نخورد و اگر غلبہ گرسنگی شود غذائے طبیعت
ہم از تن وہد۔ و آنکہ گفتہ اند کسبے کہ خلاف اہل طلب نباشد و سوالے کہ بے الحاح
بود و امثال ایں برائے دفع تشویش وقت را رخصتے دادہ اند نیکو سخنے است
ایں با متانت و استواری و رزانت است اما سخن در سوختگان میرود۔

مرید طالب را نباید گفت کہ فلاں کس مرادوست است یا دشمن است

(۲۶۲) مرید طالب نگوید کہ فلاں کس مرا دشمن است یا دوست است
دشمن او کہ او را در غیبت بدمیگوید و او را می نکوہد و معائب اظہار میکند و ایں کہ
او را دشمن می خواند نہ آنکہ میخواہد کہ مردم او را معتقد باشند و او را نیک گویند
و نیک دانند استغفر اللہ ایں کار مرید نیست و آنکہ او را دوست و یاری نامد
بدیں اعتبار او در غیبت او پیش مرداں ذکر خیر میکند و خلق را جویاں و
محب و معتقد می سازد۔ ہم تو اندیشہ کن نہ آنکہ ایں معنی جاہ جوئی و ریاست
و طلب نیک نامی خواستہ است۔ مرید طالب از ہر دو بیگانہ است بلکہ
شاید قضیہ برعکس بود ہر کہ او را بد گوید و خلق را از و رماند او را دوست گوید
و آں دوم عزیز را دشمن گوید ہر چہ می نویسانیم یا تجربہ است یا از معاملات

گذشتگان وحکایات ایشان براں شاہد است من ایں مشتہدات را می آرم خوف تطویل را۔

معاملہ مرید دربارہ خرید وفروخت ودربارہ قرض ستاندن

(۲۶۳) مرید طالب در بازار بخرید وفروخت نرود واگر رود اگر برائے فرختنی را راست بہر بہاے کہ کالاے اورا طلبند بدہد بدلال گرفتار نشود واگر خرد اکمال کند تکمیل نکند۔ واگر از کسے قرض ستاند مہلت او را تعین نکند زمانہ خداوند حوادث است تا چہ پیش آید اما اہتمام واجتہاد بر ایں باشد کہ قرض را عنقریب فرود آرد قرض از کسے ستاند کہ او سخت تنگ دل نباشد برائے ادا را اہتمام والتزام بسیار نباید بلکہ آں شخص ایں چنیں کسے باشد کہ او از جہت خود طریق بذل وہبہ کردہ باشد اگر ایں مرد ادا کند نزدیک او بترے بودہ باشد۔ وقرض او جز برائے ایں نباشد کہ حاجت ماسہ افتد یا مہمانے بروبیاید یا رعایت حق صلۂ رحم باشد وامثال آں۔ اما اینکہ برائے دفع جوع خود را کند ہم رخصتے باشد اما معلول علے است۔ طالب وقت گرسنگی را غنیمت داردکہ آں قرب رب تعالی یا قرب طرق اوست وکشف غیب وانجلا وملاقات وچیزے نمودن ودادن اکثر ہم بداں وقت است اکثر انبیا واولیا را ہمیں صورت وہمیں سیرت بود

مرید طالب خواہاں ملاقات شیخ الغیب نباشد

(۲۶۴) مرید طالب را البتہ دلش خواہاں ملاقات شیخ الغیب نباشد او طالب خدا است او مرید حق است بر ابدال واوتاد وخضر او را چہ کار وگر اینش در خاطر آید کہ ایشاں مددے ورہنمونی کنند وبہ نفس ایشاں کارے برآید آں واسطہ باشد ایں ہم آں وقت کہ قبول خدا باشد۔ قبول خدا بوسطہ

باشد وبغیر واسطہ ہم باشد۔ پس بغیر موجبے بغیر خدا طالب را رخ کردن چہ مصلحت باشد۔ واگر تقدیر ازلی بریں رفتہ است کہ اصطحاب ملاقات ایں طائفہ نصیب است باید آں را کارے نداند اگرچہ بدینہا امیدواری بیشتر می باشد اما مطلوب غیور است ودیگر مرادے از ایشاں نطلبد و لطفے نخواہد واگرچہ ایشاں گویند امید وار آں نباشد وبداں التفات نکند۔

(۲۶۵) واگر مرید را باتفاق زمانے آمد وشد خلق ودست وپابوس رونماید او را البتہ ازاں چارہ نباشد برائے دفع ایں بلا را در صورت نامحمود در نیاید ہم معتاد خویش باشد وبدینہا التفات نکند وتحقیق داند بلائے است خدا بروے گماشتہ استعاذہ ازاں واجب شمرد ودر خلوت خویش بعجز وانکسار بحضرت خدا نالد و بنہ پیر گیرد و معاملت پیر گراید والبتہ ایں را نداند کہ قبول خلق دلیل قبول حق است۔ معنی سخن ایں است کسے را خدا قبول کردہ باشد خلق او را قبول نکند وآں شخص خود میداند چیزے از قبول حق او را احساس می شود مر کاشفہ ومسامرہ محاکاتے مجالسہ اینجا قضیہ سخن بحکم بالظاہر کاذب است ایں کار باطن است مرد خود را خود داند کہ در چہ ورطہ است واز کدام فضا واز کدام ہوا او پرواز دارد۔ احسنت بلا بر تو گمارند و تو آنرا نعمت دانی وشکر بجا آری وخود را ولی تصور کنی۔ وآنکہ میگویند یکے میگوید انی ارید اقبال الخلق الیّ چہ دانم آں گویندہ کیست از مستدلان ومجتہدان است یا از واصلان ومحققان۔ اگر مرید طالب را ازیں منقول کہ اثبات یافت پیش آید پس باید چوں معاملہ شیوخ نکند معاملہ مرشداں ومنتہیان نہ نماید معاملہ طالباں

حاشیہ: از خلق برمرید رجوع کنند او را چہ باید کرد تا ازیں بلا محفوظ ماند۔ — بنہ: یعنی پناہ

و مریداں کند مثلاً بعزت و عظمت برکرامت شیخ خت شیند و نفسی و گفتار یراد رکار آرد و خود را بصورت از ایشاں نماید استغفر اللہ ایں وسیسہ و غل باشد کاری کہ ازاں خویش داراں کار میکند و با مردم بمعاملتی نیکے و محاورہ خوشے پیش می آید ایں ہم نکند خود را بر ہر کی شستہ می شکند من ہیچ نہ ام من ہیچ کس ام من ہیچ چیز ندارم من بجائے نرسیدہ ام مانند ایں کلمات را در کار دارد ایں نوع نیز کی از اسباب جذب نفس است ایں بیت را شنیدہ باشی۔

خود را بزبان خود ستودن رسوائی رسوائی است

خود را بزبان خود شکستن رعنائی رعنائی است

(۲۶۶) و مرید طالب در ہر مجلس محفل کہ در آید ہر جا کہ یابد شیند میان فرود و بالا تفرقہ نکند و آنجا کہ بنشانند بنشیند و اگر در پایان مجلس شستہ باشد برائے صدر کشادہ کنند سبقت نکند ہر جا کہ برند رود کہ ان نیز کی از خود نمائی است۔

(۲۶۷) مرید طالب را باید اگر کسی بوقت دو بار قوت رساند ترک آں صحبت کند و البتہ فاقہ ضروری را غنیمت فہم و کہ شکستگی نفس در آنجا بیشتر است

(۲۶۸) مرید را نشاید البتہ وصف سخن چینی در وباشد و نشاید سخن کی بدیگرے رساند خصوص آنکہ سبب آزار دلہا باشد و اگر ترا با یکے دوستی ہست و انی در شرط دوستی آنست کہ دوست را از دشمن آگاہ نماند عمل بمعاملت اہل دل کنند آں معاملتی است ہمہ دلہا کہ گشتر را راست سازد و مرید سبب اصلاح و صلاح باشد والعیاذ باللہ افساد و فساد بد و نسبت ندارد و بنامی خرابیہا بنیاد مگیر و فسادہا قرار می یابد و دیگر مرید طالب را جز یاد خدا در دلش نباشد ایں چہ کار او ست کہ

مرید را باید کہ ہر جا کہ یابد بنشیند

مرید را اگر کسے در وقتے دو بار قوت رساند ترک صحبت او باید کرد

مرید را از سخن چینی و نمامی احتراز باید کرد

سخن از جاے بدیگرے رساند واو چہ پرواے ایں کار دار و دنیا یدگر مرید طالب نیست

(۲۶۹) مرید یکساں وا بشرف مال وجاہ آبا واجداد ولاف دو خود را بدان فضلی وشرفی نہ نہد کہ آں نیز نوعی از استحسان وتحسین دنیاست در رہ طلب موالی واحرار ایک نظر بیند۔

مرید را باید کہ بشرف نسب ومال جاہ آبا واجداد خود فضلے نہ نہد۔

(۲۷۰) مرید طالب را از صحبت مرد واصل منتہی فائدہ تعلیمے وتلقینے باشد اما اگر او از احوال ومعارف خویش حکایت کند شاید زیانش دارد ومرید جز معاملہ ترغیب وترہیب ودیگر قسم کہ از انوار واسرار شنود اول باب را در گفتن منعے نیست۔ اما دوم قسم ممنوع است مگر آنکہ آں مرید در مقام دعوۃ وارشاد نشیند۔

مرید را از صحبت مرد واصل منتہی فائدہ تعلیمی وتلقینی باشد وبس

(۲۷۱) واگر مرید در وقت خویش بیند یا در خواب وواقعہ با وی گویند کہ پیر تو خدا است یا پیر فرشتہ است اور اگویند کہ ایں خدا است ایں را تعبیر درستے کند کہ ایں پیر من آنکسی است کہ عکس انوار الٰہی بر زجاجہ دل او محاذی شدہ است عکس در وظاہر شدہ بدیں اعتبار اور ا بنام او خوانند اگر گویند پیر ہر چہ میگوید از خدا میگوید واز خدامی شنود وبا خدامی باشد با خدایکی شدہ است ہم در رہ صواب تعبیر باشد۔

مرید شیخ را در واقعہ بیند واور اگویند کہ ایں پیر خدا است اور اچہ تعبیر باید کرد

(۲۷۲) اگر مرید طالب را پیر اجازت شیخوخت دہد ہم بمجرد اجازت دست کشادہ نکند وخود را شیخ نداند ورسیدہ گمان نبرد والبتہ ممتنع ومتامل باشد واگر کند عقیدہ بریں بند دکہ من شخصے ہستم کارے بمن عاریتی سپردہ اند ومرا فرمان پیر بجا باید آورد وایں وقتی کند کہ پیر او راں رضا بیند

مرید را نباید کہ بمجرد اجازت یافتن از شیخ مرید کردن گیرد۔

سخن در دو بیت

واہتمام احساس کند مرید طالب را ایں معنی ہست ایماں دارد مرد مومن است ایماں را دو رکن است اقراری و تصدیقی اقراری برا ینکہ ہر کہ او را جوید یابد و او شئ موصوف بصفات کمال است و تصدیق او بدیں است ہر کہ بشرط جستہ است وبیر اشارت کردہ است البتہ بخدا رسیدہ است او را شناختہ است و دیدہ است بعضی فقہا اینجا انکارے کنند علماء ظاہر را از باطن خبری نیست ایشاں چنیں میگویند کہ رویت بہترین نعم است باید بہترین نعم در فاضل ترین امکنہ باشد و دیگرے میگوید برائے ابصار را مسافتی باید نہ بعد بعید نہ قرب قریب وایں در ذات او متصور نہ انہ منزہ عن کل جھۃ و سمۃ و فوق و تحت و مقابلۃ و محاذاۃ آرے ایں باصرہ اگر بیند کہ من و تو برسر و اریم برائے آں مسافتی باید و سخن مکاں کہ تو گفتی لاحول ولا قوۃ الا باللہ مکان متصور نیست نہ رائی را و نہ مرئی را اینجا رائی و مرئی ہر دو یکیست نہ مسافت است نہ مکان نہ قرب است نہ بعد نہ قرب قریب و نہ بعد بعید اما دریں حالت آں رائی ایں مرئی را می بیند و ہر دو یکے اند آں مرید طالب را نصیب جمالے و نظارہ وجہے بہیئے است دریں یگانگی بیگانہ را عکسے و پرتوے نصیب می شود اے مرد فقیہ اے خواجہ دانشمند اے شیخ زاہد و مقتدا اے مولانا مجتہد و مفتی اگر سر ایں کار دارید صورت انیست کہ ما گفتیم واگر انیست سے۔ نہ ہمری تو مرا راہ خویش گیر و برو۔

ترا سعادت باد امر انگو نشاری

اما مشکل ایں می شود مرد دانشمند را خبر از واقعہ حال نہ طالبانرا مانع می آید

باری تعالیٰ در دنیا دیدار صادق را از ہیں
انبیاء دون پر اتوال
بعیان نا یمبزراں۔

ومیگویند استغفر اللہ الطریق مسدود والوصول الی اللہ غیر موجود والسؤال مردود والقال بہ مذموم غیر ممدوح اکنوں تو دانی جان تو واند۔ تِلۡكَ أُمَّةٌ قَدۡ خَلَتۡ لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَلَكُم مَّا كَسَبۡتُمۡ اما ایں سخنان راہزن روندگاں میشوند واگرچہ مرید طالب را ہمہ دوستاں یکدست شوند قدم در باز آوردن او نہند آں شہباز سرانداز چناں بپاے طلب استوار ایستادہ است ہرگز باز گشتنی نیست ایں قوم را یا مطلوب بدام آید یا سر دریں کار شود ؎

یا در اندازیم سر را یا بدست آریم سر　　یا بکام دشمناں گردیم یا سلطاں شویم

(۲۷۳) طالب مرید را نشاید کتب سلوک کہ مردم مشائخ دراں از حقایق و معارف سخنی بنشتہ اند مطالعہ کند او را مصلحت نباشد ایں کتب طالب را از طلب باز دارد و بجاے رسیدن ندہد ظنًّا منہ انہ وصل الی غایت المقصود ونهاية المطلوب وایں کتب کہ میان مردم بہ بیان حقایق و معارف شہرت یافتہ اند چنانکہ فصوص و دیگر مصنفات محی الدین ابن عرابی و تمہیدات قاضی عین القضات لائق مطالعہ طالب کشف محجوب باشد و منہاج العابدین و ترجمۃ الاحیا و آں کتابی کہ بدیں ماند مرصاد اگرچہ بر مزے و غمزے از حقایق و معارف خالی نیست اما البتہ حث طلب و بعث ارادت دارد ہم شاید کہ مطالعہ کند۔

مرید طالب را مصلحت نباشد کہ کتب حقایق و معارف را در مطالعہ آرد چوں فصوص و تمہیدات اور امطالعہ کتب سلوک چوں کشف المحجوب و منہاج العابدین مفید افتد۔

(۲۷۴) و مرید طالب را نشاید کہ خود بی آنکہ بتحقیق مقصد مشائخ و عارفان رسیدہ باشد تصنیفی یا مکتوبی سلوک آمیز نویسد او رہ نداند کار نشناسد بوہم خود ناچیزیرا چیزے دانستہ نا مفہومے را مفہوم خود تصور کردہ

مرید را کہ ہنوز بپایۂ تحقیق مقصد عارفان نرسیدہ نشاید کہ کتابے در سلوک

فعلی ہذا ضلّ واضلّ باشد۔

(۲۷۵) مرید طالب را نشاید زبان نصح بر مردم کشاید ایں وظیفہ سید گانست وفارغ شدگان از ہمہ مطالب ومقاصد اعنی با نتہائے کار رسیدہ وہمہ چیز را چنانچہ آں چیز است دانستہ ایں چنوے را نشاید زبان نصح کشاید ایں شخص را باید خالی از علمے وتعلمے نباشد او چیزے دانستہ است وآں چیز ہم چناں است کہ او دانستہ است اگر آں سر را چنانچہ او دانستہ است در اظہار وبیان آرد ہر آئینہ او را زندیق نامند ملحد خوانند واباحتی گویند یا مردود مردم شود یا خود سنگسار گردد اگر علمے وتعلمے باشد خصوص نحوے ومعانی وبیانے معقولے واحاطت اکثر احادیث اینچنیں کس بیانے کند لباسے بر حقیقت پوشاند کہ آں لباس لائق حقیقت است نہ بینی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ میفرماید الکبریا ردائی وباز ماندن خلق از وے جز بوہم وظن ایشاں نیست وآنرا خداوند سبحانہ وتعالیٰ عبارت از کبریا کرد یعنی کبریا او مردم را در وہم وظن انداخت کہ البتہ او را ندانند و نہ بینند ترا ایں سخن بمثالے اگر معلوم شود ہم کار سیت بادشاہے مالک الرقابے در شبے تاریکے خود را در صورت گدایاں مستذل کند وکاسۂ شکستہ بر دست گیرد وچوبے کنز گوشے را عصا سازد وبر در مردم لقمہ بداں سانے کہ گدایاں می طلبند بطلبد جائے دہند وجای ندہند وجائے اہانت کنند آنکہ کہ گمان بر در باب او کہ بادشاہے مالک الرقاب است وضابط ممالک اوکسی است بعد آنکہ مردم دانند کہ بادشاہے است فرایص در لرزہ افتد وکذلک گوشت پرکالہ کہ میان دو شانہ است دریں مثال آں بزرگی بادشاہ وجلالت او

تصنیف کند۔ مرید را نشاید کہ زبان نصح بر مردم کشاید کہ ایں کار بسیدگان و واصلان است۔ نعم رم الکبریاء ردائی

مانع آمده است خلق را نمیدانند که بادشاه برو رہا میگرد وعوام وخواص را علما و مشائخ را واہل دنیا چنانچه تجار وامرا را نصیحت نکند مگر بر کسے که نهایت کار او را مطلع باشد۔

مرید را نشاید که از حکایتے که درو ست حکایت کند

(۲۷۶) مرید را نشاید از انچه او است حکایت کند واگر اتفاق افتد که حکایت کند از اں کند که از اں گذشته باشد واز انچه پیشتر است خود بطریق بهتر که از اں کلام نکند سخن از پیشتر موجب پس افتادن باشد۔

پیر اگر مرید را توجه خود فرماید دولت عظیم باشد

(۲۷۷) واگر پیر مرید را توجه خود فرماید دولتے عظیمے است که در دامن او بسته است اما ایں مرید را نشاید که پیر را بخدائی گیرد اگرچه او را تعالی باوی بیند و باوی یکے گشته شناسد با ایں همه بندگی بر جا است۔

مرید را در پیش پیر نشسته ورد خواندن یا مراقبه رفتن نشاید او را متوجه پیر باید بود

(۲۷۸) مرید را نشاید پیش پیر نشیند وردی خواند یا خود را بمراقبه دهد در حضرت پیر همیں نظر بر پیر داشتن است واگر سماعی هست قوال چیزے میگوید مرید را نشاید که دراں بیت شنیدن گریه کند بحضور پیر و یا اظهار حالی پیدا آرد و یا بیتے که پیر را خوش آمده است ایں باآں بیت شریک شود گفتم که در حضرت پیر همیں نظر بر پیر دارد و بس و آنکس که مرتبه پیر دارد یعنی میان مردم همرنگ است او بحضرت او نیز اضطرابے و اظهار حالے نشاید اکثر آدابے که با پیر نگه میدارد باوی نیز نگه دارد۔

مرید را همواره مضطرب باید بود

(۲۷۹) مرید همواره مجتهد و مضطرب باشد واگر سکونے وقرارے درو پیدا آید آں سکون وقرار او را از کمال غم وافراط اندوه باشد۔

مرید را سخن بسیار نباید گفت

(۲۸۰) ومرید سخن بسیار نگوید اکثر احوال بصفت سکوت باشد۔ مرید دردم

شراب ہم بر سر مرید ہند گویند سبو بر سر کردہ بہر کوے و بہر سوے بگرد و شراب را بر لب و ریش و سبلت او می مالند تا کسان ہجوم کردہ شنیند باید بدیں و امثال ایں کردن اقدام نکند و اگر ایشاں از سبب ایں اظہار رنجشی میکنند التفات بداں نکند غم ایں رنجش نخورد ایشاں قسمے دارند با ہر کہ آں قسم رفتہ است از وے بہیچ وجہی جدا شدنی نہ اند۔

(۲۸۲) و طالب بہ طیری و سیری و غایب شدنی و حاضر آمدنی نمودنی و ربودنی بدینہا سر فرود نیارد ہمانچہ مرداں گویند اگر بر آب روی خسی و اگر در ہوا پری مگسی دل دریاب اگر کسی دل دریاب دو معنی دارد۔ یکے آنکہ مرداں گویند دلے دریاب یعنی براو کسے کارے کند و چیزے بدہد و خوش کند دوم دل دریافتن عبارت از اکتساب اوست و دانستن دل چنانچہ حق دانستن کہ بتحقیق تحفہ انسان ہمو است آنکہ اویس رضی اللہ عنہ با عمر گفت رضی اللہ عنہ کہ علیک بحفظ القلب ہمیں معنی دارد یعنی اورا نگاہدار و بکارے دگر مشغول مکن و معنی دیگر ہم احتمال دارد یعنی انچہ دل فرماید آں کن یعنی حفظ فرمایش او کن اوّل کار مبتدیست دوم کار مرد رسیدہ و دل بدست آوردہ است۔

(۲۸۳) مرید مجتہد و مضطرب را در سماع شنیدن حملے و محملے نباشد او چیزے با دل خویش دارد و ہر نغمہ کہ بشنود او خبر بہانہ می طلبد شنیدنش ہماں باشد و از دست رفتنش ہماں و اگر حملے و محملے بود او عاشق طالب نیست او مرد یست کہ بفکر و اندیشہ خویش بہترین کارہا اختیار کردہ است بیتے و سخنے کہ شنود حملے درستے

طالب را باید کہ بہ پرسے و طیرے وغیرآں سر فرود نیارد

کیفیت مرید مجتہد و مضطرب در سماع۔

بفکرے واندیشہ کند و بداں گرید عورتے کہ پسرش وشوہرش مردہ است مویہ گری و نوحہ میکند او غرض آں نوحہ ندارد او ہماں بمجرد شنیدن آواز خود را پر کالہ پر کالہ و قطرہ قطرہ میکند

مرید در زینت خود نباشد و بلباس محقورہ و مشہورہ
(۲۸۴) مرید در زینت خود نباشد والبتہ لباس محقورہ و مشہورہ نباشد عمر گفتہ است رضی اللہ عنہ ایاک واللباس المحقورۃ والمشہورۃ از قول عمر رضی اللہ عنہ معلوم می شود مرد را لباس محقورہ نشاید و مرد محقورہ را لباس مشہورہ اگر مرد مشہور لباس محقورہ پوشد موجب زیادت شہرت او بود و اگر مرد محقورہ لباس مشہور پوشد موجب شہرہ او گردد

سا مرید بیت گرسنگی فاقہ
(۲۸۵) مرید شب فاقہ را و روز گرسنگی را غنیمت شمرد خصوص فاقہ و گرسنگی کہ ضروری پیش آمدہ باشد و آنچہ باختیار باشد آں نیز موجب تصفیہ و تجلیہ دل باشد ولیکن در فاقہ ضروری شکستگی نفس است بتمام و در فاقہ اختیاری وہم رعونت و خود بینی نقد است خواجہ من میفرمود قدس سرہ العزیز کہ طے باختیار بہتر از فاقہ ضروری بود ایں بداں ماند کہ گوئیم عبادت انسان فاضل از عبادت ملائکہ است۔ زیرا چہ ملائکہ را تعبد ضروریست اما انسان را تعبد او نعب بر نفس اوست پس ایں اختیار بہتر ازاں باشد کہ آں بضرورۃ آید بندہ خواجہ عرضہ داشت کرد سخن اینست کہ خواجہ فرمود اما بندہ خواجہ را در خاطر چیزے می آید اگر فرماں شود عرضہ دارم فرمودند بگو گفتم مقال خواجہ است کہ شکستگی و بیچارگی و واماندگی در راہ طلب و تصوف اثری تمام دارد و در فاقہ و گرسنگی ضروری ایں نوع بنقد اوست خواجہ فرمودند نکو میگوی بریں اعتبار ہمیں اید و مرید را در طے و یا فاقہ ضروری سستی و ضعف آرد دل را بداں ضعف و

سستی نذہد ولرا مرگ دہد باخود گوید کہ اے نفس اگر تو بمیری بمیر من غذا بتو نخواہم داد نگراں کہ خدا بدہد برائے ایں مصلحت در خانہ کسے مہمان نزود دیدن یاری دوستے پیشہ نگیرد تا ایشاں طعام پیش آرند وسوال کردن وچیزے جامہ فروختن وگرو کردن خوردن خود چہ معنی دارد دریں محلہا صوفیان رخصت دادہ اند اما من باب عزم وحزم را کشادہ میدارم اینچنیں کسے را میان وحال یکے مثل آیدان مات فقد مات شھیدا اینجا ایں حجت نیارے وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ بسیار تہلکہ است کہ طالب اختیار کند واگر بدان تلف شود زہے دولت وقتی ایں بیت خواندہ

در رہ عشق ما اگر کشتہ شوی شکرانہ بدہ کہ خوں بہائے تو منم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجاہدہ نفس را جہاد اکبر خواندہ است اگر کسے در جہاد اصغر کشتہ شود شہید باشد چہ میگوئی اگر کسے در جہاد اکبر کشتہ شود شہید نباشد وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُكَةِ رخصت عام است نہ عمل خاصہ حکایت شنیدہ باشی مردی بر قلہ کوہی ایستادہ بود پرسید ایں آسمان را کہ آفرید گفتند خدا گفت زمین را کہ آفرید گفتند خدا گفت کوہہا را کہ آفرید گفتند خدا ایں درختاں را کہ آفرید گفتند خدا پس اں گفت اللہ اللہ شانا عظیما مر خدا یرا شانی عظیم است وبزرگ کسی است واز غلبہ ایں خیال خود را از کوہ بیروں انداخت ومرد ایں حکایت را در عوارف در مدح کسانی میگوید کہ خود را در راہ خدا ودر ابتلائے او فدا سازند وجاں بدہند وایں محبت خاصہ باشد۔

(۲۸۶) مرید ہمارہ خلوت جوی وتنہای خواہ باشد ہر اینہ طالب را

مرید ہموارہ خلوت جو

دو کار است یا دوست یا یاد دوست و هر چه جز دوست نه نکوست و در اختلاط
نه یاد تمام توان کرد نه از دوست بمراد بر توان خورد۔

(۲۸۷) اگر طالب بنده کسے است این تدبیر درستی است دل را بحضور او تعلق تمام
دهد شب را خوندکار شش کاری نفرماید همه شب جشن وقت اوست و صوفیان از کارے که
در شب باشد روز چندان نبود شب وقت سکون هد است وقت قرار و آرام است هر کاری که
او را بدان وقت دست دهد کار همانست ذکر و مراقبه لشب مرتب است خصوص
وقتی که اکثر مردم خفته اند بنده را در وقت او بسیار خفت است فردا باوی محاسبه
دنیا نیست نانی پخته یافته است و جامه دوخته بر تن چه حساب زکوة بر و فرض نه
و حج بر و فرض نه سنت جماعت بر و نه حضور جمعه کذلک تا آنکه در حدود و قصاص
هم بر وی خفتی است فردا بسیار بندگان باشند که نجات ایشان بیشتر از نجات
خوندکار بود و اگر خوندکار کاری فرماید که در آن کار در فریضه خداے که بدو متوجه
است تقصیر رود این کار را بنده از خوندکار قبول نکند و اگر او ستم کند بیع و شرا
ایستاده شود لا طاعة للمخلوق فی معصیة الخالق و هم چنیں اگر کارے
نا مشروعے فرماید و بنا مشروع دعوت کند بر و خمر بیار یا ساقی مجلس من شو یا مانند
ایں کارہا دگر که حکایت آں مروت رخصت نمیدہد نباید که بنده مرید طالب
اقدام ایں کارہا کند ایں خود چیزہاے است که بر عوام متوجه است حکایت مادر
مرید طالب است او را خود چه گوئی و اگر خوندکار آسیا گردانیدن فرماید بنده
مرید طالب دل راست کرده هم بر وضع گردانیدن آسیا ذکرهی میگوید و کلمه
بر زبان میراند کنیزکانی که ایشان آسیا گردانند در وقت گردانیدن چیزے

تنهائی خواه باید بود
هر تقیه عمل سیکه
غلام نتیجه باشد
مرید که غلام آسے است
آنچناں کارها از
خوندکار خویش قبول
نکند که در ان تقصیر در
اداے فریضه خدا
رود

بگوئید ایں بندہ طالب کم ازاں نباشد و اگر بارے گراں بر سر نہد و گوید بمقامی
و منزلی برساں و در تنقل ہر قدمی اللہ میگوید و میرود و بار سبک می نماید و دل بذکر
خدا مشغول شود برنج بار منزعج و متردد نشود و دراں حالت ذکر مفید تر باشد زیرا چہ
دل گرم است و درحالت گرمی ذکر را اثرے تامے است

بعد از ذکر کردن و سماع شنیدن کہ دل ہم گرم باشد در مراقبہ رفتن در دل را کشادہ کند و نفعہا بخشد۔

(۲۸۸) صوفیان ما چنیں گویند چوں ذکر یا گرمی دل گفتہ باشد ہماں ساعت
حبس حواس کند دل بمراقبہ دہد اثر ہا بیند و چوں از سماع فارغ آید و سماع را بزور
و قوت شنیدہ باشد در ساعت غضِّ بصر کند و دم را فرود برد بروں آمدن ندہد
و دل را بحضور دارد راحتہا یابد چہ دانم وقتی ایں کردہ باشی یا نہ اگر کردہ باشی
بدانی کہ چہ میگویم کمترین راحتہا ایں باشد کہ در دل را کشادہ بیند کہ کشادگی ایں دل
راحتے و لذتے و اثرے دارد اگر دیدہ باشی بدانی و اگر چشیدہ باشی بشناسی۔

مرید را جامہ ازرق یا اسود پوشیدن برائے فراغت از شستن روا باشد

(۲۸۹) مرید اگر جامۂ ازرق و یا اسود پوشد برائے دفع مؤنت شستن
را شاید و نیز اگر چہ ثقل مؤنت نباشد اما مشغول شدن بہ شستن و غیر آں زیادتی
وقت اوست تا آنکہ از بعضے حکایت کنند صوفی جامۂ چرکین داشت صوفی
دیگر پرسید جامہ چرا نمی شوی گفت ما التفرغ یا اخی فراغ شستن ندارم
آں مرد مستفسر میگوید سماع سخن آں صوفی ما التفرغ یا اخی در دل ما ہمارہ
ذوق دہد۔

مرید طالب را بہ تکیہ دیوارے و درختے نشستن نشاید

(۲۹۰) مرید طالب را نشاید بہ تکیہ دیوارے و درختے نشیند البتہ متکائے
با خود سازد کہ آساں گیر نفس است مگر آنکہ ذہولے پیش آمدہ باشد یا سستی
طبع بودہ باشد کہ بضرورت طبیعت بشری ایں صورت روے نماید ایں ہیئت

وضع کاملاں است۔ ایں صورت اہل جد وجہد واجتہاد نیست

(۲۹۱) طالب در خلوت خویش بسیار گریہ وبسیار زار د اما میاں مردم مگر در وقت سماع سکب عبرات را احتما کند بقدر ما امکن۔

(۲۹۲) طالب را باید خواب اکثرے در نشستن باشد در وضع مراقبہ شنید دل بحضور دہد۔ خواہیکہ دراں حالت بیاید آں خواب داخل عمل دل باشد وحضوری مرتب دست دہد بسیاراں گفتہ اند معراج در خواب بود ایں خواب ایں چنیں خوابے بود کہ با تو گفتیم۔

(۲۹۳) اگر مرید را کہ لقمہ اش از غیب است بوقتیکہ او را طعام رسد اگر دو وقتہ بر گیرد شاید۔ آرے ضرورت اکل واحتیاج بشری ہمیں تقاضا کند اما محتمل کہ عادت بر پر خوردن شود چوں لقمہ اش از غیب است یکبارگی دوبارہ خورد بار دیگر کہ رسد چہ کند اگر خورد مضرت در بنیۂ او باشد کار بہیضہ کشد واگر نخورد مرداں ایں متاع را چہ نامند۔ وچنیں گفتہ اند اگر مردے را زنش گفت کہ تو بسیار خواری او گوید اگر آں مرد بسیار خوار است زنش را سہ طلاق۔ گفتہ اند چوں نہ دانند کہ او بسیار خوار است یکبارگی کہ او طعام خورد دوم بار کہ طعام پیش او آرند بتواند خورد ایں را بسیار خوار نامند۔

(۲۹۴) مرید را نشاید اختیار کردہ در جوار ملکے و امثال ایں باشد وایں قصد ہم ندارد کہ البتہ جاے باشد کہ مرا کسے نشناسد۔ ایں ہم عمل قوم است اما قصد کارے میان ما ممنوع است۔ امثال ایں تصور دلیل بر خود بینی ونظر بر خود داشتن بود۔

(۲۹۵) مرید را در تعبد و تنزہ خلوت و محضر مردم یکساں باشد۔ البتہ او را و خویش را و آنچہ وظیفہ اوست ہیچ وجہے فوت نکند۔

مرید او را و وظیفہ خویش را در ہیچ حال فوت نکند و خلوت و محضر مردم او را یکساں باشد

(۲۹۶) و مرید ہیچ یکے را بہ طمع دست ندہد و نہ ایستد و نہ زانوے ادب پیش کسے نہ نشیند و پس او شدہ نرود۔ و ہر کسے بر اہے او بر اہے و ہر کسے بکارے واو بکارے۔ ایں ہم نکند کہ صورتے سازد کہ خود نمائی باشد و مردے معتبرے میرود پیش او رود سینہ کشیدہ رفتار کند۔ ایں نوع شیوہ طالباں نیست۔ و مرید مردم عوام را از درائی و تعیبی نکند و از ہر یکے بشکستگی دل خود طالب مزیدے باشد تا آنکہ سگے و گربہ کہ در خانہ او می باشند۔

مرید از ہیچ کس طمع ندارد و نہ پیش اہل دنیا بہ زانوے ادب نشیند و نیز نشاید کہ بہ تعنت و رعونت پیش آید

(۲۹۷) بعضے طالبان استعمال مخدرے کنند و گویند موجب جمع ہمت است بہ یک خیال درست میدارد راست است ایں سخن اما بہ تدریج مرد آں کارہ شود بے آں تواند و بے آں وقت خوش نشود و حضور دست ندہد ہماں شود کہ مرداں گویند فلاں اشربے فلاں بھنگی خیا نچہ مردم قلندر را دیدہ باشی میاں آں کسے را دیدہ کہ رہ کار دارد اما بدیں مبتلا است۔

طالب را نشاید کہ استعمال مخدرے کند

(۲۹۸) و اگر مرید گاہے قصہ لیلےٰ و مجنوں را و دیوان شیخ سعدی را قدس اللہ سرہٗ پیش دارد و بخواند و قصۂ یک دو ے از اں بخواند کہ بداں وقتش خوش شود و ملالت از سرش دفع شود شاید۔ مرید اگر دوے را بیند میان ایشاں رسم محبت مستمر است اگرچہ جہاں پایہ پایندہ باشد۔ موجب مزید درد و طلب او باشد۔

مرید را آگاہ گاہے قصہ لیلی و مجنوں و دیوان شیخ سعدی استماع خواندن و باعث بر مزید طلب او باشد

(۲۹۹) مرید مدام متصف بصفت غض بصر باشد و اگر کشاید خبر آنتا

مرید مدام متصف بہ

منفعت غض بصر باید بود

ہرچہ مرید را از واقعہ

کہ در خواب یا در بیداری

پیش آید ازیں بہتر

نباشد کہ در صورت پیغامبر

یا پیر بیند

و عبر را نظارہ نکند۔

(۳۰۰) ہرچہ مرید را واقعہ در خواب و بیداری پیش آید ازیں بہتر نباشد کہ پیغامبر را ببیند یا پیر را ببیند و اگرچہ کشف و تجلی باشد ہرچہ بصورت پیغامبر و پیر باشد اعتبار تمام دارد۔ طالب مرید برائے احضار دل و برائے جمع ہم او صورتے ظاہر پیش دلش دارد۔ دل بغایت بدشواری حاضر میشود بعد اللتی واللتیا بدست می آید اما بخاطر حضورے نقد است شاید زیرچہ چو دل برجا آمد آں صورت در میان نخواہد ماند چوں بجا آمد نظارہ ملکوت نقد او باشد کشف غیوبات او را بالعجل بود حدیث شنیدہ باشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمودہ است۔ لولا الشیاطین یحومون الی قلوب بنی آدم لنظروا الی ملکوت السموات۔ حاجی بہکری خادم شیخ الاسلام مرد مسافر بود حکایت میکرد در جہاں شیخے دیدم کہ ارشاد میکند و مریدان را در تربیت میدارد چند طالب را در مقامے اجلاس کردہ است وامردے صبیحے ملیحے را در میان ایشاں نشاندہ وہمہ را گفتہ کہ نظر بر روئے او دارد و شخصے را حارس و محافظ کردہ است تا خیانتے نرود۔ آں پیر مرشد را ایں قدر در خاطر نمی آید کاریکہ در وہم خیانت بود آں کار تا بکجا کشد و عاقبت بچہ انجامد۔ من میگویم ہرچہ باشد باشد بیرون از مزج شہوت نبود۔ علما باللہ را راسخان علم عارفان محقق مکشوفان حق الحقیقت را باحوط واسلم دست زدن نبود و جز بدیں وصفت صورت وصال مرتب نرود۔

تربیت طالبے کہ در زمانہ پیری در راہ طلب افتد۔

(۱۰۳) و گفتہ ایم ایام طلب از اول شباب تا آخر شیب است تا اگر چنیں اتفاق افتد پیرے کہنہ از شصت و ہفتاد گذشتہ باشد بلکہ بہ ہشتاد و از ان بالاتر شدہ بود و خداوند سبحانہ و تعالیٰ در دلش القاے طلب کند تدبیر او چیست او را صوم میسر نیاید ترک طعام نتواند کرد طی خود چہ باشد و ایں ایا میست کہ البتہ بہ دوم نفر احتیاج باشد ایں چنوے را اگر پیر شفقتے در باب او ارزانی دارد او را توجہے و ربطے فرماید او را ازیں کار بہتر نباشد فریضہ بار وایت و سنت موکدہ بجا آرد و دیگر چشمے بستہ لبے بستہ مقامے خالی تنہا ماند و توجہے و تعلقے کہ پیر فرمودہ است ہم بر ان دل نہادہ باشد اگر اہتمام پیر باشد و در طلب قوت کردہ بود البتہ از موارد و مواہب کہ صوفیا نرا ہست خالی نباشد۔ و دیگر ایام ناامیدی اوست دست از وجود حیات شستہ است ساعۃً فساعۃً خود را لطبیعت در آمیز شستہ می بیند و خود را از جاہ و مال و اہل و ولد مہجوری یابد و ایں ہمہ قیدہاے است در پاے روندہ ایں قیدہا ہمہ بیکبار از پاے وے گستہ است و را بجز خداے و مرگ و گور چیز دیگر در خاطر نماندہ است و غم عاقبت بردن ایں تدبیر کہ ما گفتیم حسن عاقبت بدیں مرتب تر باشد و شہود حق حاضر تر و بخدا رسیدن نزدیکتر۔ شاب طالب چکند کہ دل از حیات بر کند و بر مرگ قرار گیرد جز بہ بازآوردن خطرہ نباشد و اگرنہ میل طبیعت او بداں است اما ایں پیر را ہمہ چیزہا کہ بر طالب شاب مشکل است از وہمہ رفتہ است۔ ہر چند کہ دلش سست شدہ است گرمیٔ و تیزیٔ در و نماندہ است

دریں وقت بر دل او از کجا خشکی آید کہ نقش مراقبہ و حضور بر دلش مرتب شنید۔
بر آب رواں معمہ نویسی آنکہ چہ مفہوم تو گرد داو بداں ماند۔ اکنونش باید دست
و پا شکستہ تر کردہ و خود طبیعت سست شدہ اند اسنان افتادہ دستہا بہلیدہ
چشم بستہ گوش خود گراں شدہ است اینجا دل بشہود وجود او دہد۔ من تلقین
ایں مراقبہ اینجا بہ نویسم اما ترسس آں می باشد مردمانے کہ ازیں کار خبر ندارند
ایشاں خود را مرشد خوانند وایں حکایت کنند و زیانکار ایشاں باشد اما
ایں قدر میگویم ور دل جز ایں نگذراند دل را بدیں بر بستہ دارد لفظ اللہ را بجائے
وسواسے کہ او را در خاطر می آید ہمیں اللہ را گذراند و حدیث نفس ہمیں را سازد
دل را بریں دارد کہ اللہ اللہ میگوید و میگوید اما نفسے می یابد۔ اما می باید دانست
کہ در دل دو صفت است از مردماں حفاظ بسیار کس بہ ہمیں قرآن میخوانند و بے
شبہہ اگر دل با زباں یار نباشد نتواند خواندن و مع ہذا حدیث نفس و وسوسہ مزاحم
وقت او باشد۔ میخوانند و حکایتہا و قصہا در دل او میگذرد۔ ایچنیں نباشد۔
کہ اللہ اللہ میگوید و در دل حکایتہا و سواس میگذرد باید ہمہ او ہمیں اللہ
اللہ باشد۔ مردم نماز گذارند فاتحہ وضم قرات چنانچہ آمدہ است ادا شد
و مع ہذا حکایت وقصہ در دل گذرد ایچنیں نباشد۔ اگر دل یکے درمت
شدہ است بواسطہ فوات چیزے ازیں جہانے چوں او سماعے و نغمہ شنود
درد بر درد افتد اضطراب او زیادت شود مثل ایں سخن گفتہ ام بداں ماند کہ یکے
را دملے بر آمد کسے باشد دوائے درد میکند چوں دکہ بدو رسد دردش زیادت
شود بلکہ اگر گویم یکے پیچند شدہ است شاید۔ اکنوں پیر را ایں درد ہاے دنیاوی

بسیار پیش افتادہ است چہ از آنکہ مصیبتہا بسیار دیدہ باشد و دردہا بسیار چشیدہ
وخود امروز بنقد وقت از ہمہ خود را جدا می یابد و رفتہ می بیند بہ طبیعت دردمند
است چوں درد طلب براو افتد درو بردرد زیادت شود امیدہا باشد۔ اینجا
و درین محاضرہ انتظارے و نورے وکشف غیب را نکند ہماں اصل مقصود
طلب بعلم اللہ چیزے پیش آید۔ آنچہ روندگان شقتہا ومحنتہا بسر بردہ اند شاید
چیزے پیش آمدہ باشد یا نہ کہ اورا پیش آید۔ ایں پیر را باید چنانچہ رسم
کار پیراں است برائے فرقت از دنیا وہجراں اہل و ولد بحسب ضعف خویش
دمے سردے زند خود را با ہمہ فدا در رہ مقصود کند چہ آں مقصود نیست کہ فضل و
شرف ہمہ بداں باشد کہ فدا دراں مقصود شوند۔ و نشاید کہ ممنوں و ذلیل کسے
گردد آرے دل بر خدا نہادہ و روح را در انزہاق دیدہ و پائے بر بستر مرگ
فراز کردہ و دست از تصرفات دنیاوی کلی شستہ بخ بخ مبارکش باد ایں
حالتے است کہ نوزدہ بسوہ موجب کشف حقیقت و یک بسوہ برائے رعایت
اختیار میدارم کہ ایں امر قصدی نیست اختیاری است اگر او اختیار کند شود و
اگر نہ بیست بسوہ گویم۔ ازیں پیراں نباید شد کہ ترا گویند۔ ؎

اے شدہ پیر عاجز و فرتوت   ماندہ در کار خویشتن مبہوت
متردد میان جبر و قدر   غافل از عین عزت جبروت

و با خود بہ یقین چشم بستہ باشد و دل را یقین کردہ داند ایں ساعت آں ساعت
است کہ محبوب بحسن و جمال و بلطف و کرم شاہد گردد ظاہر آید انا عند
ظن عبدی بی اینجا محقق تر گردد و دریں بیت فکرے باید کرد ؎

از بعد مکن شکایت اے خستہ جگر کز غایت قرب می نہ بینی ما را

پیرا جوانمرد باش طفل مزاج انکار جز بخدا راضی مباش و دل بجائے دیگر منہ من برائے تو آن نبشتہ ام بداں امید وار کردہ ام کہ انشاء اللہ تعالے چشم دل بداں روشن گردد۔ چوں پیر خود را از سبب پیری و پسیں عمر نیست ونابود بیند کہ قریباً لشئی یا خذ حکمہٗ پس فنائے نقدے اورا دست دادہ باشد۔ اگرچہ فنا تصورے است وایں تصورے از منبع تحقیقے است یک فنائے کہ صوفیاں گویند ایں است و تحصیل او ہم بدیں است۔ اینجا سخن بسیار است اما حمیت غیرت راہ در کار میدارد از فضل خدا من بسیار بر روندہ رہ آسان کردہ ام نمودہ ام۔ چنیں گویند۔ ؎

درنہ کہ زد ایں درکہ برو نکشودند

من چنیں میگویم کہ ہرگز ایں در نہ بستہ اند اما آں کو کہ درو درآید بلکہ در کشادہ اندندائے درآمد ہم میکنند۔ عجب کاریست ایں پیر را کہ سالہا بہوا گذرانیدہ آخر نفس بہ انتہائے کار و بہ انتہائے مقامات صوفیاں برسد عجب عجب کل العجب۔

(۳۰۲) پیر را از تقرب زناں و از صحبت ایشاں بہمہ وجوہ محترز باید بود۔ ایں قسم جوانان فحول را رکیک وضعیف می سازد۔ پیر خود ضعیف است اگر بدیں کار شود خود را ضائع گرداند از ہمہ کارہا باز داشت و بہیچ حالے ومقامے نرسید۔ و پیر را البتہ تعہد خویش باید کردن از مضرات چیزے کہ اورا دریں ایام مضر آید بجد احتراز باید کرد اگر بنیہ اش صحت نباشد

طالب عمر رسیدہ را از تقرب و صحبت زناں بہمہ وجوہ محترز باید بود

او خود پیر است نہ آنکہ ضایع گردد کار تصوف چہ خواہد کرد۔ اگر پیر از ان بوده
باشد یا اختزال یا اعتذار یا اختیار اما ایں کہ خواہد کہ او را بحظ او رساند
او و اندامان زوال کار نیاید۔

طالب عزیز را یکے ازیں دو حالت بود یا خواب بر ایشاں بسیار غلبہ کند یا خواب نیاید اندریں دو حالت ایشاں را چہ باید کرد۔

(۳۰۳) بر پیران ازیں دو وصف لازم است یا چناں خواب بر ایشان غلبہ کردہ شب و روز می خسپند و میان مرداں نشستہ در غنودن اند و ایں سبب خشکی دماغ و رطوبتے کہ در معدۂ ایشاں جمع شدہ است۔ یا چناں خواب از چشم ایشاں می پرد کہ البتہ دیدہ ایشاں روئے غنودن نمی بیند۔ نکو است ایں اگر بملالت و سماحت نباشد و آں قدر کہ بلذت و راحت است فیہا لغمۃ و گرنہ بخیال عاقبت و حوادث الٰہیات و آنچہ مترقب و منتظر است دراں یاد باشد بریں سماحت و ملالت دفع میشود بلکہ بکارے می آرد۔ و آنکہ گفتیم بر و خواب غالب است بروے فرض باشد کہ ہم از ابتداے کار دل را بمراقبہ دہد و آں خواب کہ او را می آید زیانکار نیست در حساب مراقبہ است کہ مرد مراقب و محاضر در مراقبہ آرزو برد کہ خوابے بر و طاری گردد۔ امید دارد کہ ہر چہ بیند درست تر ببیند و زود زود تر باز آمدن نباشد و ساعتے با مقصود مراد ماند۔

پیر طالب را تنگ مزاج نباید بود

(۳۰۴) پیرانِ تنگ مزاج باشند ایں صفت پیر طالب را نشاید و پیر ہر نفسے دم در نالیدن باشد اینغے و خنیغے البتہ در وے باشد ازیں بجد احتراز کند۔ و ایں ہم نباشد از درد مفاصل و از درد اندام و سستی بینیہ ہر نفسے نبالد و اگر پیرے است در اول جوانی طلبے بصدق داشت

وآنرا تا بہ پیری رسانید او پیرے سوختۂ افروختۂ ریختۂ بیختۂ دردمندے متمندے باشد و ایں صفت بسیار آرزوے منتہیان باشد نالۂ او ہم ازیں بود کہ عمرے بسر رفت روے مقصود دیدہ نشد۔ وآنکہ گویند دردبہتر از درماں است آں عبارت از حرماں نیست۔ از وجدان است ولے وجدانے بیروں از امنے دامنے۔ ایں چنیں پیرکیہ ایں سوختگی وافروختگی بادویست شفا طلب نباشد دو انخواہد ایں درد را باآں دوا وایں درماں را باآں وجدان منعم ومنتظم دارد۔ ایں چنیں نیست کہ او را خائب وخاسر باز خواہند گردانید او بنقد خواہد رفت کہ یغبط الانبیاء والشہداء

معنی ایں مقولہ کہ دردبہتر است از درماں۔

(۳۰۵) آں پیر را نشاید کہ امل نقد وقت او باشد کہ استعادتے کلی است۔ اگر امل در مغز سر او بیضہ ایں خیال نہاد از وبلا ہا زاید کہ ہیچ کارش نیاید و اگر خطرۂ امل آید بہ پیر چنا ہدکہ البتہ نشان واماندگی و پس افتادگی وحرمانی است۔ ایں چنیں کسے بجائے نرسد۔

چہ طالب را نشاید چہ شد امل نقد وقت او با

(۳۰۶) وآنکہ گفتہ اند یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت در نعمت بہشت ایں سخنے است کہ ازیں نشان میدہد کہ دریں جہان نقدے داشتہ اند حاصلے حاضرے ہست چوں ازیں جہان روند دراں جہان شوند نقد حاصل ایں جہانے را دریں جہان گذارند بروند ایں نقد باز نیاید و ہرگز بار دگر روے ننماید۔ وایں کہ انبیا و اولیا حیات را دوست داشتہ اند ہم بنابرایں کہ آں جہان کشف صرف است ہیچ پردہ درمیاں نیست عین عکس است ظل را اثرے نیست ہرآئینہ ازینجا گویند کہ آں جہان

معنی ایں مقولہ کہ یک ساعت حیات دنیا بہ از چہار ہزار ساعت نعمت بہشت است۔

است اما دریں جہاں دیدن جمال مقصود در پردہ وجود است ازیں برقعہ
کبود بیروں نیست۔ اکنوں مثالے باتو گویم یکے را تو دوست داری در صورت
مجاز آرزوے تو ایں باشد۔ البتہ البتہ اورا بے ہیچ پردہ بنیم۔ اورا
در زیب لباس ہم نموداری باشد۔ آرے در زیر لباس و در پردۂ حجاب
ذوقے و لذتے و جمالے است کہ در انکشاف و انجلا نیست۔ اکنوں فردا
ہمہ کشف است و پردہ نیست اکنوں او دراں آرزو است کہ او دراں پردہ
وحجاب آشکارا بیند کہ آنجا زیبے وحسنے و نمکے دگر داشت۔ بسیاراں تمنا
کردہ اند کہ اے کاشکے ایں کشف حقیقت برما آشکارا نشدے کہ آں پوشیدن
وکشادن و نمودن و ربودن لذتے دگر داشت۔ شعوذہ گر شب پردۂ نہد و
وچراغے دارد نیک روشن و افروختہ وراے آں پردہ صورت ہامی نماید
باحسنے وجمالے پس آنکہ آں پردہ دور کند و آں چراغ را بردارد ایں مرد
نظارہ گر گوید کہ اے کاش آں پردہ دور نشدے کہ ہمارہ دراں پردہ
نظارہ بودے کہ آں نظارہ بداں حسن و لطافت جز بداں پردہ نباشد
یکے اندیشہ باید کرد کہ یکے بہ یکے چہ لذت وچہ راحت وہم ازیں بود کہ کلیم
وحبیب نخواست کہ میرد۔ حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی۔
اگر برائے ایں چنیں معنی را محققان و عارفان آرزوے بودن کردہ اند معذور
باشند و حیات برائے ایں را ہم خواستہ اند دنیا مزرعہ است تخمے بکارند
وقتے بار دہد عجائب دگر است از یکدانہ ہماں کہ گفتہ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۔ چنیں می باشد از ضرب

دشنتم مطلوب طالب را لذتے تمام است۔ و چنیں ہم باشد کہ معشوق روے
از عاشق بہ پوشد و دراں پوشیدن ہیئتے و شکلے روئے نماید کہ آں بیچارہ
شیفتہ و مبتلا تر گردد۔ من می نویسم انچہ وقایق ایں کار است و لطافتے
کہ میاں طالب و مطلوب است اما ندانم تا کدام نکتہ ایست باشد کہ اینجا فہم بردہ باشد
ہم کہ عاشق با معشوق عمداً و قصداً القاے جنگے کند تا او بخشم و غضب خود
برآمدہ ظاہر شود پیدا آید و بحسب آں کلماتے و حرکاتے و سکناتے کند از آں
مبتلاے گرفتار پرس کہ او را چند لذتے باشد و چند ذوق و چند گرفتاری
پیش آید۔ مرداں چنیں گویند۔ ~

خشم کناں بیا تا صلح کنیم یکدگر

انچہ گفتیم ایں ہمہ نقد وقت پیر طالب است۔ مرشداں پیراں را در نگرفتہ
اند و اقدام در ارشاد ایشاں نکردہ اند ہم در ورودے و گذاردنے داشتہ
اند و فرمودہ اند ترا آواں طلب گذشتہ است۔ منم کہ پیراں را برامید
میدارم بر احوالے و بر وجدانے نشان دادہ ام کہ خون دل طالبان بے
آب شود کہ ہیچ کار نیاید۔

نسبت پیر بہ شیخ فانی شدہ است

(۳۰۷) و اگر مرد پیر طالب براں رتبہ رسد کہ شیخ الفانی خوانند
یعنی از وے کارے نمی آید قدرت بر صوم ندارد و شرع رخصت بر افطار
میکند و فریضہ را ایستادہ نمی تواند گذارد تدبیرے کہ گفتہ ایم میان چند
سطرے گذشتہ است کار او ہماں باشد ذہولی و با آں ذہولی فضولی در
نیاید یعنی بہ طبیعت نرود ذہولی او بحقیقت شود۔ گویند۔ ابناء تمانین

معنی قول ابناء تمامین عتقاء اللہ

عتقاء اللہ و ایں را بحدیث نسبت کنند چند معنی احتمال دارد۔ سنت باری تعالیٰ بریں جاریست ہر چہ میان بندگان مستحسن نہادہ است تمام و کمال او در اوست تعالیٰ۔ اگر بندۂ در خدمت خوندکار پیر شود و عمر بشرط بندگی گذرانیدہ باشد خوندکارش را ایں شفقت دامن گیر شود کہ او را آزاد کند اللہ سبحانہ و تعالیٰ چوں بندۂ را بیند عمر او بہشتاد رسید البتہ سر بہ بندگی نہادہ بود آزادگی از صولت او دہد۔ حکایت شیخ لقمان سرخسی بر بندہ با ایں سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام۔ معنی دیگر چوں مرد بہشتاد رسد از درد مفاصل و سستی دل و ضعف طبیعت خالی نباشد و معلوم است ہر چہ از خدا سبحانہ و تعالیٰ درد ے و رنجے کہ بہ بندہ رسد موجب کفارت گناہاں باشد فعلی ہذا عتیق اللہ باشد۔ و دیگر مرد بہشتاد رسد ہر آئینہ از مقاسات شداید و از بلیات مصائب و محن خالی نباشد بلکہ بیشتر و پیشتر افتد و ایں موجب تکفیرات گناہاں است۔ و دیگر مرد مومن عمرش بہشتاد آید دریں مدت البتہ روے مغفورے دیدہ باشد و دست بر دست مغفورے نہادہ و در احادیث است ہر کہ با مغفورے نشیند و یا با مغفورے خورد یا دست بر دست مغفورے زند او ہم مغفور گردد

طالب را پاکی نفس شرط کار است

و اکنوں طالب را پاکی نفس شرط است و ایں پیر طالب را گناہاں او خود از شخص او بر ریختہ است و او را صاف و پاک کردہ است راہ او آساں تر گشتہ۔ من دیدہ ام بعضے جوانان را شاید در تربیت من بودہ اند۔ ایشاں را چنداں مجاہدہ کہ طالب را باشد چنانچہ صوم دوام و تقلیل طعام و

طی وخلوت نبود جز ایں قدرے کہ پاکی نفس داشتند چنانچہ باید و از من توجہے درستے گرفتند نہایت کار ایشاں چہ گویم کہ کجا رسید کہ ترا بر من ہم آں گماں نیست۔

(۳۰۸) و نشاید کہ کودکے نابالغے را توجہ و تلقین فرمایند عجب باشد کہ ایں کار را او بسر برد و اگر باشد نادرہ باشد زیرا چہ حوادث و شہوات و اقتضائے طبعیت ہم در پیش است ازیں کوہہائے آتشین و ازیں خندقہائے پر خار کہ میگذرد۔ و اگر حکایت جنید و سری رحمۃ اللہ علیہما میگوی گفتہ ام نادرہ باشد۔

(۳۰۹) و اگر مرید طالب را شخصے باوے عشقے بنیاد نہاد تدبیر خلاص از دست وے چیست او را ہم بر خویش می آرد خویلاتے کہ کہ در سینۂ ایں مردم میگذرد و تدبیرش جز ایں نباشد کہ مقام گذارد سفر اختیار کند۔ صبر ہم کاریست اما او را بسیار خواہد رنجانید۔ محل ہم مخوف است

(۳۱۰) ایں چنیں پیرے کہ او طالب است اگر یک نفسے حیات طلبد بدیں موجب کہ بہ مقصود رسم یا نہ رسم بارے ذوق و طلب بکشم شاید۔ بدیں سخن من مردم شاعر اشارتے کردہ اند۔ پیر منحنی ضعیف طالب در مجالس محافل حاضر نشود و در جہانی و شادی بسیار نہ شنید اور انفس شمردہ باید زد و او را روزہا شمردہ باید گزرانید۔ نشنیدہ از مرداں کہ فلاں روزہا شمردہ میگذراند اکنوں ہم تو بانصاف ببیں ایں چنیں عمر را تواں ضایع گذرانیدن۔

کودکاں نابالغاں را توجہ و تلقین نباید کرد

تدبیر مرد طالب کہ در عشق کسے گرفتار شود

پیر طالب اگر در آرزوی زندگی خواہد شاید و بیہودہ دم ست کہ وقت خود در مجالس محافل رفتہ ضایع نکند۔

بہ پیر طالب راسماع بردو نمط است

(۳۱۱) بر پیر طالب اگر سماعے و سرودے گویند سماع را دو نمط شنیدہ اند۔ یکے آنکہ گوئیندہ در گفتار شد شنوندہ دل در مراقبہ دادہ روح را بنغمات سپرد۔ خدمت شیخ فریدالدین رحمتہ اللہ علیہ ہمیں نسبت کردہ اند تا چند بارے مخصوص کہ ایستادہ است۔ و بریں نمط سماع شنیدن جملہ حکمائے یونانی و حکمائے ہند جوگیہ و براہمہ و صوفیان محقق اجماع دارند۔ و پیر طالب را ہمیں بہتر و خود کارے است کہ ہمہ بداں متفق و مجتمع اند۔ و دوم اہل سماع را چنانچہ دیدہ رقصے و گریہ و نعرہ و دویدنے اگر پیر طالب را ایں حالت پیش آید اگر قوت جانی غلبہ کرد طبیعت او را قوت داد چنانچہ او برخیزد و رقص کند چنانچہ جوانان کنند ہمچناں کند گو بکن کو ہمچنیں دیدہ ام از بسیار پیراں و جاماندگان سخن در فالج زدہ گاں است و اگر ایں قوت در وے نباید از پیچیدن از صعقہ و لطمہ و ضربے بر سینہ و غلطیدن بہ بیہنجاری ازیں چہ کم آید۔ و دیگر یک کلی است در سماع۔ اگر در ابتدائے حال بہ نغمات و بہ حضور و مراقبہ و سیر روح باں داوند خود ہماں عادت شد ہمچنیں کسے کم تر جنبد الا ما شاء ربک عَطَاءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ۔

تربیت دانشمندے کہ در بحث علم پیرشدہ است

(۳۱۲) اگر پیر دانشمند کہ او در کار خود باستقصا رسیدہ باشد تا آنکہ بمحل استدلال و اجتہاد رسیدہ باشد اگر خداوند سبحانہ و تعالی عنایت خاصہ کند کہ در باب اخص الخواص دارد۔ و در دلش القائے طلب کند و بدانی ایں اعجوبہ است ایں مرد مستدل مجتہد جہل

مرکب دارد نادرہ کار است کہ خداوند سبحانہ وتعالیٰ او را تنبیہہ کند تا آنچہ مقصود باری تعالیٰ است ومقصود از بعثت انبیا است مقصود کار است در طلب آں شود۔ موجب چہ او را جہل مرکب گفتیم او بہ حقیقت کار نرسیدہ است و روے مقصود ندیدہ وہمہ عمر در وسوسہ ودر خطرات و در تشتت دل گذرانیدہ وآنرا کارے دانستہ ومنتہاے دین اسلام ہمانرا تصور کردہ و بریں قرار گرفتہ اکنوں ایں چنیں کسے را طلب از قبیل محال عادی باشد۔ الغرض اینچنیں کسے را چوں طلب افتد باید کہ آں قدر کہ خواندہ است ویاد کردہ است و دانستہ است و دعوت کردہ است از ہمہ بیکبار روے گرداند ودر خرجام صبوح خود را در غرقاب طوفان نوح غرق کند از جملہ جاہلاں وعامیاں و واماندگان و پس افتادگان بدتر شمرد خود را اینچنیں سازد گوئی ایں زماں از دار حرب زنجیر گلو کردہ آوردہ اند۔ بریں طریق پیش پیر رود وآنچہ او فرماید بدانچہ او دارو نداند کہ من عند نفسہٖ میگوید یا ساختہ پرداختہ باستدلالے کہ او داشت آنچناں میگوید بلکہ بتحقیق داند چنانچہ جبرئیل علیہ السلام از خدا بمصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خبرے میرساند ہمچنان دل پیر از حق بخلق خبرے میدہد حکایت شبلی و دانشمندے کہ بدو پیوستہ بود شنیدہ باشی در کتابہا نبشتہ اند۔ وہر چند کہ وساوس علمی مزاحم دل او شوند اند کہ ایں قصۂ تفسیر است و ایں حکایت حدیث است و ایں معانی کلام است فعلی ہذا ایں کاریست کہ

علاحدہ کاریست۔ ایں خویلات و وہمیات و تشتتات است مانع
راہ و حجاب کار اوست و اگر گوئی قال اللہ و قال رسول اللہ
است ایں خود داشت او اما کار دل علاحدہ کاریست ایں کار بجائے
است کہ اگر اقران او را پرسند کہ تو ایں علم کہ چنیں شرفے و چنیں
رتبے دارد آنرا گذاشتہ بتقلید آمدی ترا ازیں چہ حاصل شد اگر او ازیں
رہ چیزے چشیدہ باشد و قطرہ ازیں دن در کام او چکیدہ بود ہمیں
جواب گوید کہ ازیں پوستن نفعے نبود مگر آنکہ مسلمان شدم او بریں
معنی میگوید من قبل صورت اسلام داشتم بمعنی اکنوں رسیدم میان
مغز و پوست چند تفاوت باشد میاں علم ظاہر و حقیقت باطن ہمانست
بدیں ماند حکایت صہیب و سلماں و بلال بلال کہ با ابوبکر و عمر رضی اللہ
عنہم باختہ اند گفتہ ام بسیار بار اگر اتفاق علما است کہ ایشاں افضل
صحابہ اند افضل اولیا اند و با ایں ہمہ صہیب و سلمان و بلال و بلال
اطلاعے دارند کہ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما را آنجا مسلمان نمی یابند ازینجا
گماں بہ تفضیل نبری۔ صوفیاں اند ہر یکے بچیزے مخصوص ست در
دیگرے ازاں خبرے و شعورے ندارد۔ ابوبکر و عمر را رضی عنہما حالے باشد
کہ صہیب و سلماں و بلال و بلال رضی اللہ عنہم آنجا نرسیدہ اند کذلک
العکس۔ اگر کار بدیں کشد کہ علمش کلی فراموش شود احتمال بر ورود
نگر او بجائے رسید حکایت ابوسعید ابوالخیر و دانشمندے کہ بر وے
ارشاد آمدہ بود در کتابہا بنشستہ اند۔ و اگر دلش برائے مطالعہ کتاباں

شود و نفسش بر نجاند سخنے چند از حدیث و از تفسیر بنید از قوانین نحو
و نکات معانی بیان و دلایل معقولات ازیں بکلی محترز باشد۔ باید کہ حکایت
طالب ہمچو ماہی باشد اگر ماہی را پرسند تو کجا باشی گوید در آب از چہ
رستہ گوید از آب چہ می نوشی گوید آب چہ میخوری گوید آب یک نفس
او بے آب نباشد و ہماں نفس کہ بے آب باشد او نباشد۔ در کتب
سلوک بسیار مموہات و مغلقات است و از روندگان و سالکان از ہر
جنس اندزہا داند عباد اند لذلک اجناس دیگر۔ اگر طالب دریں
حکایت در شود و ایں حکایتہا را محک کار خود گرداند آوارہ و ابتر شود
دلش مغشوش شود لوح وجود او نقش حقیقت نپذیرد و گفتہ اند۔ ہ

چناں تنگ است راہِ عشقبازی کہ جز معشوق تنہا در نگنجد

(۳۱۴) طالب را در بوادی بودن نیک موافق است اگر
دلش دلاور بود۔ اگر طالب را ایں صفت نقد وقت او باشد ہر چہ
پیش او آید از الہیات و کشوفات و مغایبات و مشاہدات او آنجا نہ
ایستد و آنرا وزنے نہ نہد و در حسابے نشمرد۔ انچہ باشد آنرا وزنے نہ
نہد و بداں قرار نگیرد و ایں چنیں کسے را شاید بہ پیر حاجت نباشد از
انچہ طالب چوں حد کشوفات رسد پیر او براں واقف شدن ندہد یا
پیش او انچہ دیدہ است تحقیر کند بعلم یا بحسب طلب مقصود کہ ایں مقصود
طالب نیست یا ورائے آں او را نماید یا خود ہمت گمارد تا او از آں در
گذرد۔ اما دریں حالت کہ او را وہم اباحت و الحاد شود ازیں حالت

طالب را در بوادی بودن نیک موافق است و ہر چہ پیش او آید براں نہ ایستد

مرید در حالات کشوفات

اگر وہم اباحت والحاد افتد او را از آں بیرون آوردن مشکل کار است۔

او را بیرون آوردن پیر را مشکل کاریست۔ نہ بینی او را ایں در سر کہ من باقصی الغایات رسیدم۔ بداں اندازہ سرفرازی میکند وخود را چیزے می داند وجہانے را فرود ترمی بیند وایشانرا کم فہم وضایع و ناقص می شمرد۔ وتحفہ دیگر باایں ہمہ خود را بہمہ مراد یافتہ ونفس را بہمہ لذتہا واحتہا رسانیدہ وبذوق وخوشی چشیدہ وہیچ مانعے ندیدہ پردۂ شرم از پیش او خاستہ خوف شخصے مائی در دل او نماندہ وشوخی بیباکی در وکہ ہم در و باشد اکنوں ازیں چنیں غرقاب خلاش چوں بر ونش تواں آوردن۔ یک بلاے دیگر است کہ او بوہم خویش متوجہ می باشد بخاصیت توجہ وہمی او چیزے پیش او آید اکنوں ایں موجب یقین واستواری وتمکن او گردد۔ سخن اینجا بسیار است اما ایں مختصر احتمال آں نمی تواند کرد۔

(۱۴۳) اگر متعلمے را طلب در سر افتد البتہ میخواہد تعلمے کند وکا طالباں را ہم مباشر باشد ہست دغدغہ در سینۂ بیچارہ البتہ او را دریا خطرات ودریں ابتلا میدار دخصوص آنکہ او طالب است پیر او را تعلم فرمودہ است کارش جزایں نباشد تعلم رسمی وعادتی را بجا آرد یعنی بر در استاد برود کاغذے بر دست دارد واگر سامع است ویا قاری است آنرا ملازمت میکند وسخن گوش نہادہ میشنود۔ پس آں کتاب در طاق دل مشتاق در کار خدا وذہن تمام درست دل را بہ تصور

توجہ بہ صورت خیالی

صورت خیالی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ کند۔ اے عزیز اندک

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کارے نیست اینکہ من میگویم۔ اے عزیز ہر کہ بدیں توجہ التزام کرد آنکہ البتہ مزاحمت خطرات بیشتر دفع شد جمال حضرت مصطفےٰ را صلی اللہ علیہ والہ وسلم کم روزے باشد کہ مشاہدہ نکند ونشاید درخانہ بیاید سبق را ببیند وآنکہ روز دوم خواہد خواند شب را کتاب ببیند مستظہر شدہ وشرح ببیند برود تا در مجلس علم مستظہرے مستحضرے باشد۔ ایں کار طالب نیست واگر ہوس براں است کہ بہ دقت علم ذہنش برسد غم آں نخورد در پے آں شود تصفیہ وتزکیہ کہ او دارد او را لیفہمے وصفائی رساند بہ لطافتے ودقتے برکہ واصفان ومجتہدان آں علم انگشت حسرت بدنداں حیرت بگزند واگر بہ مصطفےٰ اصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توجہے درستے شد حکم معارف علوم بغیر واسطہ کسبی از و شنود وانچہ از و شنوند آں استحکام دارد کہ طوفان نوح آزا در خلل نتواند آورد۔ بارہا گفتہ ام اگر بہ اجتہاد الہام بودے زہے کارے کہ بودے ہر بار مرا عجب آید کہ مجتہد خود گوید المجتھد یخطی ویصیب در مسئلہ دما وفروج وحقوق ومظالم بیکطرفے حکم کند تحفۂ دگر انیست کہ بسیار باشد کہ حکمے کردہ وبسیار بار براں رفتہ مرد مجتہد باز ازاں رجوع کند۔ طرفۂ دگر انیست کہ ایں رجوع ہم در ورطۂ یخطی ویصیب است بسیار علما در سلوک درآمدہ اند اصحاب کرامت وارباب انوار شدہ اند ایں محتمل ہم ہست کہ برکسے کشف حقیقت ہم شود۔ امانادرہ کارے است شود وقتے کہ ہمہ را فراموش کند۔ ونشاید متعلم طالب کتابتے کند ودر بند جمع نسخ وتحصیل آں باشد۔ متعلم طالب در بحث مرائی نباشد

طالب متعلم کتابتے کند ودر بند جمع

والبتہ در بند اثبات سخن خویش نبود و اگر پیشینہ سخنے موجہے و مرتبے گفت چنانچہ
ایں مرد متعلم ملزم شد منفعل و متاثر نگردد بلکہ پیشینہ را حرمت دارد و داند کہ ازو
نفعے شد و سخن بظاہر ازوے قبول کند کہ نیکو میگوئی و مرد طالب را ہر بار کہ
با کسے محاورہ در مباحثہ علم شود استعاذہ بخدا کند تا شوم کدورت نفس دثور ال
نشود۔ والبتہ از خدا خواہد سخن حق بر زبان خصم رود تا نفس را شکستہ و خوار
زار بر مراد خود بیند۔ ایں نفس خود نما و خود پرست است ہر چند او را شکستہ
یابی بر حسب مطلوب تو باشد و آنقدر سر افرازی و خود نمائی و خود کامی کہ
در مباحثہ علم است جائے نیست خصوص وقتیکہ میان حریفاں سخنے در ستے بو
متعلم طالب در مجلسے ابتدائے سوال نکند و اگر استفسار و استفادہ باشد
آرے چنیں ہم باشد ولیکن او طالب فائدہ دیگر است و مستفسری کارے
دیگر اگر بدینہامی پردازد او طالب نیست

طالب متعلم را صوم دوام لابدی است فواید صوم دوام

(۳۱۵) متعلم طالب را صوم دوام لابدی است اگر طے نتواند کرد ایں
کارے دیگر است۔ صوم لابدی است۔ در صوم بسیار کارہا ساختہ است
تصفیہ و تجلیہ نقد وقت او ست و آں ثوابے کہ منتظر است کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم از قدسی میگوید الصوم لی وانا اجزی بہ
ای انا جزاؤہ۔ خود محقق است دیگر از اول صبح تا شام از تشویش اکلے
و شربے فارغ است بعد آنکہ نماز شام شود او را طرف اکلے و شربے لحظہ شود۔
و دیگر نفس با عزت می باشد سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ را شنیدہ باشی
و دیگر از بسیار طیبت و غیبت و فحش و نمیمہ مانع می آید و در آخر وقت سخن

فضول ہم کم می شود۔ واگر سستی در نفس می آید آں سستی موجب ذہول و
حضور او میشود ہر چند کہ می گذارد حضور زیادت تر است و قدرے کہ قوت
شہوانی ہم می شود و قوت شہوانی طالب را بسیار زیانکار است ہیچ چیزے
آں زیان نکند کہ این کند۔ الکلام فی منتهی النهایت۔ ای عزیز باتو
میگویم دیدہ اشس کندہ باد کہ نادیدہ گوید۔ و دیگر اہل و والد و ملازمان او
ہماں کنند کہ او میکند پس ایشاں نیز صایم باشند۔ و دیگر آنکہ صایم باشد
خواب در شب کمتر باشد خصوص آنکہ تقلیل طعام و آب کند در شب۔

طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است

(۳۱۶) و طالب را عمل بہ نجوم کردن خطا است واگر ترا گویند کہ فلاں
بزرگ دائم در پیش او تقویم بودے والبتہ نظر در آں کردے جوابش دہ
او نجوم می دانست از صحیفہ دل و از القاے فہم ربانی او را معلوم می شد
با آں نجوم مقابلہ میکند می بیند کہ من انچہ دانستہ ام در نجوم ہم ہماں است
یا نہ امتحان میکند کہ نجوم از آں ہا است کہ درو از علم الٰہی چیزے باز یابد
و بعضے از سبب آنکہ فلاں بزرگ در نجوم می آید در غلط افتادہ اند۔

اگر صوفی طالب برائے حفظ صحت خود در طب تعلق کند شاید

(۳۱۷) و اگر صوفی طالب در طب تعلقے کند شاید۔ کہ طالب صوفی
را صحت بینہ مطلوب کلی است از انچہ احتما باید کرد کند و در انچہ باشر
باید بود از سبب ایں طب را مباشر باشد کہ ایں موجب صحت بنیہ است
و با ایں بینہ کارے تمام است۔ صوفی را گویند اگر ضرورت مرض چیزے
از و فوت شود آں بجاے اداگیر ندا زد راست است ایں سخن اما در
نفس مباشرت ایں فعل لذتے است ہماں کس داند کہ وجدان لذت میکند

ایشاں چنیں گویند بکار نیاید بہشتے کہ در و نماز نباشد۔ حکایت ابراہیم خواص رحمہ اللہ بریں شاہد است و عمرو بکار کذلک۔

(۳۱۸) اگر طالب مردے شاعر و ناظم باشد نشاید کہ بشعر و نظم مشغول شود و قوانین ایں کار را چنانچہ حق شعر است نگاہدارد۔ اما بحسب حال بہ بدیہہ بغیر تامل و تفکر بسیار سخنے کہ از وطلب و درد و عشق و حکمت باشد نویسد و گوید شاید۔ و آں را مایہ روزگار خویش نسازد و نداند کہ ایں نیز کارے است و نثر کذلک۔

(۳۱۹) و اگر طالب را از سودائے و تجارتے البتہ چارہ نباشد اہل و ولدے دارد و اتباع بسیار در انتظار او اند و البتہ بے ایشاں بودن چارہ نیست تجارت و تربص کند بشرط آنکہ دلش متعلق نباشد مردم سوداگر را ہمہ وقت روز و شب ذہن ایشاں بہوس مال مالا مال است۔ آرزوے جز ایں ندارد کہ مال یکے بیک نیم شود و یکے بدو شود بارے ہمت ہمیں کہ بیفزاید و در خطرہ او ہمیں مال مردہ ریگ ماندہ میگردد و حساب آں بدل یاد ندارد کہ ایں خطرہ ایست و باد گردیست کہ البتہ دل را سیاہ کند و دل او مکدر گردد و مغشوش باشد۔ و اگر تجارتے یا سفر دارد چنانچہ رسم سوداگراں است ہمہ روز و شب براں کالا افتادہ و جان و جہان خویش بدو سپردہ و در ہمتش جز فزونی مال قرار نگرفتہ است۔ طالب چنیں نباشد و البتہ در آں بند نبود کہ عیب کالاے خود بپوشد و اظہار حسنش کند بلکہ عیب او را آشکارا بر مشتری گوید و اگر چنیں نکند

طالب اگر شاعر است نشاید کہ بہ نظم و نثر خود را مشغول کند لیکن اگر بے اختیار اشعار عشق و حکمت و خیال و آید جائز باشد اگر بنویسد

طالب را بقدر احتیاج تجارت و مثل آں براے نفقہ عیال جائز است

تدلیس و تلبیس و خیانت کردہ باشد۔ و وقت خریدن عیب کالا را پیدا آرد و ہنر او را بپوشد ایں ہم نشاید۔

در سفرِ تجارت طالب را نشاید کہ وردے فوت کند

(۳۲۰) در سفر و تجارت باید از وے وردے فوت نشود و اگر خواندنی است خود در رہ میرود میخواند و دیگر گزاردن است البتہ چند گامے تیز کند بیشتر رود تا آنکہ پسینہ رسد چیزے گذارد و ہم چنیں تا آنکہ تمام کند۔ و شب کہ بیدار باشد نہ برائے حفظ کالا بلکہ بیداری او برائے خدا باشد چنانچہ رسم طالباں است و دریں میاں اگر حفظ کالا می شود آں زیاں کار او نیست و اگر بر دابہ سوار شود بر و خواند تنہا و گزاردنہا ہمیراں بجا آرد و عذر نگوید البتہ طعام باید خوردن تا قوت مشی شود تقلیل غذا از واجبات شمرد و تقلیل آب کذلک

در رفتن با رفقا گفتگو بیاں کند

(۳۲۱) و در رفتن با رفقا زبان بحکایت ندارد و اگر برائے تطییب وقت را برائے تطییب دل مصاحباں را چیزے سخنے کشادہ گوید روا باشد

در سفر صوم فریضہ ہیچ وجہے افطار نکند و در نوافل رخصت است

(۳۲۲) و صوم فریضہ را ہیچ وجہے افطار نکند اما در نوافل رخص است و اگر با آں ہم افطار کند سبب مشقت سفر باید تقلیل ملازم باشد تقلیل آب از طعام بیشتر باید بارے در آں کوشد البتہ در سفر بسیار رہ نرود و اگر لا بد افتد خود را با ستر خاے منافل ندہد کارہاے خود را فرو نگذارد و البتہ جد و جہد نکند کہ او را مغز ہی کنند۔

طالب را بکالا و کسبے و حرفتے کہ سبب آں ہمہ روز در تشویش ماند در نباشد

(۳۲۳) و کالاے و کسبے و حرفتے کہ طالب را ہمہ روز در تشویش دارد طالب را آں کار نشاید کرد و اگر کالا بسیار دارد و از ہر جنس دواب دارد ایشاں را بمنزل باید رسانیدن با آں اشیائے کہ ایشاں حامل اند خود ایں

سکار طالباں نیست واگر اعوانند و خدم اند کہ ایشاں بغیر تشویش او کارے بسر برند سحیتمل کہ رخصتے باشد اما جمع ایں قدر مال طالب را صورت محال می نماید۔

طالب در اداے حقوق حیلہ متعلمان را بکار نبرد

(۳۲۴) و در اداے حقوق حیلہ متعلمان را بکار نبرد و در انچہ اختلاف علما است اختیار او اسلم و احوط باشد۔ حیلہ زکوۃ را و حیلہ استبرا را در معتقد خویش غلطی محض تصور کند۔ و آنکہ در بیع ام ولد کسے رخصت داده است یا گفتہ بزنا حرمت مصاہرت ثابت نشود بحکم آنکہ المجتہد یخطی و یصیب او را مخطی تصور کند۔

یک مسلک صوفیاں سفر است

(۳۲۵) یک مسلک صوفیاں مسافرت است و اگرچہ سفر برائے تجارت را بود چند چیز کہ نقد وقت مسافرت است اگرچہ برائے خدا نیست آں چیزہا بخاصیت خویش او را دست دہد۔ در سفر گرسنگی بسیار گیرد و طالب آنرا بر خود نگاہدارد ایں عین مقصود کار او باشد۔

متعلم طالب در بحثہا سخن بر آمده نگوید

(۳۲۶) متعلم طالب در بحثہا سخن بر آمده نگوید ایں چنیں گوئی میگوید حق طرف من است و اگر دریں بحثہا در خود احساس خود نمائی می بیند ازیں سجد احتراز باید کرد سخن در آں است او را نشاید در مجلس بیاید و ہر کلیترہ کہ از متعلمان بشنود و آنرا بر خود گیرد عظیم مجاہده کہ بر نفس خود نہاده باشد ایں سخت ترین مجاہده باشد

طالب در حفظ کتب علم و تحسین خط و لعبت حراب خود را مشغول

(۳۲۷) طالب حفظ کتاب علم نکند۔ طالب در تحسین خط و کتابت نباشد طالب لعبت حراب نکند چنانچہ اسپ دوانیدن و تیغ و سپر و نیزه

گردانیدن و بعضے که درین کار آمده است۔

(۳۲۸) واگر طعامے پیش طالب آید هر گونه که باشد روی یا جید بقدر قوام بنیه گیرد و اگر طعام نفاخ یا بطی الهضم باشد آنرا اندک تر بستاند۔ طالب روغن خورد بشرط آنکه بمقدار یک درم سنگ روغن وانگے نان کم کند طالب نان با نانخورش خورد بشرط آنکه آں نانخورش را بحساب نان گیرد آں مقدار که نانخورش خورد آں مقدار از نان کم کند

(۳۲۹) طالب را عزت باشد نه کبر تواضع باشد نه ذل تقلیل باشد نه ضعف شب بیداری باشد نه کسل۔ راه آں مقدار رود که ماندگی نیارد سخن آں قدر نگوید که ذہنش بے مزه گردد اگرچه تواریخ و قصص و عبر و امثال ایں در حفظ وے باشد اما گفتار نه۔

(۳۳۰) طالب اگر در ره رود نظرش بر زمین و اگر بغلط نظرش بر آسماں و اگر بنشیند نظرش بر سینه۔ اگر طالب را کشف ارواح شود خود را بحکایت ہائے ایشاں ندہد و مردان غیب ابدال و اوتاد و خضر ملاقات ایشاں را مقصود کلی نداند و از گروهٔ ایشاں وقت خود را نظارت نکند و ملتمس مقصود بکلی بر ایشاں نه بندد۔ ایشاں مبشرانند و بعض محل ارشاد وے هم دارند هرچه از ایشاں رسد برسد گو اگر ورائے مقصود باشد آنرا وزنے نه نهد۔

(۳۳۱) طالب در جهاد نرود بدیں نیت که با کفار یا مشرکان مجاهده کنم اگر بمیرم درجهٔ شهادت باشد و اگر نمیرم ثواب اعلائے کلمة الله شود

دیگر چگونہ عمل باید کرد

ایں ہمہ سختہ است اما مقصود او وراے ایں ہمہ است۔ و اگر طالب مردے جندی است چاکر است نانے از اں چاکری میخورد آں ناں را و اند برائے آں ستدہ ام کہ کار حراب بے آں میسر نیست و تیغ زند و در محاربہ در آید دل را بحضور آرد خدا را با خود داند و ضربے و قطعے و قتلے کہ او کند یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ باید در محاضرہ او باشد و کارے کہ از و دراں وقت سرزد قتل او کشتر ہمہ اضافت بہ باری تعالیٰ کند وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔ شاہدے از نقد وقت او باشد زخمے کہ بدو رسد چنیں تصور کند کہ محبوب با وے بخشمے کہ میاں دو دوست رود بداں ناز و بداں نیاز و بداں خشم ضربے کردہ۔ یعلم اللّٰہ اگر ایں مراقبہ کہ نبشتم بتحقیق و تقرر دروے ثبت یابد فاعل حقیقی را نقد شاہد وقت خویش بیند نہ ایں چنیں میگویم تصوری و توہمی بلکہ شہودی و وجودی است۔ و اگر غنیمتے پیش افتد بحرص مال و بحرص اسباب دراں دست نزند بحکم رعایت رسم اسلام کارے کند۔ و اگر چنیں اتفاق افتد کہ مومناں بکدیگر قتال سکنند چنانچہ بسیار جا افتد و می افتد البتہ نشاید بر ہیچ کالائے مسلماں دستے نہد اگرچہ آں شخص ظالم بودہ باشد یعنی خارج بود از مسلماناں چنانچہ معاویہ بر علیؓ رضی اللہ عنہ خروج کردہ بود۔ و اگر ایں میسر آید دل بحضور دادہ چشم بستہ تیغ زند و البتہ حذر بر خصم نیفتد زہے کارے ایں نوع نسبت بمرتضیٰ رضی اللہ عنہ و کرم اللہ وجہہ کردہ اند۔ و سواری دابہ تا ما دام کہ سواری محتاج الیہ باشد و مجرے کہ ایں احتیاج برخیزد دابہ را سبک باید کرد و اگر در معرکہ میان دو صف اسپ را جولاں کناند و تیغ بازی

نماید شاید۔ واگر وقت یوم الزحف رسد خدا را با خود دیدہ وجان را بفدائے راہ
او ساختہ ومقصود را در نظر داشتہ باشد جاں را بضرب سیفے وقطع سنانے و
جرح سہمے کشتہ در فتہ نداند وہاں ہوسے کہ دراں وقت کند نعرہ وقیقے کہ
دراں وقت زند تحقیق داند کہ با من کسے است کہ مرا ایں چنیں گرم میدارد و
گرم میکند و در خطرۂ او ایں وہم نباشد کہ او مرا خواہد کشتن این وہم باشد
کہ من او را خواہم کشتن واگر از درد فراق تنگ آمدہ باندوہ ہجراں کہ البتہ
مقصود بداماں نیست خود را بر فوجے عظیم زند کہ بمیرم وازیں اندوہ خلاص
یا بم اگر کشتہ شود فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ ہم عند انزہاق روحہ مقصود
او بدست او دہند وجان را بہ تیغ و تیر ونیزہ بقاتل نہ دہد چنیں داند و بیند
کہ جاں را بخدا می سپارم وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا
درست جز بشان ایں عزیز نباشد۔ ووقت ساختہ شدن برائے جنگ را
مثلاً لامہ می پوشد وبیضہ بر سر می نہد ودیگر باقی آلات حراب در ہر آلتے کہ
گرد خویش می آرد مراقب ومحاضر باشد اگر مشاہدہ عین است خود عین را شاہد
آرد واز و اعانت ومدد طلبد واز و اجازت خواہد کہ برگیرم یا نہ و در جنگ در
آیم یا نہ۔ اگر او اجازت دہد در آید واگر منع کند باز ایستد واگر در مراقبہ
مجرد تصورے وتخیلی دارد نظر در دل خویش کند اول خطرہ بیند کدام آمد
منع آمد یا اجازت صورت فتح نمود او را در خیال او یا نہ ہمیت ہر چیزے
را کہ قوی تر بیند واول باشد امضائے او کند۔ واگر مشاہد عین است اگر
او اجازت داد صریح یا منع کرد خود ہم براں رود چنانچہ گفتم ونظر در استصحاب

حال کند اگر از محاورہ صورت او ایں می بیند کہ اجازت است خود بداں رود و
اگر صورت منع است ہماں کند۔ و اگر در حالت تصور آوازے شنود یا چیزے
پیش آید کہ او از انجا منع تصور میکند یا اجازت ہمیراں رود۔ و اگر مرد از
اہل تفرسس نبودہ باشد برائے دل او را ہمیں تصور و تخیل بسندہ بود و اگر
تصور پیر دارد در حالت محاربہ او را یا با خود داند یا پشتواں خویش بیند یا
مقدمہ کار خود ہمو را احساس کند۔ چنانچہ در نماز گفتہ ام پیر را یا را استاد
چیا تصور کند یا امام انجا نیز ہماں صورت است و اینجا مزدحم کار است
دل بہ طبیعت خویش مضطر و ملجا شدہ تصورے و رستے دست می دہد۔ و البتہ
نخست در تصور و تخیل خود تجدید سبق با پیر کند و در نماز ہم چنیں کردہ اند
برائے ہر فریضہ تجدید بیعت با پیر کنند۔ ہم چنیں اینجا۔ و اینجا دو تصور است
یا صورت جمال تصور کند یا صورت جلال و کذالک لطف و قہر و دریں مقام
ہر دو بر محل بکار اند اگر صورت جمال تصور افتد فتحے بسہولتے و آسانی دست
دہد و اگر صورت لطف افتد غنیمتے و نقدے بدست آید۔ و اگر صورت
جلال روے نماید قتال سختے و ازدحامے قوی و اگر قہر باشد فنعوذ باللہ
منہ۔ من ایں ہر چہار صورت بعینہ نوشتم اما مرداں عالم نام جاہل
حقیقت فہم نکنند زباں دراز کنند قطع لسان ایشاں را بضرورت سخن
کشیدہ می باید نبشت۔

کیفیت و شرایط چاکری کردن مرید۔

(۳۴۲) و مرید طالب اگر چاکری کسے کہ خواہد کند اگر صاحب
از اں مردم است کہ کارہاے نامشروع فرماید چاکری او حرام باشد

ترک آوردن صحبت او واجب بود و اگر کارہائے سخت فرماید کہ در شغل او زیانکا
آید ہم ترک صحبتش باید کرد۔ و اگر ملکے را صاحب اقطاع را یا آں ملک کہ
ملازم خدمت پادشاہ می باشد طلب خدا در سر او افتد اصل کار سیت کہ ترک
چاکری و صحبت و ملک و اقطاع کند و اگر ازاں چارہ نباشد خدمت
پادشاہ بجا آورد و دنبال وظائف خوش باشد از خدمتش جدا شود گوشۂ گیرد
گذاردنی خویش را تمام کند و اگر خواندنی ہم چنیں میسر آید بہتر و اگر نہ پیش
او استادہ باشد و خواندنی خویش بسر برد۔ و اگر جنبانیدن لب و حرکت
دہان آں صاحب را خوش نیاید و البتہ کارہائے فرماید کہ بگفتار تعلق
دارد ہمہ خواند نہاں در دل خواند چنانکہ لب نجنبد۔ ایں چنیں خواندن اثرے
بلیغے دارد و دل را گرم کند و اثر حرف و صوت آنچہ در زبان بود ہم در دل
افتد عنقریب فتحے و فتوحے روئے نماید و آں ملکے کہ صاحب اقطاع است
ایں کارہا کردن برو نیک آساں است ہیچ کارے بہتر از احسان بر فقرا
و غربا نیست یک کارے کہ برائے خدا یا کند کہ آں مشوب باحسان باشد
آں قدر مزید در وقت او باشد کہ آنرا حصر نتواند آورد و خود نداند کہ ایں مزید
از کجا است۔

(۳۳۳) ایں ہمہ کہ میگوییم با ایں ہمہ پاکی نفس شرط کلی است
بے ایں ہیچ کار نمی شود۔ بر رعایا آں معاملت کند کہ مادر و پدر بر فرزند
آں قدر نکنند و البتہ دراں کوشد کہ وقت او معمور بذکر خدا باشد شب او
منحصر برائے ذکر و فکر بود روز را در تمشیت امور مسلمانان بود و کار ہیچ

را فرو داشت نکند۔ و اگر بادشاه او را فرماید فلانه را بکش و فلاں را مطالبه کن و یا جلا کن نشاید که دریں کارہا اقدام کند بروے گوید مرا ایں کارہا مفرمای و اگر خواہی که مرا بفرمائی خود مرا عزل کن از من ایں کارہا نخواہد آمد۔ و البته حرص بریں نه بندد که مال اقطاع را گرد آرد و آنچه حق بیت المال است آں را بانتہا و غایت رساند و ازاں خود را غنی و مالدار گرداند ہمانمقدار که او را کفایت باشد ہمانمقدار بگیرد۔ و البته چیزے نامشروعے که ازاں ملکی است و شرط کار ملکی است گرد آں کار نگردد چنانچه جامهٔ نامشروع پوشیدن قباے ابریشم و کلاه زر و موبند ابریشم۔ ہمبریں مثال ہرچه ازیں جنس باشد گرد او نبود و اگر بادشاه براے او مرحمتے کند پس آنکه ازو بیروں آید بکشد نگاہدارد و سه روزے که رسم ایشاں است ہماں ساعت بپوشد که پیش او رود و نزدیک فقہا روایتے مرجوحے ہست گوئی براں عمل کرد فقہاے شعار و دثارے را اعتبارے کرده اند ایں نیز ہمبراں اعتبار کار کند۔ و دریں واقعات تصور شهود پیر اثرے تمام دارد و ازیں تصور بسیار انتفاع باشد

(۳۳۴) و اگر یکے ازیں اعوانان را طلب در سر افتد جز ترک آں کار تدبیرے دیگر نیست مگر یک تدبیر که او بدیں نیت اختیار کند آنچه ایں اعوانان بر خلق میکنند او پیش شود بر خود گیرد سبب خفت بر مسلمانان و سبب خلاص ایشاں۔ و کارے که ازاں ایں قوم است باید ملازم حال او باشد و صلاح کار آں اسیراں و گرفتاراں و ضعیفان و درماندگان بواجبی از خدا خواہد و آں عملے که ازاں اعوانان آنچه میکنند اما الصورت

خفت میکند از بستن و کشتن و داشتن ہم از خدا داند و ہم از خدا بیند ہم ازاں
رہ اخلاص ایشاں جوید۔ واگر خصیبے و رفقے از ایشاں بدو رسد آنرا قبول نکند
ایں چنیں شخصے در ایں چنیں ورطہ افتادہ اینچنیں کارے کند از بسیار
پیشتر رسد کہ رسول اللہ فرمودہ است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجرک
علی حسب تعبک اجر بر حسب تعب است جزا بحساب عمل است یکے
بفراغت و بغیر مزاحمت کارے میکند و یکے با چندیں گرفتاری بکار است
اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ در شان او درست باشد
(۳۳۵) طالب در عین حراب و قتال متصور خود را تصور کند اگر سوار
است میان دو گوش اسپ بیند و اگر پیادہ است خود را محاط بدو تصور
کند گوئی او را ہم بدو در پوشیدہ اند۔ اے عزیز تو میدانی کہ من چہ راہہا
وچہا تعلیم میکنم خدا ترا فہمے روزی کند تا بدانی کہ چہ میگویم۔ تیغ را سیف اللہ
و تیر را سہم اللہ و سنان را سنان اللہ داند انچہ از ایشاں سرزد آں
از خدا داند و ایں ہمہ گفتیم بہ تحقیق و تثبت بدانی کہ عمل مرتضی است کرم اللہ وجہہ
(۳۳۶) واگر بادشاہے را طلب خدا در سر افتد تدبیر او یکے آنست
کہ سلطان ابراہیم ادہم و معاویہ ثانی و عبداللہ رحمۃ اللہ علیہم کردند واگر ایں
نتواند یا خود اما مے است کہ برائے ایں کار را جز او بہ نیت عالمے
متدین صالحے دانشمند کہ ہرگز از سیرت او ایں معلوم نشدہ است کہ
او بہوائے مبتلا است برائے امضائے احکام امور شرعی را ہمو را نصب
کند و ہم بدو نیت دہد و ہمارہ منہیان و مخبران گمارد کہ متجسس متفحص

تصور اینکہ طالب در عین حرب و قتال در نظر بدو داشتن

تربیت بادشاہ بکہ طالب خدا در سر او فتد

حال او وکسان او باشند ہرچند کہ او مرد متدین است از وچیزے نزاید
اما از جوانب امین نباید بود تا حیلہ نکنند و از ظاہر روایت بروایت مرجوح
غیر معمولہ نروند و حیلہ زکوۃ را روا ندارد و البتہ ہر کہ گوید حیلہ زکوۃ کردہ ام
از و بعنف زکوۃ بستانند و اگر حیلہ استبرا از کسے معلوم شود البتہ از زجرے
ومنعے و از ضرب چند تازیانہ خالی نگذارد و شارب عرق و ماءالشعیر و انچہ
بدیں ماند بے ہشتاد تازیانہ نگذارد و البتہ روا ندارد کہ بایع ایں اشیا
فاش و آشکارا باشد۔ مرد متدین خداترس دریں مسئلہ عمل بروایت
حنفی نکند۔ و اگر اختلاف میاں علما رفتہ است انچہ احوط و اسلم بود
ہماں را اختیار کند۔

(۲۳۷) بادشاہ طالب را تتبع و تفحص فقرا و ضعیفاں و ایتام و
عجائز واجب باشد بلکہ فریضہ است نباید حق کسے در گردن او بماند
کہ دادن بیت المال مستحق بر و فریضہ و واجب است برائے ایں
متدنیان و خداترساں را نصب کند کہ ایشاں چیزے رسانند۔ و
آں قدر کہ در ولایت او از خطط و قصبہ و قریات است از ضعفا و
مساکین آں ولایت باید کہ باخبر باشد و اگر خبر بد و نرسد او عنداللہ معذور
باشد۔ و اگر مردم بے دیانت خود را باستحقاق نمایند استصحاب حال را
بکار باید داشت۔ کور و لنگ و گنگ و بیست و عورت بیوہ و یتیم
و امثال ایشاں باید ضایع نماند و ایں کار خیر بحسب وسع امکاں میسر است
ہیچ کارے ازیں مشکل تر نباشد۔

(۳۳۸) بادشاہ طالب را دو کار باید کرد نفس را وقف اعلائے کلمۃ الدین سازد تن را ہم بداں در دہد و دل را در مراقبہ بہ تصور جلال و عظمت و قہر کند کہ صولت نفس او را جز عظمت و قہر باری نشکند ایں آیت را بسیار خواند اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ ۝ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ ۝ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ۝ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ۝ وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ ۝ الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ ۝ فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ ۝ فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ ۝ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝۔

ہر چند کہ خود را بادشاہ شکستہ تر و خوار تر گرداند راہ او بخدا نزدیکتر باشد و دولتے درست دست دہد و حالتے پیش آید قریب بحالت مصطفیٰ و مرتضیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کرم اللہ وجہہ چنیں گفتہ اند اگر سالے امساک باراں شود و بادشاہ لتہ کہنہ رنگیں در کمر بندد و جامہ کہنہ بہ پیوندے رنگیں بر دوش کشد سر برہنہ کردہ کلنہ بدست گیرد و چندے گزے زمین ہم بداں کاند بدست خویش کاود و دستے تخم جو بدست گیرد و آنرا بکارد و بالیستد متقبل قبلہ و بعجز و زاری و شکستگی و درماندگی از خدا باراں خواہد بیشک بیارد۔ در وقت دعا بادشاہ اگر خود را از جملہ فقیراں و مسکیناں و از افتادگاں کمتر داند ہر چہ خواہد بیابد و خواہشیکہ طالبانرا است آں خواست مقصود بہرہ نیا بد جز بشکستگی و واماندگی و از خود بیروں آمدن نیابد۔ سلطان ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ میان جملہ مشائخ و صوفیاں بسیارے از ہمہ خود را خوار تر کردہ بود ہم از سبب ایں کہ باوے عزت بادشاہی بود اگر چہ اثر آں خراب از

سر او فرو افتادہ است اما البتہ اثر خمارے باقی است۔

(۳۳۹) طالبان و تارکان را بزرگ بلائے است اینکہ در دل ایشان بگذرد کہ من طالبم یا من تارکم۔ ازیں کوک نفس بصحراے صفا شدن جز باستعانت خاصہ نباشد۔

طالبان و تارکان را بزرگ بلائے است اینکہ در دل ایشان افتد کہ من طالبم یا تارکم

(۳۴۰) و اگر بادشاہ در کسے احساس فتنہ کند صورت حکمت را در کار بندد و در قتل و جلاے او دل نہ نہد معاملتے باوے کند کہ او بجان خویش بجاں ماند و فتنۂ او دفع شود و سلاطین کہ حکما را بر خود داشتہ اند ہم برائے ایں مصلحت را۔

بادشاہ اگر در کسے احساس فتنہ کند او را چہ باید کرد

(۳۴۱) اگر عورتے را خداوند سبحانہ و تعالیٰ کرم کند طلب را ادت در سرا او افگند چہ عورت چہ مرد ازاں طرف ہمہ را در یک سلک کشیدہ اند تفاوت جز عضوے بعضوے نیست از روے صورت ظاہری تدبیر آں عورت چہ باشد۔ اگر جوان است تدبیرش جز ایں نباشد انقطاعے و انزواے ایں چنیں کہ روئے آفتاب دیدن و سوے آسمان نگریستن جز بضرورت بشری نباشد و ایں کار بے مرشد نشود۔ مرشد او پیرے کہنہ ریختہ بختہ باید آنچناں کسے کہ او را شیعہ معصوم خوانند تلقینے کہ او کند ایں عورت در کنج خانہ نشستہ جز بداں شغل شغلے دیگر مشغول نباشد و طعام البتہ گوشت نباشد۔ برنجے یا نانے کہ مردم فقرا خشک خورند۔ البتہ البتہ صوم دوام ملازم او باشد و در مہمانیہا و شادیہا کم شنید و در غم و شادی یار کسے نباشد۔ و چنانچہ رسوم عورات است البتہ چیزے با خود دارند کہ

تربیت زنانیکہ ایشاں را طلب در سرا افتد

برائے گور و کفن کار آید ازیں رسوم و عادات بیروں آید۔ و ایں طائفہ خود را
برگرد خود گشتن ندہد۔ و پیر را نشاید توجہ خود فرماید۔ و عورت را باید تعبد ظاہری
در و بسیار باشد تزئینے نکند ہیچ وجہے و تجلی و غیر آں خود را نیاراید اگرچہ
در تنہائی خود است۔ حاصل حیات او بریں سخن منحصر است۔ عورتے کہ شوہر
او محبوب آں عورت بودہ باشد بمیرد چونہ احداد کند او بریں صفت باشد
باز سجد میگویم کہ با جنس خود نشست و خاست نکند و در خلو تہائے خود سردہا
کہ عورات گویند با خود نگوید و با خود باز نگرداند۔ و آنکہ گویند شوہرے مرشد
باید چنانچہ حکایت فاطمہ و احمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم دراں شبہا
تمام شدہ است من حکایت زمانہ خود میگویم۔ و ہرچہ ایں را پیش آید در
خلوت خویش از خیرے و شرے چنانچہ نارے و نورے دل بداں ندہد
و بہ جہد جہید ازاں معترض باشد و آنچہ دراں وقت بیند او را در دل ندارد
تا ثانی الحال او را وسوسہ ندہد۔ و از جملہ اذکار و اوراد و وظائف باید کہ
نماز بیشتر باشد۔ و اگر صنعتے خواہد رسیدن و پس کشیدہ نکشد و کسے
را مادر و کسے را پدر و کسے را برادر خواندہ نکند کہ ازیں خواندہ راندہ شود
و اگر شوہر دارد و شوہرش ازاں مردم نہ کہ قدر شناس ایں کار باشد تن
خود را بہ تمام بدو نسپارد جز برائے اطاعت فرمان خدا یرا۔ و اگر او برزنے
دیگر و کنیزک راضی شود و ایں را معذور دارد خود او ایں را دولتے ہنیئے شمارد
و دیگر گویم عادت شہوت پرستان است ہر کہ بہ کراہیت و عدم رضا ہمت
باوے رغبت کم است و ہر کہ شوخ است و رند است و طلب دارد و برائے

این کار شیوه و شکل بسیار دارد و بر و رغبت بیشتر است - و چون این خود را
کشیده دارد و برای این کار را ساخته نباشد زیرا چه وی گرفتار دارد
از سر تا پا شعور از خود رفته است برای که آراید صوم و دوام دارد و در دهنش
بوی می آید و تنش بیشتر ریخته است از آن اعضا که او حظ دارد آن
اعضا گداخته است ضرورت شوهر از دست خواهد داشت - و اگر فقیهی
پرسد که آراستن و سر و اندام شستن و ساخته شدن برای شوهر را حق است او
ناحقی چون نه کند گویم فقیها راست میگوئی ولیکن این سخن محبان و عاشقان
است این سخن سوختگان و افروختگان و واماندگان است نشنیده
ان اللہ لا یواخذ العشاق بما یصدر منھم جوانی را در اول
جوانی طلب خدا در دل افتاد طعام گذاشت آب گذاشت خواب گذاشت
مادر و پدر او در تا پاک اند و حقوق ایشان بر و فرض و مع ہذا گرفتار
گرفتار است اگر جوانی در عشق مجاز گرفتار شد مادر و پدر را برد طلب حقوق
ماند این کار را همبران قیاس کن - و اگر شوهر ندارد و خود فارغ است
چنانچه طالبی را زن نباشد - و اگر زال باشد او را تسبیح گردانیدن و
رشته نماز گزاردن موافق تر باشد و صوم دوام باید که بود - و رشته
عم پسر و دختر و نبیره و فرزند نبیره خورد و در داد و ستد ایشان دخلی نکند
و رسوم و عادات که میان ایشان جاریست آنرا بیکبار وداع کند
و رشته فرزندان و دختران و بندگان را رسوم و عادات تعلیم نکند
مثلاً گوید که در خیلخانه ما این آمده است و این نیامده است و چنانچه

از کفرے اجتناب میکنند ازاں اجتناب کند۔ وچنانچہ جواں راگفتم درجہانی وشادی حاضر نشود و با ایشاں یار نباشد۔ وگریۂ او جز درنایافت مقصود نباشد ودم سرد او جز از خوف حرماں نبود۔ واگر دلش برائے حج مائل شود یاد خدا را کعبۂ خود سازد و ہمہ روز گرد او گردد۔ و او را از کنج بروں آمدن تشتتے و تفرقے فاحش پیش آید۔ و در ایامیکہ از عبادات ظاہر بیکار میشود در کنج نشستہ بحبس دل اللہ اللہ گوید کہ از جملہ عبادات ہا اینجا او بیشتر اثر بیند واگر بہ بلاغت نرسیدہ و روئے شوہر ندیدہ او را ایں کار مناسب تر و موافق تر۔ زہے دولتے کہ او دارد اگر در ایں چنیں ایام اوراطلب خدا در سر افتد۔ گفتہ ام آخر طالب نسبت محبت وعشق دارد ایں ہمہ کار عاشقاں است کہ میگویم۔

(۳۴۲) ویک کلی با خود راست گیرد واقعے وخوابے کہ او را پیش آید اگر از آنہا است کہ نقیض وضد است مر او را کلا وجملتہً آنرا اتباع کند وبراں باشد اگر چیزے پیش آید کہ درو وہم لذت ایں جہاں باشد از و الحذر الحذر۔ ایں سخن با مرداں طالب ہم ہست۔

(۳۴۳) وخود را عورتے بابرکتے وپارسائے فسازد بر آب نخواند بدمد بر کودکاں دست فرود آرد و بر کسے را نشستہ نفسے بدمد۔ ایں از مطاوبانہ آمدن است۔ مرد طالب را ہم ہمیں صورت است واگر خدائے تعالیٰ او را ایں دولت روزی کند چنانچہ رابعہ بصریہ وبی بی فاطمہ سام رحمہما اللہ ایں حکایت دیگر است ایشاں پیرانہ ارشاد میکردند۔

(۳۴۴) اے عزیز بہ تحقیق بدانی کہ منیجو استم ہر ملتے کہ آنرا ہفتاد و دو ملت گویند رہ ارشاد و تعلیم ایشاں نبولیسم و ایں ہفتاد و دو ملت احمدیت منیجو استم رہ ارشاد و تعلیم مشرکان و مجوس و ترسا ہم نبولیسم باوجود آنکہ ایشاں باآں شرک و مجوسیت و ترسائی کہ گرفتار اند اما وقت عزیز است و عمر قصیر است و خداوند سبحانہ و تعالیٰ فرمود مَا مِن دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا ط اِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ آخذ بناصیتہا عبارت از رابطہ کہ ممکن را با واجب است۔ علیٰ صراط مستقیم عبارت از اجتماع آں رابطہ است بدست رب تعالیٰ ازاں رو کہ او دست وآں رابطہ بدست او متحد باشد۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِي بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ ہم بریں اشارت فرمودہ است باشد کسے کہ ایں رابطہ بدست او دہند و او بر اسرار ہمہ و بر بواطن ہمہ مطلع باشد۔ اتباع شیخ نصیر الدین محمود اودھی ثم چشتی قدس اللہ روحہ العزیز محمد حسینی رااسلمہ اللہ تعالےٰ الی یوم التناد پرتوے ازاں بردلش زدہ است ہر آئینہ شے مائی درخیال دل او بیضہ نہادہ است کہ از آشیاں معارف و حقایق آنجا تولیدے ہست۔ ولکن فہوم قاصر ور بے غیور ہمت رواند از دبر اہلے و نااہلے سخن رود۔ یک سخنے درستے جامعے با تو گویم و بسیار گفتہ ام و شاید ہمدریں پارسی چندبار گفتہ ام۔ مرجع سلوک و منباء او بدو کلمہ باز آمدہ است تزکیہ نفس و توجہ تام تزکیہ نفس ہر کسے باندازہ کہ او ست بردینے درہے کہ

اوست۔ وتوجہۃ تمام انچہ ملقن تلقین کند۔ بدست ہرکہ ایں دو کلمہ بلا الٰہ الا اللہ سپرونذخمیر مایہ ہمہ سعادتہا در خزینۂ وجود او نہادند و بذیل دامن خرقہ او بربستند کارش بفضل اللہ مرتب تمام شد۔

تمت

تمام شد

کتاب مستطاب المعروف بہ **خاتمہ** از تصانیف حضرت

قدوۃ السالکین زبدۃ الواصلین سلطان العارفین الولی الاکبر خواجہ

صدر الدین ابو الفتح سید محمد حسینی گیسو دراز چشتی

رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃً

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیقات بر کتاب خاتمہ

مصنف کتاب خاتمہ یعنی حضرت خواجہ بندہ نواز مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز دریں کتاب در بعض جاہا بہ بعضے از واقعات بزرگان سلف اشارہ فرمودہ اند و آنہا را بہ تفصیلہا در معرض تحریر نیاوردہ اند۔ راقم ایں سطور سید عطا حسین غفر اللہ ذنوبہ بعضے از آنہا را از دیگر تصانیف حضرت مخدوم رحمۃ اللہ علیہ و از کتب مستندہ اقتباس کردہ حوالہ قلم می نماید۔

صفحہ ۱۲ فقرہ (۲۶)

(۱)

"جنید رحمۃ اللہ کہ در شان سہل رحمۃ اللہ گفتہ است آسان سخنے نیست" جنید فرمود قدس اللہ سرہ العزیز۔ "سہل آں روز کہ از مادر بوجود آمد روزہ دار بود و آں روز کہ وفات کرد روزہ دار بود و بحق رسید روزہ ناکشودہ ہماں سہل گفتہ انا ذکر خطاب الست بربکم باایں ہمہ او چیزے از دل نداشت" (منقول از تذکرۃ الاولیاء حضرت خواجہ فرید الدین عطار و بعض تصانیف حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہما)

صفحہ ۳۳ فقرہ ۴۸

"حکایت ذوالنون رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی بالا رفتہ است" از لفظ

''بالا رفتہ است'' غالباً مراد مصنف علیہ الرحمۃ از ترجمہ اداب المریدین است کہ این کتاب خاتمہ را بطور تکملہ آں تصنیف کردہ اند۔ از کتاب ترجمہ اداب المریدین کہ بار چہارم در سنہ ہشت صد و سیزدہ ہجری تصنیف کردند و الآن ہمیں نسخہ در دنیا موجود است این حکایت نقل کردہ میشود۔

''ذوالنون مصری را از حال و آل سماع پرسیدند گفت سماع وارد حق است چیزے از خدا بر بندہ فرود می آید دلہا بسوے حق میکشد ہر کہ بسوے آں دارد گوش بحق داشت محقق و متحقق شد و ہر کہ بسوے آں گوش بہ نفس داشت زندیق شد بحق چند معنی دارد۔ متصف بصفت حق است محقق و متحقق شود و ہر کہ او بہ سبب حق شنود یعنی آنچہ حق و حقا باشد۔ دیگر بحق نشنود یعنی او از خودی او نرفتہ و نفس نفسانیت او باقی سماع چنیں کس بزندقہ کشد سخن مختصر می کنم کہ ترجمہ دراز نگردد۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔ از عبداللہ خفیف حکایت آرند کہ او گفت با احمد ابی الجواری بشیراز در مجلسے بودہ ام دراں جمعیت اتفاقے سرودے گفتند وقت شیخ احمد خوش شد خارت و تواجدے میکرد مقابل او صفہ بود و بعضے ابناے دنیا آنجا بودہ اند یکے میان ایشاں تبسم کرد شیخ احمد منارہ شمعے بود آنرا گرفت و طرف او انداخت بر و نرسید بدیوار رسید سہ پایہ آں منارہ بدیوار خلیدہ اگر برو رسیدے تا چہ شدے مقصود ازیں حکایت ایں بود کہ آنکہ بلہو و تبسم در سماع بہ ایستد او در مجلس سماع نشاید۔ اما فقیہ جامد طبع را و متعلم خشک مزاج را از سماع آنچناں بیروں کنند چنانچہ مگس از شہد و ہمچنیں گویند شیخ ابی احمد ابی الجواری سی سال نماز صبح بوضوعشا گذارد یعنی اینچنیں متعبد و سماع می شنید و بہ تبسم و تلہی اینچنیں

معاملہ میکردہ واز ینجا ایں معلوم شود کسے گماں نبرد کہ صوفیاں در سماع بیخبر می باشند۔ خبرے تمامے است اما چنانچہ چندیں اعمال دارند یکے از اعمال ایشاں سماع است۔"

(۳) صفحہ ۵۹ فقرہ ۸۵

"حکایت خضر و موسیٰ علیہما السلام شنیدہ باشی۔"

ایں قصہ در کلام اللہ شریف در سورۂ کہف مذکور است از انجا باید طلبید۔

صفحہ ۶۱ فقرہ ۸۸

"حکایت خدمت شیخ الاسلام فرید الدین و خدمت شیخ قطب الدین و خدمت شیخ معین الدین قدس اللہ سرہم بارہا گفتہ ام شنیدہ باشی۔"

حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ العزیز ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ راقم الحروف عطا حسین آں را بہ تمامہا از کتاب سبع سنابل کہ تصنیف حضرت سید عبدالواحد بلگرامی است رحمۃ اللہ علیہ اینجا نقل میکند۔

"چوں مخدوم شیخ فرید بشہر دہلی رسید با خواجہ قطب الدین بیعت کرد بعد ازاں ملازم خدمت گشت بعد از مدتے خواجہ جہاں شیخ معین الحق والدین بمقام اجمیر آمدند مخدوم شیخ فرید بجہت پاے بوس ایشاں نرفت بہ سبب آنکہ اگر من بحضور پیر خود نخست پاے بوس پیر پیر کنم ملاحظۂ پیر فرو گذاشتہ باشم و اگر نخست پاے بوس پیر کنم ملاحظۂ پیر پیر فرو گذاشتہ باشم۔ آنگاہ خواجۂ جہاں خواجہ معین الدین با خواجہ قطب الدین فرمودند کہ شیخ فرید را بطلبید و حاضر کنید چوں بہ طلب ایشاں حاضر شدند نخست پاے بوس پیر کردند و پیر ایشاں بازوے مخدوم شیخ فرید گرفتہ

درپائے پیرخود اندا ختند و ایشاں شیخ فرید را در کنار گرفتند و عنایتہا و نوازشہا بسیار فرمودند با خواجہ قطب الدین گفتند کہ کار شیخ فرید برائے چہ معطل میدارید کار ایشاں را تمام کنید۔"

صفحہ ۷، فقرہ ۱۱۵

"حکایت ابراہیم خواص و یوسف حسین گفتہ باشم و تو بارہا از من شنیدہ باشی"

حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ علیہ مرید حضرت شیخ یوسف حسین بودند و ہر دو بزرگان از اکابر متقدمیں اند و معاصر حضرت سید الطائفہ جنید رضی اللہ عنہ۔ حضرت یوسف بن الحسین الرازی در سنہ ثلث و اربع و ثلثمائۃ از دنیا رفت و حضرت ابراہیم خواص قبل از و در سنہ احدے و تسعین و مایتین وفات یافت۔ حضرت مخدوم سید محمد حسینی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ آں قصہ را کہ اشارتے ازاں درینجا فرمودہ اند در بعض تصانیف خود ملخصاً آوردہ اند۔ راقم ایں حروف آں را بہ تمامہا از کتاب تذکرۃ الاولیا خواجہ فریدالدین عطار بہ نقل می آرد۔

...... "ابراہیم خواص از برکات صحبت او یوسف بن حسین آنجا رسید کہ بے زاد و راحلہ بادیہ را قطع میکرد تا ابراہیم گفت شبے از شبہا ندائے شنیدم کہ برو و یوسف حسین را بگوے کہ تو از راندگانی ابراہیم گفت کہ مرا ایں سخن چناں سخت آمد کہ اگر کوہے بر سر من زدندے آساں تر ازاں بودے کہ ایں سخن با او می بایست گفت۔ شبے دیگر ہمیں آواز شنیدم کہ با او بگوئی کہ از راندگانی برخاستم و غسلے کردم و استغفار آوردم و متفکر بہ نشستم تا شب سوم باہول ترازاں گفتند کہ با او بگوئی کہ از راندگانی و گرنہ زخمے خوری کہ بر نخیزی۔ برخاستم

و بہ اندو ہے تمام در مسجد شدم او را در محراب نشستہ دیدم چوں چشمش بر من افتاد گفت ہیچ بیتے یاد داری گفتم دارم پس بیتے (عجمی) بگفتم او را خوش آمد و دیر بر پاے بود و آب از چشمش رواں شد چنانچہ باخوں آمیختہ بود پس روے بمن آورد و گفت از بامداد تا اکنوں پیش من قرآن میخواندند کہ قطرۂ آب از چشم من نمی آمد و مرا حالتے نبود بہ یک بیت (عجمی) کہ بشنودم چنیں حالتے پدید آمد کہ طوفاں از چشم من ریختن گرفت مرداں راست میگویند کہ او زندیق است و از حضرت خطاب راست می آید کہ او از راندگانست کسیکہ از بیتے چنیں شود و از قرآن بر جاے فسردہ بماند راندہ بود۔ ابراہیم گفت کہ من متحیر بماندم در کار او و اعتقاد من سستی گرفت ترسیدم و برخاستم و بہ بادیہ در آمدم اتفاقاً با خضر افتادم فرمود کہ یوسف حسین زخم خوردۂ حق است ولے جاے او علیین است کہ در راہ حق قدم چنداں باید زد کہ اگر دست رد بر پیشانی تو نہند ہنوز جاے تو اعلیٰ علیین بود کہ ہر کہ دریں راہ از بادشاہی بیفتد از وزارت نیفتد"

صفحہ ۱۱۰ فقرہ ۱۸۴

"حکایت سلطان ابراہیم ادہم شنیدہٗ قدس اللہ روحہٗ"

در رسالہ قشیریہ امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ روایت کردہ کہ حضرت سلطان ابراہیم ادہم کہ بادشاہ بلخ بود روزے براے شکار بیروں رفت و اسپ را در پے ثعلبے یا ارنبے انداخت کہ ناگاہ ہاتفے آواز داد یا ابراہیم ایا براے ہمیں کار پیدا کردہ شدۂ و براے ہمیں کار امر کردہ شدہ و ہمچنیں از قربوس زیں اسپ او آواز آمد کہ واللہ براے ایں کار پیدا کردہ نہ شدہ

در حال او متنبہ شد از پشت اسپ فرود آمد و لباس خود را بہ شبانے کہ آنجا گوسفنداں او میچرانید داد و لباس او خود پوشید و اسپ خود را و ہر چیزیکہ با خود داشت نیز بہ شباں داد و راہ بادیہ گرفت و بعد چندے بمکہ رفت و در صحبت امام سفیاں ثوری و خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہما در آمد۔

(۷) صفحہ ۱۳۸ فقرہ ۲۵۸

"حکایت لیلی و شکستن کاسہ مجنوں شنیدہ باشی۔"

آوردہ اند کہ چند نفر گدایاں بر در لیلی آمدند ملازمان لیلی کاسہ ہائے آنہا پیش او بردند دراں میاں کاسہ مجنوں ہم بود لیلی ہمہ کاسہ ہا را پر کرد و کاسہ مجنوں را شناختہ بہ شکست۔ مردماں مجنوں را خبر کردند بمجرد شنیدن مجنوں را ذوقے در گرفت و برقص در آمد۔

(۸) صفحہ ۱۳۱۔ فقرہ ۲۴۸

"حکایت کلیب و اصحاب جنید رحمۃ اللہ علیہ شنیدہ باشی"

"چنیں گویند کلیب مجذوم شد از شہر بیروں آمد در بادیہ افتاد شبے اصحاب جنید رفتند برگرد او بایستادند و گوش باصغا داشتند کہ دریں حالت دریں بلا او با خدا چہ میگوید و چہ می نالد شنیدند کہ می گوید یا رب اسمی کلیب و جسمی مجذوم ورسمی ھذہ فاقۃ ایں جبرئیل و من المبارزت ۔

خدا من نام من سگکے و تن من از جذام میگدازد و خوردن من بعد چند روز بفاقہ کجا است جبرئیل دریں میدان بلا و محنت معلوم شود کہ مبارزکیست او یا من" منقول

(از ترجمہ آداب المریدین)

(۹) صفحہ ۱۶۶ فقرہ ۳۰۶

"حکایت آدم و نزدیک موت او شنیدہ باشی۔"

منقول از بعضے تفاسیر و قصص الانبیاء تالیف شیخ عبدالواحد بن محمد المفتی رحمۃ اللہ علیہما۔

"منقول است کہ در وقت عرض اولاد نظر آدم علیہ السلام درمیان اصحاب الیمین بر یک فرزند سعادتمند افتاد کہ میاں مردم نورانی بود و بصورت و سیرت بے نظیر و دلپذیر می نمود با وجود اینہمہ ناز و اعزاز میگریست دل آدم علیہ السلام برویت گریان آں فرزند چوں سپند بسوخت و کیفیت احوال او از جبرئیل علیہ السلام سوال نمود او گفت یکے از پیغامبران اولاد تست کہ نام او داود علیہ السلام خواہد بود گفت موجب گریہ او چیست گفت بجہت زلتے کہ مدت چہل سالش بگریاند گفت عمرش چہ مقدار باشد گفت شصت سال گفت عمر من چہ باشد گفت ہزار سال گفت از جملہ ہزار سال چہل سال باو بخشیدم بعد ازاں بوے دعا آورد گفت یارب عمر من چہل سال بردار و بہ داود علیہ السلام ارزانی دار دعائے او بمحل اجابت رسید حکم گردید کہ عمر داود علیہ السلام صد سال باشد بعد از گذشتن مدت نہصد و شصت سال از عمر آدم علیہ السلام ملک الموت بہ قبض روح آدم آمد وے گفت مرا وعدہ اجل بعد ہزار سال مقرر شدہ ہنوز چہل سال باقیست ملک الموت واقعہ داود درمیان آورد آدم علیہ السلام از دوستی جان رجوع از ہبہ جائز پنداشت ملک الموت بہ تفصیل ایں قصہ را بعرض حق تعالیٰ رسانید بکرم خود عمر آدم علیہ السلام ہزار سال تمام عطا فرمود و عمر داود بہ صد سال رسانید۔"

(۹) صفحہ ۱۶۸ فقرہ ۳۰۷

"حکایت شیخ لقمان سرخسی پرندہ با ایں سخن نسبتے تمام دارد و بارہا گفتہ ام"

حضرت خواجہ بندہ نواز علیہ الرحمہ ایں حکایت را در بعضے از تصانیف خود آوردہ اند۔ اینجا از نفحات الانس مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نقل کردہ میشود۔

"وے (شیخ لقمان سرخسی قدس سرہ العزیز) در ابتدا مجاہدہ بسیار داشت و معاملہ باحتیاط۔ ناگاہ کشفے افتادش کہ عقلش برفت گفتند لقمان آں چہ بود ایں چیست گفت ہر چند بندگی بیش کردم بیش می بایست درماندم گفتم الٰہی بادشاہاں را چوں بندہ پیر شود آزادش میکنند تو پادشاہ عزیزی در بندگی تو پیر گشتم آزادم کن گفت ندائے شنیدم کہ گفتند اے لقمان آزادت کردیم نشان آزادی آں بود کہ از عقل تو برگیرم پس وے از عقلائے مجانین بودہ است و شیخ ابوسعید ابوالخیر بسیار گفتہ است کہ لقمان آزاد کردۂ خدا ایست"

(۱۱) صفحہ ۷۶، فقرہ ۳۱۵

"سخن بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ۔ اشنیدہ باشی۔"

راقم ایں سطور بہ تحقیق نتواں گفت کہ اشارہ حضرت خواجہ بندہ نواز سید محمد حسینی گیسو دراز قدس اللہ سرہ بہ جانب کدام سخن حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ است ولیکن حکایتے کہ مطابق مضمون ایں عبارت کتاب خاتمہ است، امام ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ در رسالہ قشیریہ از شیخ خود استاد ابوعلی دقاق قدس سرہٗ روایت کردہ اند ایں است:۔ وقتے بشر حافی در راہے میگذشت مرداں دید و یکے با دیگرے گفت کہ ایں مرد (یعنی حضرت بشر حافی) تمام شب نمی خسپید و بعد از سہ روز افطار میکند۔ بشر حافی شنید و گریست و گفت کہ یاد ندارم کہ

وقتے تمام شب بیدار بودہ ام وگاہے روزہ نداشتہ ام کہ بہ شب افطار کردہ ام لیکن اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بہ لطف وکرم خود در قلوب مرداں بیشتر ازاں می اندازہ کہ بندہ از بندگان او بعمل می آرد وبعد ازاں حضرت بشر حافی گاہے در شب نخفت وہمیشہ روزہ میداشت وبعد از سہ روز افطار میکرد ونیز در رسالہ قشیریہ آوردہ کہ وقتے بشر حافی علیہ الرحمہ بہ ملاقات معافی بن عمران رفت رحمۃ اللہ علیہ ودر او زد از اندروں پرسیدہ شد کہ کیستی گفت بشر حافی دخترے از اندرون خانہ گفت کاش اگر بہ دو دانگ نعلین میخریدی ومی پوشیدی اسم حافی از تو دور میشد۔

(۱۲) صفحہ ۱۷۸ فقرہ ۳۱۷

"حکایت ابراہیم خواص رحمہ اللہ بریں شاہد است وعمرو بکار کذلک"۔

در نفحات الانس آوردہ کہ عادت حضرت ابراہیم خواص قدس سرہ ایں بود کہ ہر بار کہ او را ضرورت وضو شدے غسل کردے وقتے او را علت شکم پدید آمد ہر بار کہ فارغ گشتے غسل کردے ہمچنیں شصت وںہ بار غسل کرد سخت بود چوں بار ہفتادم در آب در آمد جان خود را بہ جاں آفریں سپرد در سنہ احدی وتسعین ومائتین۔[۲۹۱]

(۱۳) صفحہ ۱۹۱ فقرہ ۳۴۱

"حکایت فاطمہ واحمد خضرویہ گویند۔ آں افسانہ ہم دراں شبہا تمام شدہ است من حکایت زنانہ خود میگویم"۔

از تذکرۃ الاولیا حضرت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ۔

"........ احمد جامہ چوں لشکریاں پوشیدے وفاطمہ کہ عیال او ب

در طریقت آیتے بود او از دختران امرای بلخ بود توبہ کردہ بود وکس بہ احمد فرستاد کہ مرا از پدر بخواہ احمد اجابت نکرد دیگر بار کس بہ احمد فرستاد کہ من ترا مردانہ ترازیں پنداشتم کہ راہ حق بینی راہبر باش نہ راہ بر احمد کس فرستاد وا ورا از پدرش بخواست پدرش بحکم تبرک اورا بہ احمد داد و فاطمہ ترک شغل دنیا بگفت وبحکم عزلت با احمد بیارامید تا احمد را قصد زیارت بایزید افتاد فاطمہ با او برفت چوں پیش بایزید آمدند نقاب فاطمہ از رخ برداشت وبا بایزید گستاخ وار در سخن آمد احمد از اں متغیر شد وغیرتے در دلش متولی گشت گفت اے فاطمہ ایں چہ گستاخی بود کہ با بایزید کردی فاطمہ گفت از آنکہ تو محرم طبیعت منی وا و محرم طریقت من از تو بہوا رسم وازو بخدا اے ودلیل بر ایں سخن آنست کہ او از صحبت من بے نیاز است وتو بمن محتاج وپیوستہ بایزید با فاطمہ گستاخ بودے تا روزے بایزید را چشم بر دست فاطمہ افتاد کہ حنا بستہ بود گفت یا فاطمہ از برائے چہ حنا بستہ گفت یا بایزید تا ایں غایت کہ تو دست وحنائے من ندیدہ بودی مرا با تو انبساط بود اکنوں کہ ترا نظر بریں افتاد صحبت ما بر تو حرام شد واگر کسے را اینجا خیالے افتد پیش ازیں گفتہ ایم کہ بایزید گفت کہ از خدائے درخواست کردم تا مؤنث زناں از من باز گیرد تا چناں شد کہ زناں را و دیوار را در چشم من یکساں گرداندہ است چوں کسے چنیں بود او از کجا زن بیند پس احمد و فاطمہ از آنجا بہ نیشاپور آمدند واہل نیشاپور را با احمد خوش بود چوں یحیی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ بہ نیشاپور آمد وقصد بلخ داشت احمد خواست کہ اورا دعوتے سازد با فاطمہ مشورت کر گفت دعوت یحیی را چہ باید فاطمہ گفت

چندیں گاؤ و گوسفند و حوائج و شمع و عطر و با ایں ہمہ نیز بیست خر باید تا بکشیم احمد گفت خر بارے چہ معنی دارد گفت چوں کسے مہمان آید باید کہ سگان محلت را نیز ازاں نصیبے بود ایں فاطمہ در فتوت چنیں بود تا لاجرم بایزید گفت کہ ہر کہ میخواہد کہ مردے را در لباس زناں بیند گو در فاطمہ نگرد ۔"

[illegible]

فہرست مضامین کتاب خاتمہ

تمت

غلط نامہ کتاب خاتمہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۸	بلندواز	بلندپرواز	۸۰	۷	حز	جز
۶	۱	شاید آنکہ	شاید تا آنکہ	۹۲	۱۶	اخذ	آخذ
۷	۱۲	خالت	حالت	۱۰۴	۱۱	ناشروعات	نامشروعات
۱۱	۱۰و۱۱	صلوات علیہ	صلوات اللہ علیہم	۱۰۵	۱	واحترازنکلی	واحترازکلی
۲۱	۱۲	شومیتیے	شومیتے	۱۰۶	۳	یاپیرے	باپیرے
۲۲	۴	(۲۹)	(۳۹)	۱۱۶	۹	(۱۰۳)	(۲۰۳)
۲۴	۲	میارد	می آرد	۱۱۸	۹	بازاجۂ	بازارچۂ
۳۳	۱	درقص شود	دررقص شود	۱۲۱	۳	نقاقے	نفاقے
۳۳	۹	خوجاگرید	خوجاگوید	۱۲۴	حاشیہ پہلی سطر	×	مرید را ہر جا بدعوت نباید رفت
۳۳	۱۷	کسے راکہ از	کسیکہ از	۱۲۶	۱۳	ازمتن این	ازشکل این
۳۴	۱۸	بعدازگرفتگی	بعد از گرسنگی	۱۳۴	۶	اکسل	الکسل
۵۸	۱۹	تا تیتی	تا نیمے	۱۴۱	۶	بحضور جداوند	بحضور خداوند
۶۹	۱۱	یابیر	بابیر	۱۴۵	حاشیہ مطابق سطر ۱	سخن جنیں	سخن جنبی
۷۶	حاشیہ ۵	ذلت	زلت	۱۴۶	۲	والافد	ند الافد
۷۷	۷	ہاشی	باشی	۱۴۶	حاشیہ مطابق سطر ۶	ہجرد	بجرد
۷۷	۱۰	بہاوالدین	بہاءالدین	۱۴۷	۱۷	کیرد برد	گیرو برد

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۱۹	اوجھانے	وجھانے	۱۸۱	۱	بعتے	بعتے
۱۵۹	۱۱	جہاں	جبال	۱۸۹	۱۳	سیدتخم	سبدتخم
۱۶۱	۱	خود طبیعت	خود بہ طبیعت	۱۸۹	۱۴	بیارد	ببارد
۱۶۵	۱۹	آن جہان	آن جہان بہتر ازیں جہاں	۱۹۰	۱۷	تانے	نانے
				۱۹۴	۱۲	روجہ	روحہ
۱۷۷	۲	گدارد	گدازد	۲۰۸	۱۹	نخسپند	بخسپند
۱۷۹	۴	خوددرہ	خوددررہ				

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

کتاب مستطاب المسمیٰ بہ

خاتمہ

تالیف بسال ۸۰۷ ہجری

از تصانیف حضرت سلطان العرفاء الکاملین امام الاولیاء الواصلین سید السادات

صدر الدین ابو الفتح ولی الاکبر الصادق

سید محمد حسینی گیسو دراز خواجہ بندہ نواز چشتی

قدس اللہ سرہ العزیز

(بہ تصحیح)

۱۳۵۷ھ

حافظ مولوی سید عطا حسین صاحب ایم۔ اے۔ سی۔ ای

ناظم تعمیرات وظیفہ یاب سرکار آصفیہ

کتاب کے ملنے کا پتہ:- بتوسط مولوی سید عطا حسین صاحب محلہ لنگم پلی - حیدرآباد دکن